بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد 71

ایڈیٹر منصور احمد

شمارہ 33

شرح چندہ
سالانہ 850 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈیا
80 ڈالرامریکن
یا 60 یورو

ہفت روزہ بدر قادیان
Weekly BADAR Qadian

www.akhbarbadrqadian.in

19 محرم 1444 ہجری قمری • 18 ظہور 1401 ہجری شمسی • 18 اگست 2022ء

ارشاد باری تعالیٰ

قَالَ مُوۡسٰی لِقَوۡمِہِ اسۡتَعِیۡنُوۡا بِاللّٰہِ وَاصۡبِرُوۡا ۚ اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰہِ ۟ۙ یُوۡرِثُہَا مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ؕ وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ ○ (اعراف:129)

(ترجمہ) موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا کہ اللہ سے مدد چاہو اور صبر کرو۔ یقیناً مُلک اللہ ہی کا ہے وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہے گا اس کا وارث بنادے گا اور عاقبت متقیوں کی ہی ہوا کرتی ہے۔

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 12 اگست 2022 کو مسجد مبارک (اسلام آباد) ٹلفورڈ، برطانیہ سے بصیرت افروز خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ اس خطبہ جمعہ کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت وتندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کیلئے دُعائیں جاری رکھیں، اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ وناصر ہو اور تائید ونصرت فرمائے۔ آمین۔

ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں
اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں

ارشادات عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام

دیکھو! جس جس قدر انسان تبدیلی کرتا جاتا ہے، اسی قدر وہ ابدال کے زمرہ میں داخل ہوتا جاتا ہے۔ حقائق قرآنی نہیں کھلتے جب تک ابدال کے زمرہ میں داخل نہ ہو۔ لوگوں نے ابدال کے معنی سمجھنے میں غلطی کھائی ہے اور اپنے طور پر کچھ کا کچھ سمجھ لیا ہے۔ اصل یہ ہے کہ ابدال وہ لوگ ہوتے ہیں جو اپنے اندر پاک تبدیلی کرتے ہیں اور اس تبدیلی کی وجہ سے ان کے قلب گناہ کی تاریکی اور زنگ سے صاف ہو جاتے ہیں۔ شیطان کی حکومت کا استیصال ہو کر اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے دل پر ہوتا ہے۔ پھر وہ روح القدس سے قوت پاتے اور خدا تعالیٰ سے فیض پاتے ہیں۔ تم لوگوں کو میں بشارت دیتا ہوں کہ تم میں سے جو اپنے اندر تبدیلی کرے گا وہ ابدال ہے۔ انسان اگر خدا کی طرف قدم اٹھائے تو اللہ تعالیٰ کا فضل دوڑ کر اس کی دستگیری کرتا ہے۔ یہ سچی بات ہے اور میں تمہیں بتاتا ہوں کہ چالاکی سے علوم القرآن نہیں آتے۔ دماغی قوت اور ذہنی ترقی قرآنی علوم کو جذب کرنے کا اکیلا باعث نہیں ہو سکتا۔ اصل ذریعہ تقویٰ ہی ہے۔ متقی کا معلّم خدا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ نبیوں پر اُمّیت غالب ہوتی ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو اسی لئے اُمّی بھیجا کہ باوجودیکہ آپ نے نہ کسی مکتب میں تعلیم پائی اور نہ کسی کو استاد بنایا۔ پھر آپ نے وہ معارف اور حقائق بیان کئے جو دنیوی علوم کے ماہروں کو دنگ اور حیران کر دیا۔ قرآن شریف جیسی پاک، کامل کتاب آپ کے لبوں پر جاری ہوئی۔ جس کی فصاحت و بلاغت نے سارے عرب کو خاموش کرا دیا۔ وہ کیا بات تھی جس کے سبب سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم علوم میں سب سے بڑھ گئے۔ وہ تقویٰ ہی تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مطہر زندگی کا اس سے بڑھ کر اور کیا ثبوت ہو سکتا ہے کہ قرآن شریف جیسی کتاب وہ لائے جس کے علوم نے دنیا کو حیران کر دیا ہے۔

آپ کا اُمّی ہونا ایک نمونہ اور دلیل ہے اس امر کی کہ قرآنی علوم یا آسمانی علوم کیلئے تقویٰ مطلوب ہے نہ دنیوی چالاکیاں۔

(ملفوظات، جلد اوّل، صفحہ 386، مطبوعہ قادیان 2018)

❁ قومی برتری بے شک اچھی چیز ہے لیکن دھوکے اور فریب سے اس کا حصول ہرگز جائز نہیں
❁ کوئی معاہدہ اس نیت سے نہ کیا جائے جس کا مقصد کسی دوسری طاقت کو دھوکا دے کر کمزور کرنا ہو
❁ کسی کمزور قوم سے ایسا معاہدہ نہ کیا جائے جس کا مقصد یہ ہو کہ اس قوم کو اس معاہدہ کے پیچ میں لا کر اپنے ماتحت کر لیا جائے
❁ کوئی معاہدہ اس نیت سے نہ کیا جائے جس کا مقصد کسی دوسری طاقت کو ترقی سے روکنا ہو

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سورہ نحل آیت 93 وَلَا تَکُوۡنُوۡا کَالَّتِیۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَہَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ اَنۡکَاثًا ؕ تَتَّخِذُوۡنَ اَیۡمَانَکُمۡ دَخَلًۢا بَیۡنَکُمۡ اَنۡ تَکُوۡنَ اُمَّۃٌ ہِیَ اَرۡبٰی مِنۡ اُمَّۃٍ ؕ اِنَّمَا یَبۡلُوۡکُمُ اللّٰہُ بِہٖ ؕ وَلَیُبَیِّنَنَّ لَکُمۡ یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ مَا کُنۡتُمۡ فِیۡہِ تَخۡتَلِفُوۡنَ کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

اس آیت کے الفاظ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس میں غیر قوموں کے ساتھ معاہدات کا بھی ذکر ہے۔ اس مضمون کے لحاظ سے اس آیت کو ایک مستقل مضمون قرار دینا ہوگا۔ یعنی لَا تَکُوۡنُوۡا سے نیا مضمون شروع سمجھا جائے گا اور مطلب یہ ہوگا کہ جس طرح اللہ تعالیٰ کے عہد اور اپنے اندرونی عہد کی پابندی لازمی ہے اسی طرح دوسری اقوام کے ساتھ جو عہد کئے گئے ہوں ان کی پابندی بھی ضروری ہے۔ ان معاہدات کی نگہداشت رکھو ورنہ دنیا کا امن برباد ہو جائے گا۔ چنانچہ دَخَلًا کا لفظ بھی اسی بات کو ظاہر کرتا ہے اور کَالَّتِیۡ نَقَضَتۡ غَزۡلَہَا مِنۡۢ بَعۡدِ قُوَّۃٍ سے بھی یہی مراد ہے کہ امن کے قائم ہونے کے بعد فساد کی صورت پیدا نہ کرو۔

اس صورت میں اس آیت کے تین معنے ہو سکتے ہیں

(1) یہ جائز نہیں کہ تم کسی دوسری قوم سے اس لئے صلح کر لو کہ ابھی وہ طاقتور ہے تم اسکا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ معاہدہ کے بعد جب وہ تمہاری طرف سے غافل ہو جائے گی تو تم اندر ہی اندر تیاری کر کے ایک دن اس پر حملہ کر کے اسے تباہ کر دو گے۔ سیاسی دنیا اس قسم کی حرکات ہمیشہ سے کرتی آئی ہے۔ اسلام کی بنیاد چونکہ عدل، احسان اور ایتاء ذی القربیٰ پر ہے وہ اس فعل کو خواہ وہ دشمن اسلام کے مقابل پر کیا جائے ناپسند کرتا اور اس سے منع فرماتا ہے۔

(2) دوسرے معنی اسکے یہ ہیں کہ ایسے معاہدات نہیں کرنے چاہئیں کہ جن کی غرض یہ ہو کہ کسی کمزور قوم کے ساتھ بظاہر تو معاہدہ کیا جائے اور دراصل غرض اس کے ملک پر قبضہ کرنے کی ہو۔ جیسا کہ یورپین قومیں آج کل کر رہی ہیں۔

(3) تیسرے معنے اسکے یہ ہیں کہ ایسے معاہدات ہرگز جائز نہیں جن کی غرض معاہد قوم کو کمزور کرنا ہو۔ چاہئے کہ جس سے صلح کرو اس سے پوری صلح کرو۔

اس آیت میں کس قدر زبردست اخلاقی تعلیم دی ہے اور بتایا ہے کہ قومی برتری بے شک اچھی چیز ہے لیکن دھوکے اور فریب سے اسکا حصول ہرگز جائز نہیں معاہدات کی غرض قیام امن ہونا چاہئے نہ کہ دوسروں کا نقصان یا فریب دہی۔

اسکے مقابل میں دیکھو یورپ آج کیا کر رہا ہے۔ معاہدات کر کے کمزور قوموں کو تباہ کیا جاتا ہے۔ جیسے چین میں ہوا، مصر میں ہوا، ترکی میں ہوا اور ایران میں ہوا۔ اور ایک زمانہ میں ہندوستان میں بھی ہو چکا ہے اور آج کل پھر پولینڈ، فرانس، فن لینڈ، ناروے، رومانیہ چیکوسلواکیہ وغیرہ ممالک سے ایسے ہی واقعات پیش آرہے ہیں۔

غرض اللہ تعالیٰ نے قرآن قریم میں مسلمانوں کو حکم دیا ہے کہ (1) کوئی معاہدہ اس نیت سے نہ کیا جائے جس کا مقصد کسی دوسری طاقت کو دھوکا دے کر کمزور کرنا ہو۔

(2) کسی کمزور قوم سے ایسا معاہدہ نہ کیا جائے جس کا مقصد یہ ہو کہ اس قوم کو اس معاہدہ کے پیچ میں لا کر اپنے ماتحت کر لیا جائے۔

(3) کوئی معاہدہ اس نیت سے نہ کیا جائے جس کا

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

سود خوری کی مذمت اور اسکا عذاب

(2085) حضرت سمرہ بن جندبؓ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: آج رات میں نے دو اشخاص کو خواب میں دیکھا ہے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اور مجھے ایک مقدس زمین کی طرف لے گئے ہیں۔ ہم چلتے گئے یہاں تک کہ ایک خون کی ندی پر پہنچے جس (کے کنارے) میں ایک شخص کھڑا تھا جس کے سامنے پتھر رکھے ہوئے تھے اور ندی کے عین وسط میں ایک اور شخص تھا۔ تب وہ شخص جو ندی میں کھڑا تھا، جب آگے بڑھا اور نکلنے کا قصد کیا تو اس دوسرے شخص نے (جو کنارے پر کھڑا تھا) اس کے منہ پر پتھر مارا اور اسے وہیں لوٹا دیا، جہاں وہ کھڑا تھا۔ اِسی طرح جب بھی وہ باہر نکلنے کیلئے بڑھتا تو اُسکے منہ پر پتھر مارتا، جس سے وہ ویسا ہی لوٹ جاتا۔ میں نے کہا: یہ کیا ماجرا ہے؟ تو اُس نے کہا: جس شخص کو آپؐ نے ندی میں دیکھا ہے وہ سود خوار ہے۔

کدو کے تئیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پسندیدگی اور حضرت انسؓ کا کدو سے پیار

(2092) حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے وہ کہتے تھے کہ ایک خیاط نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو کھانے کی دعوت دی جو اس نے تیار کیا تھا۔ حضرت انس بن مالکؓ کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ میں بھی اس دعوت میں چلا گیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے سامنے اُس نے روٹی اور شوربا پیش کیا جس میں کدو کے قتلے اور گوشت کی بوٹیاں تھیں۔ میں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ پیالے کے اِردگرد سے جہاں کدّو ہوتا لیتے۔ (حضرت انس) کہتے تھے: میں اُس دن سے ہی کدو پسند کرتا ہوں۔

(بخاری، جلد 4، کتاب البیوع، مطبوعہ 2008ء قادیان)

اس شمارہ میں

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انعامی چیلنج (اداریہ)
خطبہ جمعہ حضور انور فرمودہ 29 جولائی 2022ء (مکمل متن)
سیرت آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (از سیرت خاتم النّبیین)
سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام (از سیرۃ المہدی)
خطاب حضور انور بر موقع مجلس شوریٰ برطانیہ 2022ء
اہم سوال وجواب از حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
رپورٹ جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء
اعلان نکاح ونماز جنازہ | خطبہ جمعہ بطرز سوال وجواب
اعلان ولادت وذکر خیر | خلاصہ خطبہ جمعہ حضور انور

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اِنعامی چیلنج

ہر مخالف کو مقابل پہ بلایا ہم نے

اِنَّ السُّمُوْمَ لَشَرٌّ مَا فِی العَالَمِ ۞ شَرَّ السُّمُوْمِ عَدَاوَۃُ الصُّلَحَاءِ

طاعون ہماری جماعت کو بڑھاتی جاتی ہے اور ہمارے مخالفوں کو نابود کرتی جاتی ہے اگر اسکے برخلاف ثابت ہو تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ایسے ثابت کنندہ کو مَیں ہزار روپیہ نقد دینے کو تیار ہوں

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ پُرشوکت انعامی چیلنج ہم آپؑ کی کتاب "حقیقۃ الوحی" رُوحانی خزائن جلد 22 سے پیش کر رہے ہیں۔ قبل ازیں ہم نے طاعون سے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیوں آپؑ کے اشتہارات اور رؤیا و کشوف کا ذکر کیا تھا۔ اس شمارہ میں ہم طاعون سے متعلق آپؑ کے بعض مزید ارشادات پیش کریں گے۔

حقیقی منجی اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دُنیا اور تمام زمانوں کی نجات کیلئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے محض قوم کی ہمدردی کی خاطر 1902 میں جبکہ پنجاب میں طاعون زوروں پر تھی ایک کتاب دافع البلاء لکھی۔ یعنی وہ ایسی کتاب تھی جسکی نصیحتوں پر عمل کر کے لوگ طاعون کی بلا سے چھٹکارا پاسکتے تھے۔ آپؑ نے کتاب کے سرِورق لکھا :

الحمد للہ کہ زمانہ کی ضرورت کے موافق بہتوں کو طاعون سے نجات دینے کے لئے یہ رسالہ تالیف کیا گیا اور اس کا نام ہے "دافع البلاء و معیار اہل الاصطفاء" اور اگلے ہی صفحہ پر تنبیہ کے عنوان سے لکھا :

جس پیغام کو ہم اِس وقت اپنے عزیزانِ ملک کے پاس اِس رسالہ کے ذریعہ سے پہنچانا چاہتے ہیں اُس کی نسبت ہمیں انبیاء علیہم السلام کے قدیم تجربہ کے رُو سے یہ ثابت ہے کہ سرِ دست اِس ہماری ہمدردی کا قدر یہی ہوگا کہ پھر دوبارہ ہم اسلام کے مولویوں اور عیسائی مذہب کے پادریوں اور ہندو مذہب کے پنڈتوں سے گالیاں سُنیں اور طرح طرح کے رنج دہ خطابوں سے یاد کئے جاویں اور ہمیں پہلے سے خوب معلوم ہے کہ ایسا ہی ہوگا۔ لیکن ہم نے نوع انسان کی ہمدردی کو اِس بات سے مقدم رکھا ہے کہ عام بدزبانی سے ہم ستائے جائیں کیونکہ باوجود اس کے یہ بھی احتمال ہے کہ ان صدہا اور ہزار ہا گالیاں دینے والوں میں سے بعض ایسے بھی پیدا ہو جائیں کہ ایسے وقت میں کہ جب آسمان پر سے ایک آگ برس رہی ہے بلکہ اگلے جاڑے میں تو اور بھی زیادہ برسنے کی توقع ہے، اِس رسالہ کو غور سے پڑھیں اور اِس اپنے ناصح شفیق پر جلد ناراض نہ ہوں اور جس نسخہ کو وہ پیش کرتا ہے اُس کو آزمالیں کیونکہ اس ہمدردی کے صلہ میں کوئی اُجرت یا پاداش اُن سے طلب نہیں کی گئی۔ محض سچے خلوص اور نیک نیتی سے انسانوں کی جان چھوڑانے کے لئے ایک آزمودہ اور پاک تجویز پیش کی گئی ہے۔ پس جس حالت میں لوگ بیماریوں میں علاج کی غرض سے بعض جانوروں کا پیشاب بھی پی لیتے ہیں اور بہت سی پلید چیزوں کو استعمال کر لیتے ہیں۔ تو اِس صورت میں اُن کا کیا حرج ہے کہ اپنی جان چھوڑانے کے لئے اِس پاک علاج کو اپنے لئے اختیار کرلیں اَور اگر وہ نہیں کریں گے تب بھی بہر حال اِس مقابلہ کے وقت میں ایک دِن اُن کو معلوم ہوگا کہ ان تمام مذاہب میں سے کون سا ایسا مذہب ہے جس کا شفاعت کرنا اور منجی کے بزرگ لفظ کا مصداق ہونا ثابت ہوسکتا ہے۔ سچے منجی کو ہر ایک شخص چاہتا ہے اور اُس سے محبت کرتا ہے۔ پس بلاشبہ اب دِن آ گئے ہیں کہ ثابت ہو کہ سچا منجی کون ہے۔ ہم مسیح ابن مریم کو بے شک ایک راستباز آدمی جانتے ہیں کہ اپنے زمانہ کے اکثر لوگوں سے البتہ اچھا تھا۔ واللہ اعلم۔ مگر وہ حقیقی منجی نہیں تھا۔ یہ اُس پر تہمت ہے کہ وہ حقیقی منجی تھا۔ حقیقی منجی ہمیشہ اور قیامت تک نجات کا پھل کھلانے والا وہ ہے جو زمین حجاز میں پیدا ہوا تھا اور تمام دنیا اور تمام زمانوں کی نجات کے لئے آیا تھا اور اب بھی آیا مگر بروز کے طور پر۔ خدا اُس کی برکتوں سے تمام زمین کو متمتع کرے۔ آمین۔

خاکسار مرزا غلام احمد از قادیاں

طاعون سے بچنے کے لئے مختلف مذاہب کے لوگوں کی آراء

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کمال شفقت اور محبت سے اور محض بنی نوع انسان کی ہمدردی کی خاطر بار بار طاعون کے حقیقی اور یقینی علاج سے لوگوں کو آگاہ فرمایا کہ وہ اپنے اعمال کی اصلاح کریں اور توبہ و استغفار میں وقت گزاریں اور اللہ تعالیٰ سے اپنا تعلق پیدا کریں۔ آپؑ نے کتاب کے شروع میں طاعون سے بچنے کے متعلق مختلف مذاہب کی مضحکہ خیز آراء بھی درج فرمائی ہیں جو بہت دلچسپ اور پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں جنہیں ہم ذیل میں درج کرتے ہیں۔

طاعون سے بچنے کے متعلق ڈاکٹروں کی رائے

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

ڈاکٹر لوگ جن کے خیالات فقط جسمانی تدابیر تک محدود ہیں اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ...... مذہبی خیالات سے اِس بیماری کو کچھ تعلق نہیں بلکہ چاہئے کہ اپنے گھروں اور نالیوں کو ہر ایک قسم کی گندگی اور عفونت سے بچاویں اور صاف رکھیں اور فنائل وغیرہ کے ساتھ پاک کرتے رہیں اور مکانوں کو آگ سے گرم رکھیں اور ایسا بناویں جن میں ہوا بھی پہنچ سکے اور روشنی بھی اور کسی مکان میں اس قدر لوگ نہ رہیں کہ اُن کے منہ کی بھاپ اور پاخانہ پیشاب وغیرہ سے کیڑے بکثرت پیدا ہو جائیں اور ردّی غذائیں نہ کھائیں اور سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ ٹیکا کرالیں اور اگر مکانوں میں چوہے مُردہ پاویں تو اُن مکانوں کو چھوڑ دیں اور بہتر ہے کہ باہر کھلے میدانوں میں رہیں اور میلے کچیلے کپڑوں سے پرہیز کریں اور اگر کوئی شخص کسی متاثر اور آلودہ مکان سے اُنکے شہر یا گاؤں میں آوے تو اُس کو اندر نہ آنے دیں اور اگر کوئی ایسے گاؤں یا شہر کا اس مرض سے بیمار ہو جائے تو اُس کو باہر نکالیں اور اُس کے اختلاط سے پرہیز کریں۔ پس طاعون کا علاج اُن کے نزدیک جو کچھ ہے یہی ہے۔

فرمایا : گو یہ تمام طریقے کسی حد تک مفید ہیں لیکن یہ ایسی تدبیر نہیں ہے جس کو طاعون کو مُلک سے دفع کرنے کے لئے پوری کامیابی کہہ سکیں۔

مسلمانوں میں سے میاں شمس الدین کی رائے

اور مسلمان لوگ جیسا کہ میاں شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کے اشتہار سے سمجھا جاتا ہے جس کو اُنہوں نے ...... اپریل 1902ء میں شایع کیا ہے اِس بات پر زور دیتے ہیں کہ تمام فرقے مسلمانوں کے شیعہ سُنّی مقلد اور غیر مقلد میدانوں میں جا کر اپنے اپنے طریقہ مذہب میں دُعائیں کریں اور ایک ہی تاریخ میں اکٹھے ہو کر نماز پڑھیں تو بس یہ ایسا نسخہ ہے کہ معاً اس سے طاعون دُور ہو جائے گی مگر اکٹھے کیونکر ہوں اِس کی کوئی تدبیر نہیں بتلائی گئی۔ ظاہر ہے کہ فرقہ وہابیہ کے مذہب کے رُو سے تو بغیر فاتحہ خوانی کے نماز درست ہی نہیں پس اس صورت میں اُن کے ساتھ حنفیوں کی نماز کیونکر ہوسکتی ہے۔ کیا باہم فساد نہیں ہوگا۔ ماسوا اس کے اس اشتہار کے لکھنے والے نے یہ ظاہر نہیں کیا کہ ہندو اِس مرض کے دفع کے لئے کیا کریں۔ کیا اُن کو اجازت ہے یا نہیں کہ وہ بھی اس وقت اپنے بتوں سے مدد مانگیں۔ اور عیسائی کس طریق کو اختیار کریں۔ اور جو فرقے حضرت حسین یا علی رضی اللہ عنہ کو قاضی الحاجات سمجھتے ہیں اور محرّم میں تعزیوں پر ہزاروں درخواستیں مرادوں کے لئے گزارا کرتے ہیں اور یا جو مسلمان سیّد عبدالقادر جیلانی کی پوجا کرتے ہیں یا جو شاہ مدار یا سخی سرور کو پوجتے ہیں وہ کیا کریں اور کیا اب یہ تمام فرقے دُعائیں نہیں کرتے بلکہ ہر ایک فرقہ خوفزدہ ہو کر اپنے اپنے معبود کو پکار رہا ہے۔ شیعوں کے محلوں کی سیر کرو کوئی ایسا گھر نہیں ہوگا جس کے دروازہ پر یہ شعر چسپاں نہیں ہوگا:

لِیْ خَمْسَۃٌ اُطْفِیْ بِھَا حَرَّ الْوَبَاءِ الْحَاطِمَہ
اَلْمُصْطَفٰی وَالْمُرْتَضٰی وَ ابْنَاھُمَا وَالْفَاطِمَہ

میرے اُستاد ایک بزرگ شیعہ تھے۔ اُن کا مقولہ تھا کہ وباء کا علاج فقط تولّا اور تبرّیٰ ہے۔ یعنی ائمہ اہل بیت کی محبت کو پرستش کی حد تک پہنچا دینا اور صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالیاں دیتے رہنا اس سے بہتر کوئی علاج نہیں اور مَیں نے سُنا ہے کہ بمبئی میں جب طاعون شروع ہوئی ہے تو پہلے لوگوں میں یہی خیال پیدا ہوا تھا کہ یہ امام حسین کی کرامت ہے کیونکہ جن ہندوؤں نے شیعہ سے کچھ تکرار کیا تھا اُن میں طاعون شروع ہو گئی تھی۔ پھر جب اسی مرض نے شیعہ میں بھی قدم رنجہ فرمایا تب تو یا حسین کے نعرے کم ہو گئے۔

عیسائیوں کی رائے

اور عیسائیوں کے خیالات کے اظہار کے لئے ابھی ایک اشتہار پادری وائٹ بریخت صاحب اور اُن کی انجمن کی طرف سے نکلا ہے اور وہ یہ کہ طاعون کے دُور کرنے کے لئے اور کوئی تدبیر کافی نہیں بجز اس کے کہ حضرت مسیح کو خدا مان لیں اور اُن کے کفارہ پر ایمان لے آویں۔

ہندوؤں میں سے آریوں کی رائے

اور ہندوؤں میں سے آریہ دھرم کے لوگ پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ یہ بلائے طاعون وید کے ترک کرنے کی وجہ سے ہے۔ تمام فرقوں کو چاہئے کہ ویدوں کی ستّ وِدّیا پر ایمان لاویں اور تمام نبیوں کو نعوذ باللہ مفتری قرار دے دیں تب اِس تدبیر سے طاعون دُور ہو جائے گی۔

ہندوؤں میں سے سناتن دھرم کی رائے

اور ہندوؤں میں سے جو سناتن دھرم فرقہ ہے اُس فرقہ میں دفع طاعون کے بارے میں جو رائے ظاہر کی گئی ہے اگر ہم پرچہ اخبار عام نہ پڑھتے تو شاید اس عجیب رائے سے بے خبر رہتے اور وہ رائے یہ ہے کہ یہ بلائے طاعون گائے کی وجہ سے آئی ہے۔ اگر گورنمنٹ یہ قانون پاس کر دے کہ اِس مُلک میں گائے ہرگز ذبح نہ کی جائے تو پھر دیکھئے کہ طاعون کیونکر دفع ہو جاتی ہے۔ بلکہ اسی اخبار میں ایک جگہ لکھا ہے کہ ایک شخص نے گائے کو بولتے سنا کہ وہ کہتی ہے کہ میری وجہ سے ہی اِس ملک میں طاعون آیا ہے۔

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

کسی فوج کا کوئی بڑے سے بڑا باصلاحیت سپہ سالار ایسے تیقن اور یکسوئی اور وفاداری اور خلوص کا مظاہرہ نہیں کرسکتا

جب تک اسے سربراہ مملکت کی ذاتی خوبیوں اور اعلیٰ کردار نے متاثر نہ کیا ہو

آنحضرت ﷺ کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بابرکت دور میں دشمنانِ اسلام کے خلاف ہونے والی مہمات کا تذکرہ

جلسہ سالانہ برطانیہ کے شاملین وکارکنان کیلئے دعا کی تحریک

خطبہ جمعہ سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 29/جولائی 2022ء بمطابق 29/وفا 1401 ہجری شمسی بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد، ٹلفورڈ (سرے) یو.کے

(خطبہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کررہا ہے)

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ○ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ○ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ○

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ○

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کی مہمات کا ذکر ہو رہا تھا۔ جنگوں کا بقایا ذکر آج کروں گا جو حضرت خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرکردگی میں لڑی گئی تھیں۔ یہ مضمون جو جنگوں کا ہے یہ آج ختم کرنے کیلئے ہو سکتا ہے کہ شاید خطبہ تھوڑا سا لمبا بھی ہو جائے۔

جنگ حِیرہ، ربیع الاول بارہ ہجری کے اوائل میں حضرت خالدؓ نے امغیشیا سے حِیرہ کی طرف کوچ کیا۔

(ماخوذ از سیرت سیدنا صدیق اکبرؓ از عمر ابوالنصر، صفحہ 672 مترجم اردو مشتاق بک کارنر اردو بازار لاہور 2020ء)

اسکے بارے میں یہ ہے کہ حضرت خالدؓ نے امغیشیا سے دریائے فرات کے قریب، حِیرہ کی طرف کوچ کیا۔ حِیرہ عیسائی عربوں کا قدیم مرکز تھا اور اس وقت حِیرہ کا حاکم ایک ایرانی تھا۔ حِیرہ کے حاکم کو اندازہ تھا کہ اب خالدؓ کی فوجوں کا رخ اس کی طرف ہو گا اس لیے اس نے حضرت خالدؓ سے جنگ کی تیاریاں شروع کر دیں اور اس نے یہ اندازہ بھی کر لیا کہ خالدؓ ادھر آنے کیلئے دریائی راستہ اختیار کریں گے اور کشتیوں پر سوار ہو کر پہنچیں گے۔ اس نے اپنے بیٹے کو دریائے فرات کا پانی روکنے کا حکم دیا تا کہ خالد کی کشتیاں دلدل میں پھنس جائیں اور خود اس کے پیچھے چلا اور حِیرہ کے باہر اپنے لشکر کو ٹھہرایا۔ جب حضرت خالدؓ امغیشیا سے روانہ ہوئے اور سامان اور مالِ غنیمت کے ساتھ فوج بھی کشتیوں میں سوار کرا دی گئی تو پانی کی کمی کی وجہ سے کشتیاں زمین کے ساتھ لگنے کی وجہ سے حضرت خالدؓ کو بڑی پریشانی ہوئی۔ ملاحوں نے کہا کہ اہل فارس نے فرات کا پانی اس طرف آنے سے روک کر نہروں کو کھول دیا ہے۔ تمام پانی دوسرے راستوں کی طرف بہ رہا ہے۔ جب تک نہریں بند نہ ہوں گی ہمارے پاس پانی نہیں آ سکتا۔ اس پر حضرت خالدؓ فوراً سواروں کا ایک دستہ لے کر حاکم کے بیٹے کی طرف بڑھے۔ راستے میں دریائے عتیق کے کنارے پر لشکر کے ایک حصہ سے حضرت خالدؓ کی مڈھ بھیڑ ہوئی۔ حضرت خالدؓ نے ان پر اچانک حملہ کر دیا جبکہ وہ بالکل غافل تھے۔ حضرت خالدؓ نے ان سب کا خاتمہ کر دیا۔ پھر آگے بڑھے اور دیکھا کہ حاکم حِیرہ کا بیٹا دریا کا رخ پھیرنے کے کام کی نگرانی کر رہا ہے۔ انہوں نے اچانک اس پر حملہ کر کے اس کو اور اس کی فوج کو قتل کر دیا اور بند توڑ کر دریا میں دوبارہ پانی جاری کروا دیا اور پھر خود وہاں کھڑے ہو کر اس کام کی نگرانی کرتے رہے یہاں تک کہ کشتیوں نے دوبارہ سفر شروع کر دیا۔

اسکے بعد حضرت خالدؓ نے اپنے تمام سرداروں کو جمع کیا اور خورنق کے مقام پر پہنچ گئے۔ خورنق حِیرہ کے قریب ایک قلعہ تھا مگر جب حاکم کو معلوم ہو گیا کہ اردشیر مر گیا ہے اور خود اس کا بیٹا بھی جنگ میں مارا جا چکا ہے تو وہ بغیر لڑے دریائے فرات عبور کر کے بھاگ گیا لیکن حاکم کے بھاگ جانے کے باوجود اہل حِیرہ نے ہمت نہیں ہاری اور وہ قلعہ بند ہو گئے۔ یہاں چار قلعے تھے اور چاروں قلعوں میں محصور ہو کر لڑائی کی تیاری کرنے لگے۔

لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے قلعوں کا محاصرہ مندرجہ ذیل طریقہ سے کیا۔ ضرار بن اَزور قصر ابیض کے محاصرہ کیلئے مقرر ہوئے۔ اس میں ایاس بن قُبیصہ طائی پناہ گزین تھا۔ ضرار بن خطاب قصر عدسّیین کے محاصرے کیلئے مقرر ہوئے۔ اس میں عدی بن عدی پناہ گزین تھا۔ ضرار بن مقرن قصر بنی مازن کے محاصرہ کیلئے مقرر ہوئے اس میں ابن اُکّال پناہ گزین تھا۔ مثنیٰ بن حارثہ قصر ابن بُقیلہ کے محاصرہ کیلئے مقرر ہوئے اس میں عمرو بن عبدالمسیح پناہ گزین تھا۔

حضرت خالدؓ نے اپنے امرا کے نام یہ فرمان جاری کیا کہ وہ پہلے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دیں۔ اگر وہ اسلام قبول کر لیں تو ان کے اسلام کو مان لیں اور اگر وہ انکار کریں تو انہیں ایک دن کی مہلت دیں اور انہیں حکم دیا کہ دشمن کو موقع نہ دیں بلکہ ان سے قتال کریں اور مسلمانوں کو دشمن سے قتال کرنے سے نہ روکیں۔

دشمن نے مقابلہ آرائی کو اختیار کیا اور مسلمانوں پر پتھر برسانے شروع کر دیے۔ مسلمانوں نے ان پر تیروں کی بارش کی اور ان پر ٹوٹ پڑے اور محلات اور قلعوں کو فتح کر لیا۔ وہاں جو پادری موجود تھے ان پادریوں نے آواز لگائی کہ اے محل والو! ہمیں تمہارے سوا کوئی قتل نہ کرنے پائے۔ ان کو جوش دلانے کی کوشش کی۔ محل والوں نے آواز دی۔ اے عربو! ہم نے تمہاری تین شرطوں میں سے ایک کو قبول کر لیا ہے لہٰذا تم رُک جاؤ۔ جب انہوں نے وہاں دیکھا کہ عرب مسلمان غالب آ رہے ہیں تو انہوں نے شرطوں پر قلعے کھولنے کا خیال ظاہر کیا۔ ان محلات کے سردار باہر نکلے۔ پھر حضرت خالدؓ نے ان محل والوں سے الگ الگ ملاقات کی اور ان کے اس فعل پر ملامت کی۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از علی محمد صلابی مترجم اردو، صفحہ 410، فرقان ٹرسٹ مظفر گڑھ) (حضرت ابوبکر صدیق از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 315، اسلامی کتب خانہ لاہور) (تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 315، دارالکتب العلمیۃ بیروت) (معجم البلدان، جلد 2، صفحہ 459)

اور ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ تم پر افسوس! تم نے اپنے آپ کو کیا سمجھ کر ہم سے مقابلہ کیا! اگر تم عرب ہو تو کس وجہ سے تم اپنے ہی ہم قوم لوگوں کا مقابلہ کرنے پر آمادہ ہو گئے اور اگر تم عجمی ہو تو کیا تمہارا خیال ہے کہ تم ایک ایسی قوم کے مقابلے میں جیت جاؤ گے جو عدل و انصاف میں نظیر نہیں رکھتی! سرداروں نے جزیہ دینے کا اقرار کر لیا۔ خالدؓ کو امید تھی کہ ہم قوم ہونے کی وجہ سے یہ عراقی عرب ضرور اسلام قبول کر لیں گے لیکن انہیں بے حد تعجب ہوا جب انہوں نے بدستور عیسائی رہنے پر اصرار کیا۔ بہرحال حضرت خالدؓ نے اہلِ حِیرہ اور مسلمانوں کے درمیان ہونے والا معاہدہ لکھا جو یہ تھا۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ یہ وہ معاہدہ ہے جو خالد بن ولید نے عدی بن عدی، عمرو بن عدی، عمرو بن عبدالمسیح، ایاس بن قَبیصہ اور حِیری بن اکّال سے کیا ہے۔ یہ اہل حِیرہ کے سردار ہیں اور حِیرہ والے اس معاہدے پر راضی ہیں اور انہوں نے اس کا انہیں حکم دیا ان سے ایک لاکھ نوے ہزار درہم پر معاہدہ کیا ہے جو ہر سال ان سے ان کی حفاظت کے عوض وصول کیا جائے گا۔

یعنی مقامی لوگوں کی حفاظت کیلئے یہ جزیہ لگایا کہ جو دنیاوی مال و متاع ان کے قبضہ میں ہے خواہ وہ راہب ہوں یا پادری لیکن جن کے پاس کچھ نہیں، دنیا سے الگ ہیں، اس کو چھوڑ چکے ہیں، یہ معاہدہ ان کی حفاظت کی شرط پر ہے۔ اور اگر وہ ان کی حفاظت کا انتظام نہ کر سکیں تو ان پر کوئی جزیہ نہیں یہاں تک کہ وہ یعنی حاکم ان کی حفاظت کا انتظام کرے۔ اگر انہوں نے اپنے کسی فعل یا قول کے ذریعہ سے غداری کی تو یہ معاہدہ فسخ ہو جائے گا۔ یہ معاہدہ ربیع الاول بارہ ہجری میں لکھا گیا۔

یہ تحریر اہلِ حِیرہ کے حوالے کر دی گئی اور جب حضرت ابوبکرؓ کی وفات کے بعد اہل سواد مرتد ہو گئے تو ان لوگوں نے اس معاہدے کی توہین کی اور اس معاہدے پر عمل نہ کیا اور دوسرے لوگوں کے ساتھ انہوں نے بھی کفر کا ارتکاب کیا اور لوگوں پر اہل فارس کا تسلط ہو گیا۔ جب حضرت مثنیٰ نے حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں حِیرہ کو دوبارہ فتح کیا تو ان لوگوں نے اسی معاہدے کو پیش کیا مگر حضرت مثنیٰ نے اس کو قبول نہیں کیا اور ان پر دوسری شرط عائد کی۔ پھر جب حضرت مثنیٰ بعض مقامات میں مغلوب ہو گئے۔ جنگوں میں ان کو بھی کچھ پیچھے ہٹنا پڑا تو ان لوگوں نے دوبارہ لوگوں کے ساتھ مل کر کفر اختیار کیا۔ باغیوں کی اعانت اور معاہدے کی توہین کی اور اس معاہدے پر عمل نہ کیا۔ پھر جب حضرت سعدؓ نے حِیرہ کو فتح کیا تو ان لوگوں نے سابقہ معاہدے پر تصفیہ چاہا تو حضرت سعدؓ نے کہا ان دونوں میں سے کوئی ایک معاہدہ پیش کرو مگر وہ لوگ پیش کرنے سے قاصر رہے۔ اس پر حضرت سعدؓ نے ان پر خراج عائد کیا اور ان کی مالی استطاعت کی تحقیقات کرنے کے بعد علاوہ موتیوں کے چار لاکھ کا خراج عائد کیا۔

جب حِیرہ فتح ہو گیا تو حضرت خالدؓ نے نماز فتح پڑھی جس میں آٹھ رکعات ایک سلام سے ادا کیں۔ یعنی اکٹھی آٹھ رکعات پڑھیں۔ اس سے فارغ ہو کر آئے تو کہا جنگ موتہ میں جب میں نے لڑائی کی تھی تو اس وقت میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں۔ میں نے کبھی کسی قوم سے جنگ نہیں کی جیسی اس قوم سے جنگ کی ہے جو اہل فارس میں سے ہیں اور میں نے اہل فارس میں سے کسی سے جنگ نہیں کی جیسی اہل اُلّیس سے کی۔

(تاریخ الطبری، جلد 2، صفحہ 316 تا 319، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

پھر لکھا ہے کہ ان لوگوں نے حضرت خالدؓ کی خدمت میں تحائف بھی بھیجے تھے لیکن حضرت خالدؓ نے فتح کی خوشخبری کے ساتھ وہ تحائف بھی حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی عدل و انصاف کے اعلیٰ معیار کا سبق دیتے ہوئے ان سب تحائف کو جزیہ میں شمار کر کے قبول کر لیا اور حضرت خالدؓ کو لکھا کہ یہ تحائف اگر جزیہ میں شامل ہیں تو خیر، ورنہ تم ان کو جزیہ میں شامل کر کے بقیہ رقم وصول کرو۔ یعنی تحفہ کے طور پر یہ چیزیں وصول نہیں کیں بلکہ جزیہ کے طور پر کیں۔ مسلمانوں نے حِیرہ کے مقامی باشندوں کے ساتھ بڑی کشادہ دلی کا معاملہ کیا۔ یہ سلوک دیکھ کر گرد و نواح کے زمینداروں اور رئیسوں نے بھی جزیہ دینا قبول کر کے مسلمانوں کی ماتحتی اختیار کر لی۔

(حضرت ابوبکر صدیق از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 318-319، اسلامی کتب خانہ لاہور)

فتح حِیرہ عظیم جنگی اہمیت کی حامل ثابت ہوئی۔

اس سے مسلمانوں کی نگاہ میں فتح فارس کی امیدیں بڑھ گئیں کیونکہ عراق اور فارسی سلطنت کیلئے جغرافیائی اور ادبی حیثیت سے اس شہر کی بڑی اہمیت تھی۔ اس کو اسلامی فوج کے سپہ سالار اعظم نے اپنا مرکز اور صدر مقام قرار دیا جہاں سے اسلامی افواج کو ہجوم و دفاع اور نظم و امداد کے احکام جاری کیے جاتے تھے اور قیدیوں کے امور کے نظم و ضبط سے متعلق تدبیر و سیاست کا مرکز بنایا اور وہاں سے حضرت خالدؓ نے خراج اور جزیہ کو وصول کرنے کیلئے مختلف صوبوں پر عامل مقرر کیے اور اس طرح سرحدوں پر امراء مقرر کیے تا کہ دشمن سے حفاظت ہو سکے اور خود یہاں ٹھہر کر نظام امن و استقرار بحال کرنے

میں لگ گئے۔آپ کی خبریں جاگیرداروں اور سرداروں کوملیں۔وہ آپؓ سے مصالحت کیلئے آگے بڑھے۔جب انہوں نے دیکھا کہ یہ لوگ فتح پا رہے ہیں تو انہوں نے مصالحت کر لی۔سوادعراق اوراس کے اطراف میں کوئی باقی نہ رہا جس نے مسلمانوں کے ساتھ مصالحت یا معاہدہ نہ کرلیا ہو۔

(سیّدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از ڈاکٹر علی محمد الصلابی مترجم،صفحہ 412،مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ)

حضرت خالدؓ ایک سال تک حِیرؔہ میں مقیم رہے اور شام کی طرف روانگی سے قبل اسکے بالائی اور زیریں علاقوں میں دورے کرتے رہے اور اہل فارس بادشاہ بناتے رہے اور معزول کرتے رہے۔

(تاریخ الطبری،جلد2،صفحہ 321،دارالکتب العلمیۃ بیروت)

یعنی اس کے مقابلے میں اہل فارس نے کیا کیا وہاں صرف بادشاہ بنتے رہے اور معزول ہوتے رہے۔جب عراق کی فضا سازگار ہوگئی اور حِیرؔہ و دجلہ کے درمیان عرب علاقوں سے فارسی حکومت کے ختم ہوجانے سے پیچھے سے خطرہ باقی نہ رہا تو حضرت خالدؓ نے براہ راست ایران پر حملہ آور ہونے کا عزم کرلیا اور اس دوران میں اردشیر کسریٰ کے مرجانے سے ایرانی حکومت خلفشار کا شکار ہوئی۔ان کے درمیان اس کے جانشین کے انتخاب کے سلسلہ میں سخت اختلاف رونما ہوا۔اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے حضرت خالدؓ نے ان کے بادشاہوں اور امراء و خاص لوگوں کو خط لکھے۔ان بادشاہوں کو تحریر کرتے ہوئے فرمایا: خالد بن ولید کی جانب سے بادشاہان فارس کے نام۔اَمَّا بَعْدُ! اللہ ہی کیلئے تمام حمد ہے جس نے تمہارے نظام کو توڑ دیا۔تمہاری چال ناکام کردی۔تمہارے اندر اختلاف برپا کردیا۔تمہاری قوت کمزور کردی۔تمہارے مال چھین لیے۔تمہارے غلبہ و عزت کو خاک میں ملا دیا۔لہٰذا جب تمہیں میرا یہ خط ملے اسلام قبول کرو،محفوظ و مامون رہو گے یا پھر معاہدہ کرکے جزیہ دینے پر راضی ہوجاؤ۔اگر اسلام قبول نہیں کرنا تو صلح کا معاہدہ کرلو اور جزیہ دینے پر راضی ہوجاؤ اور اگر ایسا کروگے تو ہم تمہیں اور تمہارا علاقہ چھوڑ کر دوسری طرف چلے جائیں گے۔ورنہ

اللہ کی قسم! جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں ایسی فوج لے کر تمہارے پاس آؤں گا جو موت سے ایسی ہی محبت کرتی ہے جس طرح تم زندگی سے محبت رکھتے ہو اور آخرت میں اتنی ہی رغبت رکھتے ہیں جتنی رغبت تمہیں دنیا سے ہے۔اور ایرانی عُمّال و امرا کو خط تحریر کرتے ہوئے فرمایا۔خالد بن ولید کی طرف سے فارس کے امراء کے نام۔یہ خط خالد بن ولید کی طرف سے ایرانی عُمّال و امرا کے نام ہے تم لوگ اسلام قبول کرلو سلامت رہوگے یا جزیہ ادا کرو ہم تمہاری حفاظت کے ذمہ دار ہوں گے ورنہ یاد رکھو کہ میں نے ایسی قوم کے ساتھ تم پر چڑھائی کی ہے جو موت کی اتنی ہی فریفتہ ہے جتنا تم شراب نوشی کے۔

حِیرؔہ کی فتح سے عراق کو فتح کرنے اور اس کو اسلامی سلطنت کے تابع کرنے سے متعلق حضرت ابوبکرؓ کی آرزوؤں کا ایک حصہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا جو ایران پر براہ راست حملہ آور ہونے کی تمہید تھی۔حضرت خالدؓ نے اس سلسلہ میں اپنی ذمہ داری اچھے طریقے سے ادا کی اور تھوڑی ہی مدت میں حِیرؔہ تک پہنچ گئے کیونکہ عراق کے خلاف آپؓ کی مہم کا آغاز محرم بارہ ہجری میں معرکہ کاظمہ سے ہوا اور اسی سال ربیع الاول بارہ ہجری میں حِیرؔہ فتح ہوگیا۔

پھر اس کے بعد جنگ انبار یا ذات العیون کا ذکر ہے جو بارہ ہجری میں ہوئی۔ایرانی فوج حِیرؔہ کے بالکل قریب انبار اور عین التمر میں خیمہ زن ہوچکی تھی۔انبار بھی بغداد کے قریب ایک شہر ہے۔انبار کی وجہ تسمیہ میں لکھا ہے کہ عربی زبان میں انبار غلہ و سامان رکھنے کی کوٹھڑی کو کہتے ہیں اور اس شہر کو انبار اس لیے کہا جاتا تھا کہ وہاں کھانے پینے کی چیزیں بکثرت موجود تھیں۔عین التمر انبار کے قریب کوفہ کے مغرب میں واقع ایک شہر ہے۔

لکھا ہے کہ اسلامی فوج کو ان مقامات میں ایرانی فوج کی موجودگی سے سخت خطرہ پیدا ہوچکا تھا۔ان حالات میں اگر حضرت خالد بن ولیدؓ خاموشی سے حِیرؔہ میں بیٹھے رہتے اور باہر نکل کر ایرانی فوجوں کے خلاف کارروائی نہ کرتے تو اندیشہ تھا کہ مسلمان اس علاقے یعنی حِیرؔہ جسے مسلمانوں نے فتح کیا تھا اس سے ہاتھ دھو بیٹھیں گے جو انتہائی مشقت کے بعد ان کے ہاتھ آیا تھا۔چنانچہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے فوج کو تیار ہونے کا حکم دیا۔

(ماخوذ از سیّدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از ڈاکٹر علی محمد الصلابی مترجم،صفحہ 413،مکتبہ الفرقان مظفر گڑھ)(حضرت ابوبکرؓ صدیق اکبر،صفحہ 287،از ہیکل،مترجم علم و عرفان پبلشرز 2004ء)(الکامل فی التاریخ،جلد 2،صفحہ 245،دارالکتب العلمیۃ بیروت)(ماخوذ از المنجد زیر لفظ نبر)(معجم البلدان،جلد 1،صفحہ 305،جلد 4،صفحہ 199،دارالکتب العلمیۃ بیروت)

حِیرؔہ اور اس کے گردونواح میں جب حالات قابو میں آگئے اور امن بحال ہوگیا تو حضرت خالدؓ نے حِیرؔہ پر حضرت قعقاع بن عمرو تمیمیؓ کو اپنا نائب مقرر کرکے خود حضرت عیاض بن غنم کی امداد کیلئے روانہ ہوئے۔حضرت عیاض بن غنم کو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے شمال سے عراق کی فتح کیلئے روانہ کیا تھا اور انہیں حضرت خالد بن ولیدؓ سے جاملنے کا حکم دیا تھا۔

(سیّدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از ڈاکٹر علی محمد الصلابی مترجم،صفحہ 416)

انبار کے لشکر کا سپہ سالار ساباط کا رئیس شِیرزاد تھا۔وہ اپنے زمانے میں بڑا عقل مند،معزز اور عرب و عجم میں ہردلعزیز عجمی تھا۔ساباط بھی مدائن میں ایک مشہور جگہ کا نام ہے۔بہرحال لکھا ہے کہ اہلِ انبار قلعہ بند ہوگئے اور ان لوگوں نے قلعہ کے اردگرد خندق کھودی ہوئی تھی جس کو پانی سے بھر دیا گیا تھا اور یہ خندق قلعہ کی دیوار کے بہت قریب تھی۔کوئی بھی مسلمان اگر اس کے قریب بھی ہوتا تو قلعہ کی دیواروں میں متعین مخالف سپاہی زبردست تیراندازی سے مسلمانوں کو پیچھے ہٹنے پر مجبور کردیتے۔وہ لوگ اسی حالت میں تھے کہ حضرت خالدؓ اپنے لشکر کے اگلے حصہ کو لے کر وہاں پہنچے۔انہوں نے خندق کے اطراف ایک چکر لگایا،قلعہ کے دفاعی انتظامات کا جائزہ لیا اور اپنی خداداد فراست سے ایک منصوبہ بنایا۔حضرت خالدؓ اپنے تیراندازوں کے پاس گئے اور ایک ہزار تیرانداز منتخب کیے جو بہت اچھے نشانہ باز تھے اور ان کو ہدایت کی اور کہا کہ میں دیکھتا ہوں کہ یہ لوگ اصولِ جنگ سے بالکل ناآشنا ہیں۔تم لوگ صرف ان کی آنکھوں کو اپنے تیروں کا نشانہ بناؤ اور اس کے سوا کہیں اَور نہ مارو۔چنانچہ ان لوگوں نے ایک ساتھ تیر چلائے اور اس کے بعد کئی دفعہ ایسا ہی کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس روز تقریباً ایک ہزار آنکھیں پھوٹ گئیں۔اسی لیے یہ جنگ ذات العیون کے نام سے بھی مشہور ہے یعنی آنکھوں والی جنگ۔

دشمنوں میں شور مچ گیا کہ اہلِ انبار کی آنکھیں جاتی رہیں لیکن اس پر بھی حاکم انبار نے غیر مشروط طور پر ہتھیار ڈالنے سے پس و پیش کی تو حضرت خالد بن ولیدؓ اپنی فوج کے کچھ کمزور اور نڈھال اونٹ لے کر خندق کے تنگ ترین مقام پر آئے۔پھر اونٹوں کو ذبح کرکے اس خندق میں ڈال دیا جس سے وہ بھر گئی اور ان جانوروں سے ایک پل بن گیا۔اب مسلمان اور مشرکین خندق میں ایک دوسرے کے سامنے تھے۔یہ دیکھ کر دشمن پسپا ہوکر قلعہ بند ہوگیا۔چنانچہ حاکم انبار شیرزاد نے پھر حضرت خالد بن ولیدؓ سے صلح کیلئے مراسلت کی اور درخواست کی کہ مجھ کو سواروں کے ایک دستے کے ساتھ جن کے ساتھ سامان وغیرہ کچھ نہ ہو یہاں سے نکلنے اور اپنے ٹھکانے پر پہنچنے کی اجازت دی جائے۔حضرت خالد بن ولیدؓ نے اس کو منظور کرلیا۔

یہاں یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جو مؤرخ اور سیرت نگار حضرت خالدؓ پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ حضرت خالدؓ وحشت و بربریت کا بازار گرم رکھتے تھے اور قتل و غارت گری کیے جاتے تھے ان کیلئے قابل غور ہے کہ سخت ترین جنگ کرنے اور بار بار صلح کی پیشکش کو بھی قبول نہ کرنے کے باوجود اس پر،دشمن پہ غلبہ پالیا اور اس نے جب یہاں سے جانے کی اجازت مانگی تو پھر تین دن کا سامانِ رسد ساتھ لے کر جانے کی اجازت بھی دے دی اور کسی قسم کا تعرض نہیں کیا۔پس یہ اس بات کی دلیل ہے کہ آپ پر یہ الزام ہے کہ آپ ظلم کیا کرتے تھے۔

جب شیرزاد یہاں سے جان بچا کر بہمن جاذویہ کے پاس پہنچا اور اس کو واقعات سے مطلع کیا تو اس نے شیرزاد کو ملامت کی اور اس پر شیرزاد نے کہا کہ میں وہاں ایسے لوگوں میں تھا جو عقل سے عاری تھے اور جو عربوں کی نسل سے تھے۔اس کا مسلمانوں کی طرف اشارہ نہیں تھا بلکہ اہلِ انبار میں سے عرب قبیلے کے لوگوں کی طرف اشارہ تھا جن کو کچھ پتہ نہیں تھا۔شیرزاد نے کہا میں نے سنا کہ مسلمان اپنی جانوں کی پروا کیے بغیر ہم پر حملہ آور ہیں اور جب بھی کوئی قوم اپنی جانوں کی پروا کیے بغیر کام کرے تو فتح اس پر واجب ہوجاتی ہے۔چنانچہ جب ان سے ہماری فوج کا مقابلہ ہوا تو انہوں نے ہمارے قلعہ اور زمینی لشکر میں سے ایک ہزار آنکھیں پھوڑ ڈالیں۔اس سے مجھے معلوم ہوا کہ صلح کرنا ہی بہتر ہے۔جب حضرت خالد بن ولیدؓ کو اور سب مسلمانوں کو انبار کے حالات کے بارے میں اطمینان ہوگیا اور اہلِ انبار بھی بےخوف ہوکر باہر آگئے تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے دیکھا کہ وہ لوگ عربی زبان لکھتے پڑھتے ہیں۔تو حضرت خالدؓ نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم عرب کی ہی ایک قوم ہیں اور ہم یہاں ان عربوں کے پاس آکر اترے تھے جو ہم سے پہلے یہاں آباد تھے اور وہ پہلے عرب بخت نصر کے عہد میں آئے تھے جب اس نے عربوں کو آباد ہونے کی اجازت دی تھی اور پھر یہیں رہ پڑے۔حضرت خالدؓ نے پوچھا تم نے لکھنا کس سے سیکھا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے لکھنا عربی قبیلہ بنو اِیاد سے سیکھا ہے۔اسکے بعد حضرت خالدؓ نے انبار کے اطراف کے لوگوں سے بھی صلح کرلی۔(تاریخ الطبری،جلد2،صفحہ 322،323،دارالکتب العلمیۃ بیروت)(معجم البلدان،جلد3،صفحہ 209،دارالکتب العلمیۃ بیروت)

پھر جنگ عین التمر بھی بارہ ہجری میں لڑی گئی،اس کا ذکر ہے۔جب حضرت خالدؓ انبار کی فتح سے فارغ ہوئے اور وہ مکمل طور پر آپؓ کے قبضہ میں آگیا تو آپؓ نے اس کے قریبی علاقہ عین التمر کا قصد کیا جو عراق اور صحرائے شام کے درمیان صحرا کے کنارے واقع ہے۔انبار سے عین التمر تک پہنچنے میں تین دن لگے۔ایرانیوں کی طرف سے وہاں کا حاکم مہران بن بہرام تھا۔وہ عجمیوں کے ایک بڑے لشکر کے ساتھ وہاں موجود تھا۔ایرانی فوج کے علاوہ عرب کے مختلف بدوی قبائل بھی وہاں موجود تھے جن کا سردار عقہ بن ابی عقہ تھا۔جب ان لوگوں نے حضرت خالدؓ کے متعلق سنا تو عقہ نے مہران سے کہا عرب عربوں سے جنگ کرنا خوب جانتے ہیں۔پس ہمیں اور خالد کو چھوڑ دو۔اس کو یہ زعم تھا کہ ہمیں پتا ہے ہم ان سے کس طرح جنگ کریں گے۔مہران نے کہا تم نے ٹھیک کہا ہے کہ عربوں سے لڑنے میں تم ایسے ہی ماہر ہو جیسے ہم عجمیوں سے لڑنے میں ماہر ہیں۔اس طرح اس نے عقہ کو دھوکا دیا اور اس کے ذریعہ اپنا بچاؤ کیا اور اس نے کہا: تم ان سے لڑو اگر تمہیں ہماری ضرورت ہوئی تو ہم تمہاری مدد کریں گے۔جب عقہ حضرت خالدؓ کے مقابلے کیلئے چلا گیا تو عجمیوں نے عقہ کے متعلق انتہائی سخت زبان استعمال کرتے ہوئے مہران سے کہا۔تجھے کس چیز نے آمادہ کیا تھا کہ تم اس سے یہ بات کرو۔اس نے کہا تم مجھے چھوڑ دو۔میں نے وہی چاہا جو تمہارے لیے بہتر اور مسلمانوں کیلئے برا ہے۔یقیناً تمہارے پاس وہ بندہ آرہا ہے جس نے تمہارے بادشاہوں تک کو قتل کردیا ہے،حضرت خالد بن ولیدؓ کے بارے میں کہا،بڑے زبردست سپہ سالار ہیں اور تمہاری شوکت و سطوت کو روند کر رکھ دیا ہے۔پس میں نے تو عقہ کو ان کے مقابلے میں بطور ڈھال استعمال کیا ہے۔اگر ان کو خالد کے مقابلے میں فتح حاصل ہوئی تو یہ فتح تمہاری ہوگی اور اگر معاملہ اس کے برعکس ہوا تو تم مسلمانوں کے مقابلے میں نہیں جاؤگے مگر اس حال میں کہ وہ کمزور پڑ چکے ہوں گے۔پھر ہم ان سے جنگ کریں گے تو ہم طاقتور اور وہ کمزور ہوں گے۔یہ بات سن کر انہوں نے مہران کی رائے کی برتری کا اعتراف کرلیا۔مہران وہیں عین التمر میں مقیم رہا اور عقہ نے حضرت خالدؓ کے مقابلے کیلئے راستے میں پڑاؤ ڈال لیا۔(ماخوذ از حضرت ابوبکرؓ صدیق از محمد حسین ہیکل،صفحہ 288-289)(تاریخ الطبری،جلد2،صفحہ 324،خبر عین التمر،دارالکتب العلمیۃ بیروت)

عقہ ابھی اپنے لشکر کی صفیں ہی درست کررہا تھا کہ حضرت خالدؓ نے بذاتِ خود اس پر حملہ کردیا اور اسے قید کرلیا اور اس کا لشکر بغیر لڑائی کے ہی شکست کھا کر بھاگ گیا اور ان میں سے اکثر کو قید کرلیا گیا۔

جب یہ خبر مہران تک پہنچی تو وہ اپنے لشکر کو لے کر فرار ہوگیا اور انہوں نے قلعہ چھوڑ دیا۔جب شکست کھانے والے اس قلعہ تک پہنچے،اس میں پناہ لی اور حضرت خالدؓ نے ان کا محاصرہ کرلیا جس پر انہوں نے حضرت خالدؓ سے امان طلب کی مگر آپؓ نے انکار کردیا۔انہوں نے آپؓ کا فیصلہ قبول کرتے ہوئے ہتھیار ڈال دیے اور آپؓ نے انہیں قیدی بنالیا اور عقہ اور جو لوگ اس کے ساتھ مسلمانوں کے خلاف جنگ میں شامل تھے ان سب کو قتل کردیا اور جو قلعہ میں تھے ان کو قید کرلیا اور جو سامان قلعہ میں موجود تھا اس کو بطور غنیمت لے لیا۔آپؓ نے ان کے کلیسیا کے اندر چالیس لڑکوں کو پایا جنہیں عیسائیوں نے گروی بنالیا تھا۔یہ لڑکے بیشتر عربی نژاد تھے۔ان لڑکوں کو اسلامی تاریخ میں اس لیے اہمیت حاصل ہے کہ ان کی اولاد میں سے ایسے بڑے بڑے لوگ پیدا ہوئے ہیں جنہوں نے اس عہد میں اور بعد کے عہد کی تاریخ پر گہرے اور اَن مٹ نقوش چھوڑے ہیں۔ان لڑکوں میں محمد بن سیرین کے والد سیرین،موسیٰ بن نصیر کے والد نصیر اور حضرت عثمانؓ کے آزاد کردہ غلام حمران بھی شامل تھے۔سیرین عراق کے رہنے والے تھے۔معرکہ عین التمر میں قیدی ہوئے اور حضرت انس بن مالکؓ کے غلام بنے۔وہ بہت بڑے صناع تھے۔انہوں نے حضرت انسؓ سے مکاتبت کرتے ہوئے آزادی حاصل کرلی تھی۔ان کے بیٹے کا نام محمد بن سیرین تھا جو مشہور تابعی تھے اور تفسیر اور حدیث اور فقہ اور تعبیر الرؤیا وغیرہ فنون میں امام تھے۔یہ محمد بن سیرین ان کے بیٹے تھے جو جنگ میں قیدی بنائے گئے تھے اور پھر بعد میں انہوں نے آزادی لے لی۔پھر

نُصیر تھے یہ موسیٰ بن نُصیر کے والد تھے۔ یہ بنوامیہ کے قیدیوں میں سے تھے۔ بنوامیہ کے کسی شخص نے انہیں آزاد کروایا تھا۔ یہ اپنے بیٹے موسیٰ کی وجہ سے شہرت رکھتے ہیں۔ موسیٰ بن نُصیر نے شمالی افریقہ میں شہرت پائی اور طارق بن زیاد کے ساتھ مل کر سپین میں اسلامی حکومت قائم کرنے میں بہت بڑا کردار ادا کیا تھا۔ پھر حمران بن ابان بھی معرکہ عین التمر کے قیدیوں میں سے تھے۔ یہ یہود میں سے تھے۔ انہوں نے اسلام قبول کرلیا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے انہیں آزاد کروادیا۔

حضرت عثمانؓ کا خاص قرب پانے والے تھے۔ اکتالیس ہجری میں یہ کچھ عرصہ کیلئے بصرہ کے حاکم بنے اور بعد میں بنوامیہ کی حکومت میں بڑا نام پیدا کیا۔ حضرت خالدؓ نے فتح کی خوشخبری اور خُمس حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔

(الکامل فی التاریخ، جلد2، صفحہ 246، ذکر فتح عین التمر، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2006ء) (سیر الصحابہ، جلد 3، صفحہ 277-278، دارالاشاعت کراچی) (فتوح البلدان مترجم، صفحہ 325، 346) (مرآۃ الزمان فی تواریخ الاعیان، جزء6، صفحہ 228، دارالکتب العلمیۃ) (تاریخ الطبری، جلد3، صفحہ 169، 524، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

انبار اور عین التمر کی فتح کے بعد خالدؓ نے ولید بن عقبہ کو خمس دے کر فتح کی خوشخبری کے ساتھ حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیجا۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر انہیں تمام حالات سے آگاہ کیا اور بتایا کہ خالد نے ان کے احکام نظرانداز کرتے ہوئے حِیرَہ اس لیے چھوڑا اور انبار اور عین التمر پر اس لیے چڑھائی کی کہ انہیں حِیرَہ میں قیام کیے ہوئے پورا ایک سال ہو گیا تھا۔ حضرت ابوبکرؓ نے ہدایت دی تھی وہاں حِیرَہ میں انتظار کرنا لیکن بہرحال انہوں نے یہ کیا۔ ان حالات میں اسی کو بہتر سمجھا اور عیاض کا کچھ پتا نہ تھا کہ وہ کب دومۃ الجندل سے فارغ ہو کر خالد کی مدد کیلئے حِیرَہ پہنچتے ہیں۔ دیر ہو گئی تھی۔ عیاض وہاں پہنچ نہیں رہے تھے۔ حضرت ابوبکرؓ بھی عیاض کی سست روی سے تنگ آ چکے تھے اور ان کا خیال تھا کہ وہ مسلمانوں کے حوصلے پست کر رہے ہیں۔ اگر دشمن کو خالدؓ کے ان کارناموں کی اطلاعات ملتی رہتیں جو انہوں نے عراق میں انجام دیے تھے تو یقیناً وہ عیاض کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر مسلمانوں کو سخت زک پہنچاتے۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ اکبر از محمد حسین ہیکل، صفحہ 325، اسلامی کتب خانہ لاہور)

پھر جنگِ دومۃ الجندل ہے۔ یہ بھی بارہ ہجری کی ہے۔ دومۃ الجندل دمشق سے پانچ راتوں اور مدینہ سے پندرہ راتوں کی مسافت پر ایک شہر ہے۔ یعنی اس زمانے کے جو سفر کے ذرائع تھے اس کے مطابق۔ شام کا یہ شہر مدینہ کے سب سے زیادہ قریب ہے۔ حضرت عیاض بن غنم جنہیں حضرت ابوبکرؓ نے دومہ کی طرف بھیجا تھا انہیں طویل مدت تک دشمن کی طرف سے مزاحمت کا سامنا کرنا پڑا اس لیے وہ حضرت خالدؓ سے نہ مل سکے۔ جب حضرت خالدؓ نے ولید بن عقبہ کو عین التمر کی فتح کی خبر دے کر حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں روانہ کیا تو حضرت ابوبکرؓ کو عیاض کے بارے میں پریشانی ہوئی۔ چنانچہ آپؓ نے ولید بن عقبہ کو عیاض کی مدد کیلئے بھیج دیا۔

(ابوبکر الصدیق اول الخلفاء الراشدین از محمد رضا، صفحہ 124، داراحیاء الکتب العربیہ 1950ء)

جب ولید بن عقبہ حضرت عیاضؓ کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ حضرت عیاضؓ نے دشمن کو گھیر رکھا ہے اور دشمن نے انہیں گھیر رکھا ہے اور ان کا راستہ بھی روک رکھا ہے۔ ولید بن عقبہ نے حضرت عیاضؓ سے کہا کہ بعض اوقات فوج کی کثرت تعداد کے مقابلے میں ایک عقل کی بات زیادہ کارگر ہوتی ہے۔ آپ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس قاصد بھیجیے اور ان سے مدد طلب کیجئے۔ حضرت عیاضؓ کیلئے ولید کی بات ماننے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کیونکہ انہیں دومۃ الجندل پہنچے ہوئے سال بھر ہو چکا تھا اور ابھی تک فتح کی کوئی شکل نہ نظر آتی تھی۔ حضرت عیاضؓ نے ایسا ہی کیا۔ جب ان کا قاصد مدد طلب کرنے کیلئے حضرت خالدؓ کے پاس پہنچا تو اس وقت عین التمر فتح ہو چکا تھا۔ انہوں نے حضرت عیاضؓ کے نام ایک مختصر خط دے کر قاصد کو فوراً واپس کر دیا کہ ان کی پریشانی کچھ کم ہو جائے۔ خط میں لکھا تھا کہ تھوڑا اٹھہریں۔ سواریاں آپ کے پاس پہنچ رہی ہیں جن پر شیر سوار ہوں گے اور تلواریں چمک رہی ہوں گی اور لشکر فوج در فوج پہنچ رہے ہوں گے۔ پھر حضرت خالد بن ولیدؓ کی دومۃ الجندل روانگی کے بارے میں آتا ہے کہ جب حضرت خالدؓ عین التمر کی فتح سے فارغ ہوئے تو اس میں عویم بن کاہل اسلمی کو نگران مقرر کیا اور خود اپنی فوج کو جو عین التمر میں تھی لے کر دومۃ الجندل کی طرف روانہ ہوئے۔ تین سو میل کا یہ فاصلہ حضرت خالد بن ولیدؓ نے دس روز سے بھی کم عرصہ میں طے کیا۔

اہل دومہ کو حضرت خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو انہوں نے اپنے حلیف قبائل سے مدد طلب کی۔ یہ قبائل اپنے ساتھ کئی اَور قبائل کو ملا کر دومۃ الجندل پہنچے اور ان کی تعداد اس وقت سے کئی گنا زیادہ تھی جب ایک سال قبل حضرت عیاضؓ ان کی سرکوبی کیلئے پہنچے تھے۔ دومۃ الجندل کی فوج دو بڑے حصوں میں منقسم تھی۔

(ماخوذ از حضرت ابوبکر صدیق از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 290-291) (تاریخ طبری از ابوجعفر محمد بن جریر، جلد2، صفحہ 324-325، دارالکتب العلمیۃ بیروت) (سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت وکارنامے از علی محمد صلابی مترجم اردو، صفحہ 418، فرقان ٹرسٹ مظفر گڑھ)

فوج کے دو سردار تھے۔ ایک اُکیدر بن عبدالملک اور دوسرا جودی بن ربیعہ۔ جب ان کو حضرت خالدؓ کی آمد کی اطلاع ملی تو ان میں اختلاف پیدا ہو گیا۔ اکیدر نے کہا کہ میں خالد کو خوب جانتا ہوں اس سے بڑھ کر کوئی شخص اقبال مند نہیں ہے اور نہ اس سے زیادہ کوئی جنگ میں تیز ہے۔ جو قوم خالد سے مقابلہ کرتی ہے خواہ وہ تعداد میں کم ہو یا زیادہ ضرور شکست پاتی ہے۔ تم لوگ میرے مشورے پہ عمل کرو اور ان لوگوں سے صلح کر لو مگر انہوں نے اس کا انکار کر دیا اس پر اکیدر نے کہا میں خالد کے ساتھ لڑنے میں تمہارا ساتھ نہیں دے سکتا۔ تم جانو اور تمہارا کام جانے۔ یہ کہہ کر وہ وہاں سے چل دیا۔ اس کی اطلاع حضرت خالدؓ کو ہو گئی۔ انہوں نے اس کا راستہ روکنے کیلئے عاصم بن عمرو کو بھیجا۔ صلح کے لیے راضی نہیں ہوا تھا بلکہ وہاں سے چھوڑ کے چلا گیا، اپنے علاقے کی طرف جا رہا تھا۔ عاصم نے اکیدر کو جا پکڑا۔ اس نے کہا تم مجھے اپنے امیر خالد کے پاس لے چلو۔ جب وہ حضرت خالدؓ کے سامنے پیش کیا گیا تو انہوں نے اکیدر کو قتل کروا دیا اور اس کے تمام سامان پر قبضہ کر لیا۔ (تاریخ طبری از ابوجعفر محمد بن جریر، جلد2، صفحہ 325، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

اب یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اکیدر کو قید کرنے کے بعد کیوں قتل کیا گیا تھا تو اس کی وجہ یہ بیان ہوئی ہے کہ حضرت خالدؓ کو غزوۂ تبوک کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اکیدر کی طرف روانہ کیا تھا۔ آپؓ اس کو قید کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے آئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر احسان کر کے اسے چھوڑ دیا تھا اور اس سے معاہدہ لکھوایا تھا لیکن اس نے اس کے بعد بدعہدی کی اور اس نے مدینہ کی حکومت کے خلاف بغاوت کر دی تھی۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 327-328، اسلامی کتب خانہ لاہور)

جس وقت اکیدر کو حضرت خالدؓ کے دومۃ الجندل آنے کی اطلاع ملی تو یہ اپنی قوم کا ساتھ چھوڑ کر نکل گیا۔ حضرت خالدؓ کو دومۃ الجندل کے راستے میں اس کی خبر ملی جیسا بیان ہوا ہے۔ آپؓ نے عاصم بن عمرو کو اس کے گرفتار کرنے کیلئے روانہ کیا۔ انہوں نے اسے گرفتار کر لیا اور اس کی سابقہ خیانت کی وجہ سے حضرت خالدؓ نے اس کو قتل کرنے کا حکم دیا اور اس کو قتل کر دیا گیا۔ اس طرح اللہ تعالیٰ نے اس کی خیانت اور غداری کی وجہ سے اسے ہلاک کیا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم، صفحہ 419)

بعض روایات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اسے قید کر کے مدینہ بھیج دیا گیا تھا اور حضرت عمرؓ کے عہد میں اسے رہائی ملی اور وہ مدینہ سے عراق چلا گیا۔ وہاں عین التمر کے مقام دومہ ہی میں قیام پذیر ہوا اور آخر تک وہیں رہا۔ (حضرت ابو بکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 328، اسلامی کتب خانہ لاہور) یہ دو روایتیں ہیں۔

بہرحال اہلِ دومہ سے لڑائی کا جو واقعہ ہے اس بارہ میں لکھا ہے کہ حضرت خالدؓ آگے بڑھ کر دومہ پہنچے۔ حضرت خالدؓ نے دومہ کو اپنی اور حضرت عیاضؓ کی فوج کے وسط میں لے لیا۔ نصرانی عرب جو اہلِ دومہ کی امداد کیلئے آئے تھے وہ قلعہ کے اطراف میں بیرونی جانب تھے کیونکہ قلعہ میں ان کی گنجائش نہیں تھی۔ جب حضرت خالدؓ اطمینان سے صف آرائی کر چکے تو دومہ کے سرداروں نے قلعہ سے نکل کر حضرت خالدؓ پر حملہ کر دیا۔ دونوں فریقوں میں گھمسان کی جنگ ہوئی۔ بالآخر حضرت خالدؓ اور حضرت عیاضؓ نے اپنے مدمقابل کو شکست دی۔ حضرت خالدؓ نے ایک سردار جودی اور حضرت اقرع بن حابسؓ نے وَدِیعہ کو گرفتار کر لیا جو قبیلہ کلب کا سردار تھا۔ باقی لوگ پسپا ہو کر قلعہ بند ہو گئے مگر قلعہ میں کافی گنجائش نہیں تھی۔ جب قلعہ بھر گیا تو اندر والوں نے بہت سے لوگوں کو باہر چھوڑ کر قلعہ کا دروازہ بند کر لیا جس کی وجہ سے باہر کے لوگ حیران و پریشان پھرنے لگے۔ عاصم بن عمرو نے کہا اے بنوتمیم! اپنے حلیف قبیلہ کلب کی مدد کرو اور ان کو پناہ دو کیونکہ تمہیں ان کی امداد کا ایسا موقع پھر کبھی نہیں ملے گا۔ یہ سن کر بنوتمیم نے ان کی مدد کی۔ اس روز عاصم کے امان دینے کی وجہ سے کلب قبیلہ کی جان بچ گئی۔ حضرت خالدؓ نے قلعہ کی طرف پسپا ہونے والوں کا پیچھا کیا اور اتنے آدمی قتل کیے کہ ان کی لاشوں سے قلعہ کا دروازہ مسدود ہو گیا۔ پھر جودی اور اس کے ساتھ باقی قیدیوں کو بھی قتل کر دیا۔ صرف کلب کے قیدی بچ گئے کیونکہ عاصم اور اقرع اور بنوتمیم نے کہہ دیا تھا کہ ہم نے ان کو امان دی ہے۔ پھر حضرت خالدؓ قلعہ کے دروازے پر مسلسل چکر لگاتے رہے یہاں تک کہ اس کو توڑ کر دم لیا۔ مسلمان قلعہ میں گھس گئے۔ جنگجوؤں کو قتل کیا گیا اور نوعمروں کو قیدی بنا لیا گیا۔ (تاریخ طبری از ابوجعفر محمد بن جریر، جلد2، صفحہ 325، دارالکتب العلمیۃ بیروت 2012ء)

فتح کے بعد حضرت خالدؓ نے اقرع بن حابس کو انبار واپس جانے کا حکم دیا اور خود دومۃ الجندل میں قیام کیا۔

(حضرت ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 293)

دومۃ الجندل کے فتح ہونے سے مسلمانوں کو جنگی اعتبار سے بڑا اہم مقام حاصل ہو گیا کیونکہ دومۃ الجندل ایسے راستے پر واقع تھا جہاں سے تین سمتوں میں اہم راستے نکلتے تھے۔

جنوب میں جزیرہ نمائے عرب اور شمال مشرق میں عراق اور شمال مغرب میں شام۔ طبعی طور پر یہ شہر حضرت ابوبکرؓ اور آپؓ کی فوج کی توجہ اور اہتمام کا مستحق تھا جو عراق میں برسرپیکار تھی اور شام کی سرحدوں پر کھڑی تھی۔ یہی سبب تھا کہ حضرت عیاضؓ نے دومۃ الجندل سے حرکت نہ کی بلکہ وہاں ڈٹے رہے اور حضرت خالدؓ کے وہاں پہنچنے کا انتظار کیا۔ اگر دومۃ الجندل مسلمانوں کے قبضہ میں نہ آتا تو عراق میں مسلم فوجوں کیلئے خطرات کا سامنا تھا۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت اور کارنامے از ڈاکٹر علی محمد صلابی مترجم، صفحہ 419-420)

پھر جنگِ حصید اور خنافس کا ذکر ہے۔ حصید کوفہ اور شام کے درمیان ایک چھوٹی سی وادی ہے۔ خنافس عراق کی طرف انبار کے قریب ایک جگہ ہے۔ لکھا ہے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ دومۃ الجندل میں مقیم تھے اور عجمی بدستور حضرت خالدؓ کے خلاف، مسلمانوں کے خلاف سازشوں میں مصروف تھے۔ عقہ کے انتقام کے جوش میں جزیرے کے عربوں نے عجمیوں سے سازباز کر لی تھی۔ چنانچہ بغداد سے زرمہر اور اسکے ساتھ روزبہ انبار کی طرف روانہ ہوئے اور دونوں نے حصید اور خنافس پر ملنے کا وعدہ کیا۔ حِیرہ میں حضرت خالد بن ولیدؓ کے نائب حضرت قعقاع بن عمروؓ نے یہ خبر سنی تو آپؓ نے اعبد بن فدکی کو حصید کی طرف پہنچنے کا حکم دیا اور عروہ بن جعد کو خنافس کی طرف روانہ کیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ دومہ سے حِیرَہ واپس آئے تو آپؓ کو بھی اس کی اطلاع ملی۔ حضرت خالدؓ کا مدائن پر چڑھائی کا ارادہ تھا مگر یہاں پہنچ کر جب ان واقعات کا علم ہوا تو آپ نے حضرت قعقاع بن عمروؓ اور ابولیلیٰ کو روزبہ اور زرمہر کے مقابلے کیلئے بھیج دیا۔ حضرت خالد بن ولیدؓ کے پاس امراء القیس کلبی کا خط آیا۔ یہ قبیلہ قضاعہ اور کلب پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عامل تھے۔ حضرت ابوبکرؓ کے دورِ

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ الَّذِيۡنَ قَالُوۡا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسۡتَقَامُوۡا تَتَنَزَّلُ عَلَيۡهِمُ الۡمَلٰٓـئِكَةُ اَلَّا تَخَافُوۡا وَلَا تَحۡزَنُوۡا وَاَبۡشِرُوۡا بِالۡجَنَّةِ الَّتِىۡ كُنۡتُمۡ تُوۡعَدُوۡنَ (حم السجدہ:31) ترجمہ: یقیناً وہ لوگ جنہوں نے کہا اللہ ہمارا ربّ ہے، پھر استقامت اختیار کی، ان پر بکثرت فرشتے نازل ہوتے ہیں کہ خوف نہ کرو اور غم نہ کھاؤ اور اس جنت (کے ملنے) سے خوش ہو جاؤ جس کا تم وعدہ دیئے جاتے ہو۔

طالب دعا: بی. ایم. خلیل احمد ولد مکرم بی. ایم. بشیر احمد صاحب وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بنگلور)

ارشاد باری تعالیٰ

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمۡ شَآقُّوا اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ‌ۚ وَمَنۡ يُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوۡلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِيۡدُ الۡعِقَابِ

ترجمہ: یہ اس لئے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی سخت مخالفت کی اور جو بھی اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت کرتا ہے تو یقیناً اللہ سزا دینے میں بہت سخت ہے۔ (انفال:14)

طالب دعا: محمد منیر احمد ولد مکرم غلام محمد سنوری صاحب مرحوم وافراد خاندان (صدر جماعت احمدیہ کاماریڈی)

خلافت میں یہ اسلام پر ثابت قدم رہے تھے۔ان کا خط آیا کہ ھذیل بن عمران نے مصیخ میں اور ربیعہ بن بجیر نے ثنی اور بشر میں فوجیں جمع کی ہیں یہ لوگ عقہ کے انتقام کے جوش میں روزبہ اور زرمہر کے پاس جارہے ہیں۔ یہ معلوم ہوتے ہی حضرت خالد بن ولیدؓ نے حِیرَہ پر حضرت عیاض بن غنمؓ کو اپنا نائب مقرر کیا اور خود وہاں سے روانہ ہوئے۔آپؓ نے خنافس جانے کیلئے وہی راستہ اختیار کیا جس سے قعقاع اور ابولیلی گئے تھے۔آپؓ عین التمر میں ان دونوں سے مل گئے۔ یہاں آکر آپ نے حضرت قعقاعؓ کو امیرِ فوج بنایا اور ان کو حصید کی طرف روانہ کیا اور ابولیلی کو خنافس کی طرف بھیجا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ دشمن اور ان کے بھڑکانے والوں کو گھیر کر ایک جگہ جمع کرو اور اگر وہ جمع نہ ہوں تو اسی حالت میں ان پر حملہ کر دو۔حضرت قعقاعؓ نے جب دیکھا کہ زرمہر اور روزبہ کوئی حرکت نہیں کر رہے تو انہوں نے حصید کی طرف پیش قدمی کی۔اس طرف کی عربی و عجمی فوجوں کا سردار روزبہ تھا۔جب اس نے دیکھا کہ قعقاع اس کی طرف آرہے ہیں تو اس نے زرمہر سے مدد طلب کی۔زرمہر نے اپنی فوج پر نائب مقرر کیا اور بذات خود روزبہ کی مدد کیلئے آیا۔حصید میں دونوں فریقوں کا مقابلہ ہوا۔بڑی شدت کی جنگ ہوئی۔اللہ نے عجمیوں کی بہت بڑی تعداد کو قتل کرایا۔قعقاع نے زرمہر کو قتل کیا اور روزبہ بھی مارا گیا۔اس جنگ میں کثیر مالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔حصید کے بھاگے ہوئے لوگ خنافس میں جاکر جمع ہو گئے۔ جنگ خنافس کے بارے میں لکھا ہے کہ ابولیلی اپنی فوج اور جو کمک ان کے پاس آئی تھی ان کو لے کر خنافس کی طرف نکلے۔ حصید کا شکست خوردہ لشکر زرمہر کے نائب کے پاس پہنچا۔جب اس کو مسلمانوں کی آمد کی خبر ہوئی تو وہ خنافس چھوڑ کر سب کے ساتھ مصیخ بھاگ گیا۔وہاں کا افسر ھذیل تھا۔خنافس کی فتح کیلئے ابولیلی کو کچھ دشواری پیش نہ آئی۔ان تمام فتوحات کی اطلاع حضرت خالد بن ولیدؓ کی خدمت میں بھیج دی گئی۔(تاریخ طبری ،جلد 2 ،صفحہ 325-326، دار الکتب العلمیۃ بیروت)(معجم البلدان، جلد2، صفحہ 307، 446)(الکامل فی التاریخ،جلد2،صفحہ 205،دارالکتب العلمیۃ بیروت)

جنگ مصیّخ ۔حضرت خالد بن ولیدؓ کو اہلِ حصید اور اہل خنافس کے بھاگنے کی اطلاع ہوئی تو آپؓ نے حضرت قعقاعؓ ، ابولیلی اعبد اور عروہ کو ایک خط لکھا جس میں انہوں نے ان کو ایک رات ایک وقت مقرر کر کے مصیخ پر ملنے کا وعدہ کیا۔مصیخ حوران اور قلت کے درمیان واقع ہے۔حوران بھی دمشق کے قریب ایک وسیع علاقہ ہے جہاں بیشمار بستیاں اور کھیت ہیں۔حضرت خالد بن ولیدؓ عین التمر سے مصیخ روانہ ہوئے اور مقررہ رات کو طے شدہ وقت کے مطابق حضرت خالد بن ولیدؓ اور ان کے افسروں نے مصیخ پر ایک دم حملہ کر دیا اور ھذیل اس کی فوج اور تمام پناہ گزینوں پر تین اطراف سے حملہ کر دیا اور ھذیل چند لوگوں کے ساتھ جان بچا کر بھاگ گیا۔

(تاریخ طبری، جلد2، صفحہ 326، دارالکتب العلمیۃ بیروت)(فرہنگ سیرت، صفحہ 109، زوار اکیڈمی کراچی)

اس جنگ کے دوران دو ایسے مسلمان اسلامی فوج کے ہاتھ مارے گئے جو مصیخ میں مقیم تھے اور جن کے پاس حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا عطا کیا ہوا امان نامہ بھی تھا۔جب حضرت ابوبکر صدیقؓ کو ان کے مارے جانے کی اطلاع ملی تو آپ نے ان کا خون بہا ادا کر دیا۔حضرت عمرؓ نے اصرار کیا کہ حضرت خالد بن ولیدؓ کو ان کے اس فعل کی سزا ملنی چاہیے۔حضرت عمرؓ بڑے پر جوش تھے کہ کیوں مسلمانوں کو قتل کیا لیکن حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ جو مسلمان دشمن کی سرزمین میں دشمن کے ساتھ قیام پذیر ہوں گے ان کے ساتھ ایسی صورتحال پیدا ہو جانا کوئی بڑی بات نہیں ہے۔اس طرح ہو جاتا ہے۔تاہم حضرت ابوبکرؓ نے ان کی اولاد کی پرورش اور ان کا خیال رکھنے کے متعلق وصیت بھی فرمائی۔

(حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از ہیکل، صفحہ 311)(تاریخ طبری، جلد2، صفحہ 327، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

ثنی اور زمیل کا واقعہ۔زمیل ایک مقام ہے۔اس کا نام بشر بھی آتا ہے۔یہ ثنی مقام کے ساتھ ہے۔عقہ جو معرکہ عین التمر میں مارا گیا تھا اس کے انتقام کے جوش میں ربیعہ بن بجیر اپنی فوج کو لے کر ثنی اور بشر میں اترا اور حضرت خالدؓ نے مصیخ کے معرکہ کو سر کر کے قعقاع اور ابولیلی کو اپنے آگے روانہ کر دیا اور ایک رات مقرر کر کے طے کیا کہ ہم سب مصیخ کی طرح یہاں بھی تین مختلف سمتوں سے دشمن پر حملہ کریں گے۔اسکے بعد حضرت خالدؓ مصیخ سے چل کر مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے زمیل آئے۔حضرت خالدؓ نے ثنی سے آغاز کیا۔یہاں ان کے دونوں ساتھی بھی ان سے مل گئے۔ان تینوں نے رات کے وقت تینوں اطراف سے ربیعہ کی فوج پر اور ان لوگوں پر جو بڑی شان سے لڑنے کیلئے جمع ہوئے تھے شب خون مارا اور تلواریں سونت کر ان کا ایسا صفایا کیا کہ کوئی بھاگ کر کہیں خبر بھی نہ دے سکا۔ان کی عورتیں گرفتار کر لی گئیں۔ بیت المال کا خمس حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا گیا اور باقی مال غنیمت مسلمان لشکر میں تقسیم کر دیا گیا۔ہذیل جس نے جنگ مصیخ میں بھی شکست کھا کر جان بچائی تھی وہ حسب وعدہ ربیعہ بن بجیر کی فوج میں شامل ہوا۔اب پھر اس نے بھاگ کر زمیل میں عتاب کے پاس پناہ لی۔عتاب ایک عظیم الشان لشکر کے ساتھ بشر میں قیام پذیر تھا۔اس سے پہلے کہ اس تک ربیعہ کے خاتمہ کی خبر پہنچتی حضرت خالدؓ نے اس پر بھی تین اطراف سے حملہ کر دیا۔اس معرکہ میں بھی کثرت سے آدمی قتل ہوئے اور بے شمار مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آیا۔حضرت خالدؓ نے مال غنیمت مسلمانوں میں تقسیم کر دیا اور خُمس حضرت ابوبکرؓ کی خدمت میں بھیج دیا۔حضرت خالدؓ بشر کے قریب ایک مقام رضاب کی طرف مڑے۔وہاں کا افسر ہلال بن عقہ تھا۔اس کی فوج کو جب حضرت خالدؓ کے آنے کی اطلاع ملی تو وہ اس سے الگ ہوگئی۔مجبوراً ہلال وہاں سے بھاگ نکلا اور مسلمانوں نے بغیر کسی دِقّت کے رضاب کو اپنے قبضہ میں کر لیا۔(تاریخ الطبری، جلد2، صفحہ 327-328، دارالکتب العلمیۃ ، بیروت)(معجم البلدان، جلد3، صفحہ 170، دارالکتب العلمیۃ بیروت)

پھر جنگ فراض کے بارے میں آتا ہے۔فراض بصرہ اور یمامہ کے درمیان ایک جگہ کا نام ہے۔ یہاں شام، عراق اور جزیرے کے راستے آکر ملتے ہیں۔ یہ معرکہ مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان ذی قعدہ بارہ ہجری میں فراض کے مقام پر ہوا۔اسی نسبت سے یہ جنگ جنگ فراض کے نام سے مشہور ہوئی۔حضرت خالد بن ولیدؓ رضاب پر قبضہ کر کے فراض پہنچے۔اس سفر میں حضرت خالدؓ کو بہت سی لڑائیاں پیش آئیں۔ یہاں حضرت خالدؓ رمضان کے روزے بھی نہ رکھ سکے۔ خالدؓ کے ان اچانک حملوں اور قبائل کے ان کے مقابل پہ عاجز رہنے کی خبریں عراق بھر میں پھیل چکی تھیں اور صحرا میں رہنے والے تمام قبائل خوفزدہ ہو چکے تھے۔انہوں نے مسلمانوں کے آگے ہتھیار ڈالنے اور ان کی اطاعت قبول کرنے ہی میں اپنی عافیت سمجھی۔حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنی فوجوں کے ہمراہ دریائے فرات کے ساتھ ساتھ شمالی علاقوں کی طرف پیش قدمی شروع کر دی اور وہ جہاں بھی پہنچتے وہاں کے باشندے ان سے مصالحت کر لیتے اور ان کی اطاعت کرنے کا اقرار کرتے۔آخر وہ فراض پہنچ گئے جہاں شام عراق اور الجزیرہ کی سرحدیں ملتی تھیں۔فراض عراق اور شام کے انتہائی شمال میں واقع ہے۔اگر عیاض بن غنم کی قسمت ساتھ دیتی اور وہ ابتدا ہی سے دومۃ الجندل فتح کر لیتے تو غالباً خالد یہاں تک نہ پہنچتے کیونکہ حضرت ابوبکرؓ کا منشا سارے عراق اور شام کو فتح کرنے کا نہ تھا۔وہ صرف یہ چاہتے تھے کہ ان دونوں ملکوں کی سرحدوں پر جو عرب سے ملتی ہیں امن وامان قائم ہو جائے اور ان اطراف سے ایرانی اور رومی عرب پر حملہ آور نہ ہو سکیں لیکن اللہ کو یہی منظور تھا کہ یہ دونوں مملکتیں مکمل طور پر مسلمانوں کے قبضہ میں آجائیں اس لیے اس نے ایسے اسباب پیدا کر دیے کہ خالد عراقی قبائل کو مطیع کرنے کی غرض سے انتہائی شمال تک چلے گئے اور اس طرح مسلمانوں کیلئے بالائی جانب سے شام پر حملہ کرنے کا راستہ کھل گیا۔

ایرانی سرحدوں سے رومیوں پر حملہ کا رستہ کھل جانا ایک ایسا معجزہ تھا جس کا خیال حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھی نہیں آسکا اور یہ کارنامہ ایسے شخص کے ہاتھوں رونما ہوا جس کی نظیر پیدا کرنے سے عرب اور عجم کی عورتیں واقعی عاجز رہیں جیسا کہ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا تھا۔فراض میں خالد کو کامل ایک مہینے تک قیام کرنا پڑا۔ یہاں بھی انہوں نے ایسی جرأت اور عزم و استقلال کا مظاہرہ کیا کہ وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ وہ چاروں طرف سے دشمن میں گھرے ہوئے تھے۔ مشرقی جانب ایرانی تھے جو ان کے خون کے پیاسے ہو رہے تھے۔مغربی جانب رومی تھے جن کا یہ خیال تھا کہ اگر اس وقت خالد کی جمعیت کو تباہ و برباد نہ کیا تو پھر یہ سیلاب روکے نہ رکے گا۔رومیوں اور مسلمانوں کے درمیان صرف دریائے فرات حائل تھا۔ان کے علاوہ چاروں طرف بدوی قبائل آباد تھے جن کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کر کے خالد نے ان کے دلوں میں انتقام کی ایک نہ ختم ہونے والی آگ بھڑکا دی تھی۔اس نازک صورتحال سے خالد لاعلم نہ تھے۔اگر وہ چاہتے تو حِیرَہ واپس آکر اپنی قوت وطاقت میں اضافہ کرتے ہوئے پھر رومیوں کے مقابلے کیلئے روانہ ہو سکتے تھے۔انہوں نے ایسا نہ کیا کیونکہ دشمن کو سامنے دیکھ کر خالد کیلئے صبر کرنا ناممکن ہو جاتا تھا۔طبیعت ایسی تھی ان کی۔ان کی نظروں میں کیا ایرانی اور کیا اہل بادیہ سب قابل تسخیر تھے۔ان کی عظیم الشان فوجوں کو وہ نہ پہلے کبھی خاطر میں لائے اور نہ آئندہ خاطر میں لانے کو تیار تھے، اس لیے وہ بڑے اطمینان سے لڑائی کی تیاریوں میں مشغول رہے۔ادھر رومیوں کو ابھی تک خالد سے واسطہ نہ پڑا تھا اور وہ ان کے حملے کی شدت سے ناواقف تھے۔جب اسلامی فوجیں فراض میں اکٹھی ہو گئیں اور برابر ایک مہینے تک ان کے سامنے ڈیرے ڈالے پڑی رہیں تو انہیں بہت جوش آیا اور انہوں نے اپنے قریب کی ایرانی چوکیوں سے مدد مانگی۔

ایرانیوں نے بڑی خوشی سے رومیوں کی مدد کی کیونکہ مسلمانوں نے انہیں ذلیل و رسوا کر دیا تھا اور ان کی شان و شوکت کو تہ و بالا کر کے ان کا غرور خاک میں ملا دیا تھا۔ایرانیوں کے علاوہ تغلب، ایاد اور نمر کے عربی النسل قبائل نے بھی رومیوں کی پوری پوری مدد کی کیونکہ وہ اپنے رؤوسا اور سر برآوردہ اشخاص کے قتل کو بھولے نہیں تھے۔ چنانچہ رومیوں، ایرانیوں اور عربی النسل قبائل کا ایک بہت بڑا لشکر مسلمانوں سے لڑنے کیلئے روانہ ہوا۔دریائے فرات پر پہنچ کر انہوں نے مسلمانوں کو کہلا بھیجا کہ تم دریا کو عبور کر کے ہماری طرف آؤ گے یا ہم دریا کو عبور کر کے تمہاری طرف آئیں۔حضرت خالدؓ نے جواب دیا تم ہی ہماری طرف آجاؤ۔تم لڑنے آئے ہو تو ادھر آجاؤ۔ چنانچہ دشمن کا لشکر دریا عبور کر کے دوسری جانب اترنا شروع ہوا۔اس دوران میں حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنے لشکر کی اچھی طرح اور باقاعدہ صفیں قائم کر کے انہیں دشمن سے لڑنے کیلئے پوری طرح تیار کر دیا۔جب لڑائی شروع ہونے کا وقت آیا تو رومی لشکر کے سپہ سالار نے فوج کو حکم دیا کہ تمام قبائل علیحدہ علیحدہ ہو جائیں تاکہ معلوم ہو سکے کس گروہ نے زیادہ شاندار کارنامہ انجام دیا ہے چنانچہ ساری فوج اپنے اپنے سرداروں کے ساتھ علیحدہ علیحدہ ہوگئی۔لڑائی شروع ہوئی تو حضرت خالد بن ولیدؓ نے اپنی فوج کو حکم دیا کہ وہ چاروں طرف سے دشمن کو گھیر لیں اور انہیں ایک جگہ جمع کر دیں۔اس طرح پے در پے حملے کریں کہ سنبھلنے کا موقع ہی نہ مل سکے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔اسلامی دستوں نے رومی لشکر کو گھیر کر ایک جگہ جمع کر دیا اور ان پر پُرزور حملے شروع کر دیے۔رومیوں اور ان کے حلیفوں کا خیال تھا کہ وہ قبائل کو علیحدہ علیحدہ مسلمانوں کے مقابلے میں بھیج کر لڑائی کو زیادہ طول دے سکیں گے اور جب مسلمان تھک کر چور ہو جائیں گے تو ان پر بھرپور حملہ کر کے انہیں مکمل طور پر شکست دے دیں گے لیکن ان کا یہ خیال خام ثابت ہوا اور ان کی تدبیر خود ان پر الٹ پڑی۔

جب مسلمانوں نے انہیں ایک جگہ جمع کر کے ان پر حملے شروع کیے تو وہ ان کی تاب نہ لا سکے اور بہت جلد شکست کھا کر میدان جنگ سے فرار ہونے لگے لیکن مسلمان انہیں کہاں چھوڑنے والے تھے، انہوں نے ان کا پیچھا کیا اور دور تک انہیں قتل کرتے چلے گئے۔تمام مؤرخین اس امر پر متفق ہیں کہ اس معرکہ میں میدانِ جنگ اور بعد ازاں تعاقب میں دشمن کے ایک لاکھ آدمی کام آئے۔فتح کے بعد حضرت خالدؓ نے فراض میں دس دن قیام کیا اور پچیس ذی قعدہ بارہ ہجری کو انہوں نے اپنی فوج کو واپس حِیرَہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا۔(حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ از محمد حسین ہیکل مترجم، صفحہ 312 تا 315، بک کارنر شوروم جہلم)(تاریخ طبری، جلد2، صفحہ 328، دارالکتب العلمیۃ بیروت)(معجم البلدان، جلد 4

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

ہر عورت کی اولاد مرد کی جانب منسوب ہوتی ہے سوائے فاطمہ کے دونوں بیٹوں کے کہ ان کا ولی میں ہوں اور یہ میری جانب منسوب ہوتے ہیں۔

(المستدرك، كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ، حدیث 4776)

طالبِ دُعا : نعیم الحق صاحب اینڈ فیملی (جماعت احمدیہ پنکال، صوبہ اڈیشہ)

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حسن اور حسین میرے بیٹے ہیں، جس نے ان سے محبت کی اُس نے مجھ سے محبت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس سے اللہ محبت کرے گا اور جس سے اللہ نے محبت کی تو وہ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

(المستدرك، كِتَابُ مَعْرِفَةِ الصَّحَابَةِ، حدیث 6774)

طالبِ دُعا : خورشید احمد گنائی صاحب واہل خانہ (امیر جماعت احمدیہ رشی نگر، صوبہ جموں کشمیر)

صفحہ 276)

ایک مصنف اس جنگ پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ مسلمانوں نے حضرت ابوبکرؓ کے عہدِ خلافت میں پہلی مرتبہ روم و ایران کی دونوں سپر طاقتوں اور ان کے ہمنوا عرب فوجوں کا مقابلہ کیا۔ اسکے باوجود مسلمانوں کو زبردست فتح حاصل ہوئی اور بلاشبہ یہ معرکہ تاریخی اور فیصلہ کن معرکوں میں سے رہا۔ اگرچہ اس کو وہ شہرت حاصل نہ ہوئی جو دیگر بڑے معرکوں کو حاصل ہوئی لیکن بہرحال اس سے کفار کی اندرونی قوت ختم ہوگئی خواہ وہ ایران سے تعلق رکھتے ہوں یا روم سے یا عرب اور عراق سے۔ عراق میں خالد سیف اللہ نے جو معرکے سر کیے یہ اس کی آخری کڑی تھی۔ اس معرکہ کے بعد ایرانیوں کی شان و شوکت خاک میں مل گئی۔ پھر اسکے بعد ان کو ایسی جنگی قوت حاصل نہ ہوسکی جس سے مسلمان خوفزدہ ہوں۔

(سیدنا ابوبکر صدیقؓ شخصیت و کارنامے از صلابی، صفحہ 423)

ایک مؤرخ نے جنگ فراض کی اہمیت کو کچھ یوں بیان کیا ہے کہ اُلیس میں مسلمانوں کی فتح کے بعد ایرانی لشکر کی کمر ٹوٹ گئی۔ حضرت خالد بن ولیدؓ نے پیش قدمی جاری رکھی اور بالترتیب امغیشیا، حیرہ، انبار، عین التمر اور دومۃ الجندل کو فتح کرلیا اور بالآخر فراض کے مقام تک جا پہنچے۔ فراض دریائے فرات پر واقع ایک شہر تھا جو کہ سلطنتِ روم کی سرحد سے بہت نزدیک تھا۔ یہاں رومیوں، ایرانیوں اور عیسائی قبائل کا متحدہ لشکر مسلمانوں سے نبرد آزما ہوا لیکن حضرت خالد بن ولیدؓ نے کفار کی اس بھاری جمعیت کو بھی شکست فاش دی۔ فاتح عراق سیدنا خالد بن ولیدؓ نے عراق کو ایک سال دو ماہ میں فتح کر لیا۔ ان کے ساتھ کل دس ہزار فوجی تھے اور تقریباً اتنے ہی فوجی دیگر اسلامی سپہ سالاروں کے ساتھ تھے۔ اتنی قلیل فوج نے اس مدت میں جو شاندار کارنامے سرانجام دیے وہ تاریخ میں بے مثال ہیں۔ حضرت خالد بن ولیدؓ ہر معرکہ میں شامل ہوئے، انہیں کسی موقع پر بھی شکست کا منہ نہ دیکھنا پڑا۔ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کو سیف اللہ یعنی اللہ کی تلوار کا خطاب ملا تھا اور آپؓ نے اس خطاب کا حق ادا کردیا۔ پھر آپؓ نے جو علاقے فتح کیے ان میں اتنا عمدہ بندوبست کیا کہ لوگ ایرانی حکومت کے مقابلے میں عرب حکومت کو پسند کرنے لگے۔ بہرحال عراق کی آخری فتح فراض مقام کی فتح تھی۔ حضرت خالدؓ دس روز تک فراض میں قیام پذیر رہے۔ پھر نصف لشکر لے کر شام کے محاذ پر روانہ ہوگئے۔

عراق کی فتح پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔ اس بارے میں لکھا ہے کہ عراق پر چڑھائی بہت بڑی کامیابی کی علامت تھی۔ وہاں مسلمانوں نے فارسی افواج کو جوان سے تعداد اور سامان حرب میں کہیں زیادہ طاقتور تھیں پے در پے تباہ کن شکستیں دیں۔ یاد رہے کہ فارسی لشکر اپنے وقت کا سب سے مہلک جنگی لشکر تھا۔ عہد صدیقی کا یہ ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ ہے جس کی مثال تاریخ پیش کرنے سے قاصر ہے۔ اس میں شک نہیں کہ عسکری میدان میں تمام تر کامیابی خالد بن ولیدؓ اور ان کے رفقاء و سپہ سالاروں کی مرہون منت ہے مگر اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کیا جاسکتا کہ ان فتوحات اور کامیابیوں کو حضرت ابوبکرؓ جیسی عظیم شخصیت کی سرپرستی حاصل تھی۔ تاریخ گواہ ہے کہ کسی فوج کا کوئی بڑے سے بڑا باصلاحیت سپہ سالار ایسے تیقن اور یکسوئی اور وفاداری اور خلوص کا مظاہرہ نہیں کرسکتا جب تک اسے سربراہ مملکت کی ذاتی خوبیوں اور اعلیٰ کردار نے متاثر نہ کیا ہو۔

منکرین اور ارتداد اور بغاوت کی جنگوں سے لے کر فتح عراق کے تمام مراحل کے دوران جس ذاتی نمونے، حسن انتظام اور استقلال کا مظاہرہ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پیش کیا اس نے امت مسلمہ کے دلوں کو بڑی سے بڑی قربانی کیلئے گرمائے رکھا۔ جہاں ان کے تمام احکامات اور ہدایات جامعیت اور فہم و فراست سے لبریز تھے وہاں ان کا ذاتی کردار ان سے کہیں زیادہ ممتاز تھا۔ کوئی راہنما استقلال اور اولوالعزمی کا اس سے بڑھ کر ثبوت کیا پیش کرسکتا ہے کہ ابتدا سے انتہا تک کوئی ایسا موقع نظر نہیں آیا جہاں انہوں نے اپنے جاری کردہ احکام اور ضوابط کو ذاتی وقار یا کسی شخصی دباؤ کے سامنے جھک کر تبدیل کیا ہو۔ یہی نہیں بلکہ باصلاحیت ماتحتوں کی کارگزاری کیلئے اعلیٰ معیار کو قائم رکھنے کیلئے اور ایثار و قربانی کے جذبے کو فزوں تر کرنے کیلئے جس حسن ظن اور اعتماد کا نمونہ حضرت ابوبکرؓ نے پیش کیا اس کی مثال ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔ کیا کوئی ماتحت ایسے راہنما کے احکام کو عملی جامہ پہنانے میں کوئی کسر اٹھا رکھے گا جو بذات خود اپنے راہنما کے ارشادات و فرمودات اور اقدار کی خاطر انتہائی وفاداری اور بے دریغ قربانی پیش کرنے کا زندہ نمونہ ہو جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ خود تھے۔ سیدنا حضرت خالدؓ کی عسکری قابلیت بجا طور پر ان کو دنیا کے عظیم سپہ سالاروں کی صف میں لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ اپنے مخالفین کے مقابلے میں جن حکمت حرب کے اصولوں کو سیدنا خالدؓ نے اپنایا بلکہ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ سیدنا خالدؓ نے جن اصولوں کو مرتب کیا وہ عسکری تاریخ کے درخشندہ باب ہیں۔

سیدنا خالد کی ہمت طلب منصوبوں کو کامیاب بنانے کیلئے مسلمانوں کی جنگی صلاحیت اور ان کی فوج کی مسلسل حرکت ان کے سب سے اہم وسیلے تھے۔ ان دونوں چیزوں سے سیدنا خالد نے قوت برداشت کی آخری حد تک استفادہ کیا اور یہ صرف اس لیے ممکن تھا کہ انہوں نے اپنے سپاہ کو کبھی ایسی مشکل میں نہیں ڈالا جس کو انہوں نے خود نہ جھیلا ہو۔ جہاں خلیفہ اول کو تاریخ اسلام میں ایک ممتاز ترین مقام حاصل ہے وہاں پر سیدنا خالدؓ بھی ان نامور سپہ سالاروں میں سے سب سے پہلے تھے جو بیرونی علاقوں کو فتح کرنے اور دنیا کے سیاسی و مذہبی نقشے کو نئی شکل دینے میں حضرت ابوبکر صدیقؓ کے دست راست تھے۔ جس طرح ہر مسلمان حضرت ابوبکر صدیقؓ کی سیاسی و روحانی راہنمائی میں اور سیدنا خالدؓ کی عسکری قیادت کے ذریعہ عراق کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک ایک تند طوفان کی طرح چھا گئے اب وہ اسی طرح ایک دوسری سلطنت پر دھاوا کرنے والے تھے اور وہ مشرقی روما تھا۔ (سیرت سیدنا صدیق اکبرؓ از ابوالنصر مترجم، صفحہ 679-681)

بہرحال یہ کچھ تھوڑا سا حصہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانے کا ہے۔ بقایا ان شاء اللہ آئندہ پیش ہوگا۔ جیسا کہ میں نے کہا تھا کچھ وقت زائد لگے گا۔ یہ جنگوں کا سلسلہ ختم ہوا۔

اگلے جمعہ ان شاء اللہ تعالیٰ جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ بھی شروع ہو رہا ہے۔ دعا کریں اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے اس جلسہ کو بابرکت فرمائے۔ شامل ہونے والے جو آ رہے ہیں وہ بھی، ان کا سفر بھی خیریت سے ہو۔ خیریت سے آئیں شامل ہونے کیلئے۔ جو ڈیوٹی دینے والے ہیں ان کیلئے بھی دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنے فرائض صحیح طرح ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور کیونکہ دو سال بلکہ تین سال کے وقفہ کے بعد بڑا جلسہ ہو رہا ہے، پچھلے سال ہوا تھا لیکن چھوٹے پیمانے پر، تو مکمل طور پر بڑا جلسہ اب ہو رہا ہے اس لیے بعض دقتیں بھی ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ جو بھی انتظامی دقتیں ہیں یا جو بھی دقتیں کسی بھی صورت میں پیدا ہوسکتی ہیں ان کو دور فرمائے۔

......☆......☆......☆......

اعلان نکاح: فرمودہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 23/جولائی 2022 بعد نماز عصر مسجد مبارک اسلام آباد (یو.کے) میں درج ذیل 5 نکاحوں کا اعلان فرمایا:

❁ عزیزہ ساحرہ لقمان بنت مکرم لقمان احمد کشور صاحب (انچارج وقف نو مرکزیہ لندن) ہمراہ عزیزم فاران احمد باجوہ (واقف نو) ابن مکرم عامر رضا باجوہ صاحب (جرمنی)

❁ عزیزہ ماہ نور احمد بنت مکرم منصور احمد صاحب (کرائیڈن، یو.کے) ہمراہ عزیزم منیب احمد (واقف نو) ابن مکرم مبارک احمد صاحب (لندن، یو.کے)

❁ عزیزہ مصباح بشارت (واقفہ نو) بنت مکرم بشارت احمد صاحب (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم عبد الفاطر چوہدری ابن مکرم عبدالجبار چوہدری صاحب (لندن، یو.کے)

❁ عزیزہ طوبیٰ ندیم بنت مکرم ندیم عالم صاحب (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم شہروز محمود ابن مکرم فضل محمود ثاقب صاحب (کرائیڈن، یو.کے)

❁ عزیزہ ماہا خان بنت مکرم حبیب اللہ خان صاحب (لندن، یو.کے) ہمراہ عزیزم اسماعیل احمد ابن مکرم ناصر احمد صاحب (امریکہ)

......☆......☆......☆......

یادِ حسین رضی اللہ عنہم

نصر الحق نصرؔ نیپالی، معلم سلسلہ ارشاد وقف جدید قادیان

اسلام کا پہلا مہینہ ہے محرم الحرام
سب مومنوں پر لازم ہے اسکا بھی احترام

اس ماہ میں اِک سانحہ ایسا وقوع ہوا
بسمل ہے جس سے روح مسلمان خاص و عام

وہ واقعہ جو جذبوں کو مجروح کرگیا
صدیوں کے بعد بھی ہے سلگتا ہوا اسلام

حضرت حسینؓ ابن علیؓ سید الشباب
اہل جنان و اہل جہاں دونوں میں امام

باطل کے روبرو نہ جھکایا کبھی بھی سر
اہل و عیال کردیا قربان دیں کے نام

گردن کٹا کے اپنا نواسہ رسولؐ پاک
شہدائے کربلا میں ہیں وہ سید الانام

حضرت حسینؓ شہ سوار کاندھے رسولؐ
نوک سناں پے بھی کیا تبلیغ ہی مدام

قتل حسینؓ مرگِ یزید پلید ہے
وہ کم نصیب حشر تلک ہو گیا بدنام

اعلیٰ مثال پیش کیا جو حسینؓ نے
نانا کی جان، دین کا بھی کر گیا قیام

ہر اہلِ دل کی آنکھیں بہاتی ہیں اشک خون
جب یاد آئے کربلا کی غریب شام

ہر اہلِ حق کے واسطے محسن حسین ہیں
تا حشر اہل حق کی بھی پہنچے انہیں سلام

خواب حسین ہو نصرؔ شرمندۂ تعبیر
حضرت امامِ وقت کا پھیلائیں گر پیام

......☆......☆......☆......

دعائے مغفرت

❁ میرے والد مکرم غلام محمد صاحب احمدی سنوری مورخہ 29/اپریل 2022ء کو بروز جمعہ 85 سال کی عمر میں اپنے مولیٰ حقیقی سے جا ملے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّاۤ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ والد محترم نے 15 سال تک بحیثیت عارضی معلم جماعتی خدمت کی توفیق پائی۔ قرآن کریم پڑھانے، دعوت الی اللہ اور تربیتی کاموں میں بہت دلچسپی لیا کرتے تھے۔ جماعتی کاموں کیلئے سیکڑوں کلومیٹر سائیکل پر جاتے تھے۔ صوم و صلوٰۃ کے پابند اور خلافت سے گہری محبت تھی۔ ہم سب کو خلافت اور نظام جماعت کی سچی اطاعت کرنے کی نصیحت کیا کرتے تھے۔ 1990ء میں آپ کی صدارت میں ہی ہمارے نانا مکرم محمد نعمت اللہ صاحب سنوری نے مسجد کیلئے زمین وقف کی تو آپ نے کوشش کر کے جماعت احمدیہ چندہ پور میں مکرم سیٹھ محمد اسماعیل صاحب مرحوم کے مالی تعاون سے مسجد تعمیر کروائی۔ زعیم مجلس انصار اللہ چندہ پور کے طور پر بھی آپ کو خدمت کی سعادت ملی۔ آپ نے اپنے پیچھے اہلیہ کے علاوہ تین لڑکے اور تین لڑکیاں یادگار چھوڑے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب کے ساتھ مغفرت اور رحم کا سلوک فرماتے ہوئے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین۔ (محمد منیر احمد سنوری، صدر جماعت احمدیہ کا ماریڈی)

اعلان ولادت و درخواست دعا

❁ محترم شیخ بشارت احمد صاحب مبلغ انچارج محبوب نگر صوبہ تلنگانہ کو اللہ تعالیٰ نے 2 جون 2022 بروز جمعرات بیٹے سے نوازا ہے۔ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہ شفقت بچے کا نام ''نعیم احمد'' تجویز فرمایا ہے۔ الحمد للہ۔ بچہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے۔ بچے کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، نیک صالح خادم دین اور والدین کے تئیں قرۃ العین ہونے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔

❁ محترم زید احمد صاحب آف جماعت احمدیہ سکندر آباد کو اللہ تعالیٰ نے 15/جولائی 2022 بروز جمعہ بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود کا نام ''غلام احمد زین'' رکھا گیا ہے۔ بچے کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، نیک صالح خادم دین ہونے کیلئے احباب جماعت سے دعا کی عاجزانہ درخواست ہے۔ (محمد جاوید احمد، انسپکٹر اخبار بدر)

سیرت خاتم النّبیین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

(از حضرت مرزا بشیر احمد ایم.اے رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

یثرب میں اسلام کا چرچا

مصعبؓ بن عمیر نے مدینہ پہنچ کر اسعد بن زرارہ کے مکان پر قیام کیا جو مدینہ میں سب سے پہلے مسلمان تھے اور ویسے بھی ایک نہایت مخلص اور با اثر بزرگ تھے اور اسی مکان کو اپنا تبلیغی مرکز بنایا اور اپنے فرائض کی ادائیگی میں ہمہ تن مصروف ہو گئے اور چونکہ مدینہ میں مُسلمانوں کو اجتماعی زندگی نصیب تھی اور تھی بھی نسبتاً امن کی زندگی، اس لیے اسعد بن زرارہ کی تجویز پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مصعبؓ بن عمیر کو جمعہ کی نماز کی ہدایت فرمائی اور اس طرح مسلمانوں کی اشترا کی زندگی کا آغاز ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کا ایسا فضل ہوا کہ تھوڑے ہی عرصہ میں مدینہ میں گھر گھر اسلام کا چرچا ہونے لگا اور اوس اور خزرج بڑی سُرعت کے ساتھ مسلمان ہونے شروع ہو گئے۔ بعض صورتوں میں تو ایک قبیلے کا قبیلہ ایک دن میں ہی سب کا سب مسلمان ہو گیا۔ چنانچہ بنو عبدالاشہل کا قبیلہ بھی اسی طرح ایک ہی وقت میں اکٹھا مسلمان ہوا تھا۔ یہ قبیلہ انصار کے مشہور قبیلہ اوس کا ایک ممتاز حصہ تھا اور اس کے رئیس کا نام سعد بن معاذ تھا جو صرف قبیلہ بنو عبدالاشہل کے ہی رئیس اعظم نہ تھے بلکہ تمام قبیلہ اوس کے سردار تھے۔ جب مدینہ میں اسلام کا چرچا ہوا تو سعد بن معاذ کو یہ بُرا معلوم ہوا اور انہوں نے اسے روکنا چاہا۔ مگر چونکہ اَسعد بن زرارہ سے ان کی بہت قریب کی رشتہ داری تھی یعنی وہ ایک دوسرے کے خالہ زاد بھائی تھے اور اَسعد مسلمان ہو چکے تھے، اس لیے سعد بن معاذ خود براہِ راست دخل دیتے ہوئے رُکتے تھے کہ کوئی بدمزگی پیدا نہ ہو جائے۔ لہٰذا انہوں نے اپنے ایک دوسرے رشتہ دار اُسید بن الحضیر سے کہا کہ اسعد بن زرارہ کی وجہ سے مجھے تو کچھ حجاب ہے مگر تم جا کر مصعبؓ کو روک دو کہ ہمارے لوگوں میں یہ بے دینی نہ پھیلائیں اور اسعد سے بھی کہہ دو کہ یہ طریق اچھا نہیں ہے۔ اُسَید قبیلہ عبدالاشہل کے ممتاز رؤساء میں سے تھے۔ حتّٰی کہ ان کا والد جنگِ بعاث میں تمام اوس کا سردار رہ چکا تھا اور سعد بن معاذ کے بعد اُسَید بن الحضیر کا بھی اپنے قبیلہ پر بہت اثر تھا۔ چنانچہ سعد کے کہنے پر وہ مصعب بن عمیر اور اسعد بن زرارہ کے پاس گئے اور مصعب سے مخاطب ہو کر غصّہ کے لہجہ میں کہا۔ ”تم کیوں ہمارے آدمیوں کو بے دین کرتے پھرتے ہو اُس سے باز آ جاؤ۔ ورنہ اچھا نہ ہوگا۔ پیشتر اس کے کہ مصعب کچھ جواب دیتے اسعد نے آہستگی سے مصعب سے کہا کہ یہ اپنے قبیلہ کے ایک با اثر رئیس ہیں ان سے بہت نرمی اور محبت سے بات کرنا۔ چنانچہ مصعب نے بڑے ادب اور محبت کے رنگ میں اُسَید سے کہا کہ ”آپ ناراض نہ ہوں بلکہ مہربانی فرما کر تھوڑی دیر تشریف رکھیں اور ٹھنڈے دل سے ہماری بات سُن لیں اور اُس کے بعد کوئی رائے قائم کریں۔“ اُسَید اس بات کو معقول سمجھ کر بیٹھ گئے اور مصعب نے انہیں قرآن شریف سُنایا اور بڑی محبت کے پیرایہ میں اسلامی تعلیم سے آگاہ کیا۔ اُسَید پر اتنا اثر ہوا کہ وہیں مسلمان ہو گئے اور پھر کہنے لگے کہ میرے پیچھے ایک ایسا شخص ہے کہ جو اگر ایمان لے آیا تو ہمارا سارا قبیلہ مُسلمان ہو جائے گا۔ تم ٹھہرو میں اسے ابھی یہاں بھیجتا ہوں۔ یہ کہہ کر اُسَید اُٹھ کر چلے گئے اور کسی بہانہ سے سعد بن معاذ کو مصعب بن عمیر اور اسعد بن زرارہ کی طرف بھجوا دیا۔ سعد بن معاذ آئے اور بڑے غضبناک ہو کر اسعد بن زرارہ سے کہنے لگے کہ ”دیکھو اسعد تم اپنی قرابت داری کا ناجائز فائدہ اُٹھا رہے ہو اور یہ ٹھیک نہیں ہے۔“ اس پر مصعبؓ نے اسی طرح نرمی اور محبت کے ساتھ ان کو ٹھنڈا کیا اور کہا کہ آپ ذرا تھوڑی دیر تشریف رکھ کر میری بات سُن لیں اور پھر اگر اس میں کوئی چیز قابل اعتراض ہو تو بے شک رد کر دیں۔ سعد نے کہا۔ ہاں یہ مطالبہ تو معقول ہے اور اپنا نیزہ ٹیک کر بیٹھ گئے اور مصعبؓ نے اسی طرح پہلے قرآن شریف کی تلاوت کی اور پھر اپنے دلکش رنگ میں اسلامی اصول کی تشریح کی۔ ابھی زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ یہ بُت بھی رام تھا۔ چنانچہ سعد نے مسنون طریق پر غسل کر کے کلمۂ شہادت پڑھ دیا اور پھر اسکے بعد سعد بن معاذ اور اُسَید بن الحضیر دونوں مل کر اپنے قبیلہ والوں کی طرف گئے اور سعدؓ نے اُن سے مخصوص عربی انداز میں پوچھا کہ ”اے بنی عبدالاشہل تم مجھے کیسا جانتے ہو“؟ سب نے یک زبان ہو کر کہا ”آپ ہمارے سردار اور سردار ابن سردار ہیں اور آپ کی بات پر ہمیں کامل اعتماد ہے۔“ سعد نے کہا ”تو پھر میرے ساتھ تمہارا کوئی تعلق نہیں جب تک تم اللہ اور اس کے رسُول پر ایمان نہ لاؤ۔“ اس کے بعد سعد نے انہیں اسلام کے اصول سمجھائے اور ابھی اس دن پر شام نہیں آئی تھی کہ تمام قبیلہ مُسلمان ہو گیا اور سعدؓ اور اُسَیدؓ نے خود اپنے ہاتھ سے اپنی قوم کے بُت نکال کر توڑے۔

سعد بن معاذ اور اُسَید بن الحضیرؓ جو اس دن مسلمان ہوئے دونوں چوٹی کے صحابہ میں شمار ہوتے ہیں اور انصار میں تو لاریب ان کا بہت ہی بلند پایہ تھا۔ بالخصوص سعد بن معاذؓ کو تو انصارِ مدینہ میں وہ پوزیشن حاصل ہوئی جو مہاجرین مکّہ میں حضرت ابوبکرؓ کو حاصل تھی۔ یہ نوجوان نہایت درجہ مخلص، نہایت درجہ وفادار اور اسلام اور بانیٔ اسلام کا ایک نہایت جاں نثار عاشق نِکلا اور چونکہ وہ اپنے قبیلہ کا رئیس اعظم بھی تھا اور نہایت ذہین تھا، اسلام میں اُسے وہ پوزیشن حاصل ہوئی جو صرف خاص بلکہ اَخص صحابہ کو حاصل تھی اور لاریب اس کی جوانی کی موت پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ ”سعدؓ کی موت پر تو رحمن کا عرش بھی حرکت میں آ گیا ہے۔“ ایک گہری صداقت پر مبنی تھا۔

غرض اس طرح سُرعت کے ساتھ اوس اور خزرج میں اسلام پھیلتا گیا۔ یہود خوف بھری آنکھوں کے ساتھ یہ نظارے دیکھتے تھے اور دل ہی دل میں یہ کہتے تھے کہ خدا جانے کیا ہونے والا ہے۔

یہ تو مدینہ کے خوش کن واقعات ہیں جو بیعت عقبہ اُولیٰ کے بعد پیش آئے مگر ادھر مکّہ میں یہ سال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور مسلمانوں کے واسطے نہایت تنگی اور سختی کا گذرا۔ قریش دن بدن اپنے مظالم میں ترقی کرتے جاتے تھے خصوصاً جب ان کو مدینہ کے حالات سے اطلاع ہوئی تو ان کی دشمنی کی آگ بہت ہی بھڑک اُٹھی اور اُنہوں نے آگے سے بھی بڑھ کر مظالم شروع کر دیئے اور بے چارے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ ہو گیا۔

بیعت عقبہ ثانیہ 13 نبوی

اگلے سال یعنی 13 نبوی کے ماہ ذی الحجہ میں حج کے موقع پر اوس اور خزرج کے کئی سو آدمی مکّہ میں آئے۔ اُن میں ستّر شخص ایسے شامل تھے جو یا تو مسلمان ہو چکے تھے اور یا اب مسلمان ہونا چاہتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے کیلئے مکّہ آئے تھے۔ مصعبؓ بن عمیر بھی ان کے ساتھ تھے۔ مصعبؓ کی ماں زندہ تھی اور گو مُشرکہ تھی، مگر ان سے بہت محبت کرتی تھی۔ جب اسے ان کے آنے کی خبر ملی تو اس نے ان کو کہلا بھیجا کہ پہلے مجھ سے آ کر مل جاؤ پھر کہیں دوسری جگہ جانا۔ مصعبؓ نے جواب دیا کہ ”میں ابھی تک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں مِلا آپؐ سے مِل کر پھر تمہارے پاس آؤں گا۔“ چنانچہ وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے۔ آپؐ سے مل کر اور ضروری حالات عرض کر کے پھر اپنی ماں کے پاس گئے۔ وہ بہت جلی بھُنی بیٹھی تھی۔ ان کو دیکھ کر بہت روئی اور بڑا شکوہ کیا۔ مصعبؓ نے کہا ”ماں! مَیں تم سے ایک بڑی اچھی بات کہتا ہوں جو تمہارے واسطے بہت ہی مفید ہے اور سارے جھگڑوں کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔“ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ مصعبؓ نے آہستہ سے جواب دیا۔ ”بس یہی کہ بُت پرستی ترک کر کے مُسلمان ہو جاؤ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لے آؤ۔“ وہ پکی مُشرکہ تھی، سُنتے ہی شور مچا دیا کہ ”مجھے ستاروں کی قسم ہے مَیں تمہارے دین میں کبھی داخل نہ ہوں گی۔“ اور اپنے رشتہ داروں کو اشارہ کیا کہ مصعبؓ کو پکڑ کر قید کر لیں۔ مگر وہ بھاگ کر نکل گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مصعبؓ سے انصار کی آمد کی اطلاع مِل چکی تھی اور ان میں سے بعض لوگ آپؐ سے انفرادی طور پر ملاقات بھی کر چکے تھے مگر چونکہ اس موقع پر ایک اجتماعی اور خلوت کی ملاقات کی ضرورت تھی، اس لئے مراسم حج کے بعد ماہ ذی الحجہ کی وسطی تاریخ مقرر کی گئی کہ اس دن نصف شب کے قریب یہ سب لوگ گذشتہ سال والی گھاٹی میں آپؐ کو آ کر ملیں تا کہ اطمینان اور یکسوئی کے ساتھ علیحدگی میں بات چیت ہو سکے اور آپؐ نے انصار کو تاکید فرمائی کہ اکٹھے نہ آئیں بلکہ ایک ایک دو دو کر کے وقتِ مقررہ پر گھاٹی میں پہنچ جائیں اور سوتے کو نہ جگائیں اور نہ غیر حاضر کا انتظار کریں۔ چنانچہ جب مقررہ تاریخ آئی تو رات کے وقت جبکہ ایک تہائی رات جا چکی تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اکیلے گھر سے نکلے اور راستہ میں اپنے چچا عباس کو ساتھ لیا جو ابھی تک مُشرک تھے، مگر آپؐ سے محبت رکھتے تھے اور خاندان ہاشم کے رئیس تھے اور پھر دونوں مل کر اس گھاٹی میں پہنچے۔ ابھی زیادہ دیر نہ ہوئی تھی کہ انصار بھی ایک ایک دو دو کر کے آ پہنچے۔ یہ ستّر اشخاص تھے اور اوس و خزرج دونوں قبیلوں سے تعلق رکھنے والے تھے۔ سب سے پہلے عباس نے گفتگو شروع کی کہ ”اے خزرج کے گروہ! (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے خاندان میں معزز و محبوب ہے اور وہ خاندان آج تک اس کی حفاظت کا ضامن رہا ہے اور ہر خطرہ کے وقت میں اس کیلئے سینہ سپر ہوا ہے مگر اب محمد کا ارادہ اپنا وطن چھوڑ کر تمہارے پاس چلے جانے کا ہے۔ سو اگر تم اسے اپنے پاس لے جانے کی خواہش رکھتے ہو تو تمہیں اس کی ہر طرح حفاظت کرنی ہو گی اور ہر دشمن کے ساتھ سینہ سپر ہونا پڑے گا۔ اگر تم اس کیلئے تیار ہو تو بہتر ورنہ ابھی سے صاف صاف جواب دے دو کیونکہ صاف صاف بات اچھی ہوتی ہے۔“ البراء بن معرور جو انصار کے قبیلہ کے ایک معمّر اور با اثر بزرگ تھے نے کہا ”عباس! ہم نے تمہاری بات سُن لی ہے۔ مگر ہم چاہتے ہیں کہ رسُول اللہ خود بھی اپنی زبان مبارک سے کچھ فرماویں اور جو ذمہ داری ہم پر ڈالنا چاہتے ہیں وہ بیان فرماویں۔“ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن شریف کی چند آیات تلاوت فرمائیں اور پھر ایک مختصر سی تقریر میں اسلام کی تعلیم بیان فرمائی اور حقوق اللہ اور حقوق العباد کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا کہ میں اپنے لیے صرف اتنا چاہتا ہوں کہ جس طرح تم اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی حفاظت کرتے ہو اسی طرح اگر ضرورت پیش آئے تو میرے ساتھ بھی معاملہ کرو۔ جب آپؐ تقریر ختم کر چکے تو البراء بن معرور نے عرب کے دستور کے مطابق آپؐ کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر کہا ”یا رسُول اللہ! ہمیں اس خدا کی قسم ہے جس نے آپؐ کو حق و صداقت کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے کہ ہم اپنی جانوں کی طرح آپؐ کی حفاظت کریں گے ہم لوگ تلواروں کے سایہ میں پلے ہیں اور......مگر ابھی وہ بات ختم کرنے نہ پائے تھے کہ ابوالہیثم بن تیہّان نے جن کا ذکر اُوپر گذر چکا ہے ان کی بات کاٹ کر کہا ”یا رسول اللہ! یثرب کے یہود کے ساتھ ہمارے دیرینہ تعلقات ہیں۔ آپؐ کا ساتھ دینے سے وہ منقطع ہو جائیں گے۔ ایسا نہ ہو کہ جب اللہ آپؐ کو غلبہ دے تو آپ ہمیں چھوڑ کر اپنے وطن میں واپس تشریف لے آویں اور ہم نہ ادھر کے رہیں اور نہ اُدھر کے۔“ آپؐ نے ہنس کر فرمایا ”نہیں نہیں ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ تمہارا خون میرا خون ہو گا۔ تمہارے دوست میرے دوست اور تمہارے دشمن میرے دشمن۔“ اس پر عباس بن عبادہ انصاری نے اپنے ساتھیوں پر نظر ڈال کر کہا۔ لوگو کیا تم سمجھتے ہو کہ اس عہد و پیمان کے کیا معنے ہیں؟ اس کا یہ مطلب ہے کہ اب تمہیں ہر اَسوَد و اَحمَر کے مقابلہ کیلئے تیار ہونا چاہئے اور ہر قربانی کیلئے آمادہ رہنا چاہئے۔“ لوگوں نے کہا ”ہاں ہم جانتے ہیں۔ مگر یا رسول اللہ! اس کے بدلہ میں ہمیں کیا ملے گا؟ آپؐ نے فرمایا: ”تمہیں خدا کی جنت ملے گی، جو اس کے سارے انعاموں میں سے بڑا انعام ہے۔“ سب نے کہا ”ہمیں یہ سودا منظور۔ یا رسول اللہ! اپنا ہاتھ آگے کریں۔“ آپؐ نے اپنا دستِ مبارک آگے بڑھا دیا اور یہ ستّر جاں نثاروں کی جماعت ایک دفاعی معاہدہ میں آپؐ کے ہاتھ پر بِک گئی۔ اس بیعت کا نام بیعت عقبہ ثانیہ ہے۔

(باقی آئندہ)

(سیرت خاتم النّبیینؐ صفحہ 225 تا 229 مطبوعہ قادیان 2011)

......☆......☆......☆......

شعبہ نور الاسلام کے تحت

اس ٹول فری نمبر پر فون کر کے آپ مسلم جماعت احمدیہ کے بارے میں معلومات حاصل کر سکتے ہیں

ٹول فری نمبر : 1800 103 2131

اوقات: روزانہ صبح 8:30 بجے سے رات 10:30 بجے تک (جمعہ کے روز تعطیل)

سیرت المہدی

(از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم.اے. رضی اللہ عنہ)

(703) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ جب حضرت صاحب زلزلہ کے بعد باغ میں تشریف رکھتے تھے۔ تو آپ نے براہین احمدیہ حصہ پنجم کی وہ نظم لکھنی شروع کی، جس میں پروردگار، ثمار، کار، سنار وغیرہ قوافی آتے ہیں۔ آپ نے ہمیں فرمایا کہ اس طرح کے قوافی جمع کر کے اور لکھ کر ہم کو دو کہ ہم ایک نظم لکھ رہے ہیں۔ اس پر مَیں نے اور حضرت میاں صاحب نے اور اَور لوگوں نے آپ کو بہت سے قافیے اس وزن کے لکھ کر پیش کئے اور زبانی بھی عرض کئے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ اس وقت میں نے بھی بعض قافیے سوچ کر عرض کئے تھے۔ اور حضرت میاں صاحب سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی مراد ہیں اور زلزلہ سے مراد 1905ء کا زلزلہ ہے جس کے بعد آپ کئی ماہ تک اپنے باغ میں جا کر ٹھہرے تھے۔ یہ وہی باغ ہے جس کے قریب بعد میں مقبرہ بہشتی قائم ہوا۔

(704) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ حضرت صاحب نے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے دو بیٹوں کے نام طیّب اور طاہر تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ تاریخی روایتوں میں اسکے متعلق اختلاف ہے۔ بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ایک لڑکا عبداللہ تھا اور اسی کے یہ دو زائد نام طاہر اور طیب تھے اور بعض طاہر اور طیب کو دو جُدا جُدا لڑکے قرار دیتے ہیں اور اس روایت سے مؤخر الذکر روایت کی تصدیق ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ آنحضرت ﷺ کے دو اور بیٹے قاسم اور ابراہیم بھی تھے۔ مگر سب بچپن میں فوت ہو گئے۔

(705) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام بچوں اور عورتوں میں نصیحت اور وعظ کے دَوران میں حضرت یونس علیہ السلام اور حضرت ایوب علیہ السلام کے ابتلاؤں کے قصے اکثر سُنایا کرتے تھے۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کا یہ عام طریق تھا کہ نصیحت کیلئے گذشتہ انبیاء اور صلحاء کے حالات سُناتے تھے۔

(706) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب فرمایا کرتے تھے کہ آقا جو نوکر کو سزا دیتا ہے یا خدا تعالیٰ جو بندہ پر گرفت کرتا ہے وہ بعض اوقات صرف ایک گناہ کا نتیجہ نہیں ہوتا۔ مگر بہت سی سابقہ باتیں جمع ہو کر یہ نتیجہ پیدا کرتی ہیں اور آپ اس بات کو سمجھانے کیلئے ایک حکایت بھی بیان کیا کرتے تھے کہ ایک دفعہ مہاراجہ شیر سنگھ نے اپنے ایک باورچی کو کھانے میں نمک زیادہ ڈالنے کی سزا میں حکم دیا کہ اس کی سب جائیداد ضبط کر کے اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ اس پر کسی اہلکار نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ مہاراج اتنی سی بات پر یہ سزا بہت سخت ہے۔ راجہ کہنے لگا کہ تم نہیں جانتے یہ صرف نمک کی سزا نہیں۔ اس کم بخت نے میرا سو بکرا ہضم کیا ہے۔

(707) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گرمیوں میں مسجد مبارک میں مغرب کی نماز پیر سراج الحق صاحب نے پڑھائی۔ حضور علیہ السلام بھی اس نماز میں شامل تھے۔ تیسری رکعت میں رکوع کے بعد انہوں نے بجائے مشہور دعاؤں کے حضور کی ایک فارسی نظم پڑھی۔ جس کا یہ مصرع ہے۔

"اے خدا! اے چارۂ آزارِ ما!"

خاکسار عرض کرتا ہے کہ یہ فارسی نظم نہایت اعلیٰ درجہ کی مناجات ہے جو رُوحانیت سے پُر ہے۔ مگر معروف مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں صرف مسنون دعائیں بِالْجَہر پڑھنی چاہئیں۔ باقی دل میں پڑھنی چاہئیں پس اگر یہ روایت درست ہے تو حضرت صاحب نے اس وقت خاص کیفیّت کے رنگ میں اس پر اعتراض نہیں فرمایا ہوگا۔ اور چونکہ ویسے بھی یہ واقعہ صرف ایک منفرد واقعہ ہے اس لئے میری رائے میں حضرت صاحب کا یہ منشاء ہرگز نہیں ہوگا کہ لوگ اس طرح کر سکتے ہیں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ حضرت صاحب نے اس وقت سکوت اختیار کر کے بعد میں پِیر صاحب کو علیٰحدہ طور پر سمجھا دیا ہو کہ یہ مناسب نہیں کیونکہ پِیر صاحب کی طرف سے اس کی تکرار ثابت نہیں۔ واللہ اعلم۔

(708) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی عبداللہ صاحب مولوی فاضل سابق مدرس ڈیرہ بابا نانک نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا مندرجہ ذیل خط شیخ فتح محمد صاحب کے پاس دیکھا تھا۔ یہ خط حضرت مولوی نورالدین صاحب خلیفہ اول رضی اللہ عنہ کے نام تھا۔ مگر خط کا مضمون شیخ فتح محمد صاحب کے متعلق تھا اور لفافہ پر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا جموں والا پتہ درج تھا۔

مکرمی اخویم السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

فتح محمد حصولِ بشارت کیلئے دو رکعت نماز وقت عشاء پڑھ کر اکتالیس دفعہ سورۂ فاتحہ پڑھے اور اس کے اوّل اور آخر گیارہ گیارہ دفعہ درود شریف پڑھے اور مقصد کیلئے دُعا کر کے رُو بقبلہ باوضو سو رہے۔ جس دن سے شروع کریں۔ اسی دن تک اس کو ختم کریں۔ انشاء اللہ العزیز وہ امر جس میں خیر اور برکت ہے، حالتِ منام میں ظاہر ہوگا۔

والسلام خاکسار غلام احمد 9/مارچ 1890ء

اس خط کے نیچے یہ نوٹ درج تھا کہ بباعث ضعف وعلالت فتح محمد کی طرف خط نہیں لکھا گیا۔

(709) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماسٹر عبدالرؤف صاحب مہاجر متوطن بھیرہ نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ جب حضرت صاحب صبح کے وقت سیر کو باہر تشریف لے گئے تو اس وقت مسجد اقصےٰ کے پاس ہی مَیں نے جنوں کے متعلق عرض کیا کہ " قُلْ اُوْحِيَ اِلَيَّ اَنَّهُ اسْتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الْجِنِّ "(الجنّ:2) میں کیا واقعہ میں جن ہی تھے یا کوئی اور قوم مراد ہے۔ حضرت صاحب نے فرمایا یہ ایک پہاڑی قوم تھی جو عمالقہ نام سے مشہور تھی۔ باقی ہم جنّات کا انکار نہیں کرتے کیونکہ اگر جنّات کا انکار کیا جائے تو پھر روح کا بھی انکار کرنا پڑے گا۔ کیونکہ رُوح بھی نظر نہیں آتی۔ اس طرح فرشتوں اور خدا کا بھی انکار کرنا پڑے گا کیوں کہ یہ بھی نظر نہیں آتے۔ ماسٹر عبدالرؤف صاحب بیان کرتے ہیں کہ یہ واقعہ 1900ء یا 1901ء کا ہے۔

(710) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ماسٹر عبدالرؤف صاحب نے بواسطہ مولوی عبدالرحمن صاحب مبشر بذریعہ تحریر بیان کیا کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام آخری سفر میں لاہور جانے لگے تو اس وقت بھائی شیر محمد صاحب کی دکان (متصل مدرسہ احمدیہ) کے پاس ایک الہام اپنی موت کے متعلق سُنایا جو سارا یاد نہیں مفہوم اس کا یہ تھا۔ "اَلرَّحِيْلُ ثُمَّ الرَّحِيْلُ" گویا کوچ کا وقت ہے۔ مگر مَیں نے یہ سمجھا کہ اس الہام میں حضور کی قرب موت کی طرف تو اشارہ ہے مگر وقت ایسا قریب نہیں اور ابھی کچھ عمر باقی ہے۔ اس وقت اور لوگ بھی ہمراہ تھے۔ آخر کار حضور لاہور جا کر بیمار ہو گئے اور دستوں کی بیماری سے آخر مئی 1908ء میں اس دارِ فانی سے رحلت فرما گئے۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْن

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ماسٹر عبدالرؤف صاحب کو مغالطہ ہوا ہے جو الہام حضرت صاحب کو لاہور جاتے ہوئے ہوا تھا وہ "مباش ایمن از بازیٔ روزگار"۔ تھا۔ "اَلرَّحِيْلُ ثُمَّ الرَّحِيْلُ" کا الہام بعد کا ہے جو لاہور میں ہوا تھا۔

(711) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری نے بذریعہ تحریر مجھ سے بیان کیا کہ ایک مرتبہ ایک رنگون کا تاجر ابو سعید عربی حضرت صاحب سے ملنے آیا تھا اور اکثر سوالات کیا کرتا تھا اور آنحضرت جوابات دیا کرتے تھے۔ وہ کہتا تھا کہ مَیں دہلی دربار کی غرض سے آیا تھا۔ مگر اب تو وہاں جانے کو دل نہیں کرتا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ ابو سعید صاحب دراصل عرب نہیں تھے مگر بعض عربی ممالک میں رہ چکنے کی وجہ سے عرب کہلاتے تھے۔

(712) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ مولوی عبداللہ صاحب مولوی فاضل سابق مدرس ڈیرہ بابا نانک نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے مندرجہ ذیل خط شیخ فتح محمد صاحب کے پاس دیکھا ہے جو کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے تحریر فرمایا تھا اور یہ خط خود شیخ فتح محمد صاحب کے نام تھا۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپکا مہربانی نامہ پہنچا۔ آپ کے تردّدات بہت طول پذیر ہو گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ رہائی بخشے شاید ایک ہفتہ ہوا مَیں نے آپ کو خواب میں دیکھا۔ گویا آپ مجھ سے پوچھتے ہیں کہ مَیں کیا کروں تو مَیں نے آپ کو یہ کہا ہے خدا سے ڈر اور جو چاہے کر۔ سو آپ تقویٰ اختیار کریں۔ اللہ جلّ شانُہٗ آپ کوئی راہ پیدا کر دے گا۔

خاکسار غلام احمد

از لودیانہ محلہ اقبال گنج 18/مارچ 91ء

(713) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کیلئے جب کوئی شخص تحفہ لاتا تو آپ بہت شکر گزار ہوتے تھے اور گھر میں بھی اسکے اخلاص کے متعلق ذکر فرمایا کرتے اور اظہار کیا کرتے تھے کہ فلاں شخص نے یہ چیز بھیجی ہے۔

(714) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب کے زمانہ میں بعض لوگوں کا قاعدہ تھا کہ اپنی کسی ضرورت یا مصیبت کے ایام میں ہر روز دُعا کیلئے خط لکھا کرتے تھے۔ جب متواتر بلاناغہ مدّت تک ایسے خطوط کسی شخص کی طرف سے موصول ہوتے رہتے تو حضور فرمایا کرتے تھے کہ اب تو ہم کو بھی اس کیلئے خاص خیال پیدا ہو گیا ہے۔ چنانچہ اسی طرح ایک دفعہ منشی محبوب عالم صاحب لاہوری تاجر بائیسکل نے اپنے کسی مطلب کیلئے روزانہ کارڈ لکھنا شروع کر دیا۔ آخر ایک دن پڑھتے پڑھتے حضور فرمانے لگے کہ میاں محبوب عالم تو اب ہمارے پیچھے ہی پڑ گئے۔ اب ہم بھی ان کیلئے خاص طور پر دعا کریں گے۔ چنانچہ دعا کی اور ان کا کام جو اپنے نکاح کے متعلق تھا بخیر وخوبی پورا ہو گیا۔

(715) بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ڈاکٹر میر محمد اسمٰعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ شہزادہ عبداللطیف صاحب شہید جب قادیان سے رخصت ہو کر واپس وطن جانے لگے تو حضرت صاحب بمعہ ایک گروہ کثیر مہمانان کے ان کو الوداع کہنے کیلئے دُور تک بٹالہ کی سڑک پر تشریف لے گئے۔ آخر جب مولوی صاحب شہید رخصت ہونے لگے تو سڑک پر ہی حضرت صاحب کے قدموں پر گر پڑے اور جدائی کے غم کے مارے ان کی چیخیں نکل گئیں اور زار زار رونے لگے۔ حضرت صاحب نے ان کو بڑی مشکل سے اپنے ہاتھ سے اٹھایا اور تسلّی دی اور رخصت کیا۔

خاکسار عرض کرتا ہے کہ روایت نمبر 260 میں حضرت مولوی شیر علی صاحب کی روایت میں بھی اس واقعہ کا ذکر ہو چکا ہے۔

(سیرۃ المہدی، جلد اوّل، حصہ سوم، مطبوعہ قادیان 2008)

......☆......☆......☆......

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

انبیاء پر اگر کوئی واقعہ مصیبت کے رنگ میں آتا ہے تو اس سے خدا تعالےٰ کا یہ منشاء ہوتا ہے کہ ان کے اخلاق کو وہ دنیا پر ظاہر کرے کہ جو ہماری طرف سے آتے ہیں اور ہمارے ہو جاتے ہیں وہ کن اخلاق فاضلہ کے صاحب ہوتے ہیں۔ (ملفوظات جلد سوم صفحہ 470 ایڈیشن 1988ء)

طالبِ دُعا: صبیحہ کوثر وافراد خاندان (جماعت احمدیہ بھونیشور، صوبہ اڈیشہ)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

جو شخص حسین رضی اللہ عنہ یا کسی اور بزرگ کی جو آئمہ مطہرین میں سے ہے تحقیر کرتا ہے یا کوئی کلمہ استخفاف کا اسکی نسبت اپنی زبان پر لاتا ہے، وہ اپنے ایمان کو ضائع کرتا ہے کیونکہ اللہ جل شانہ اس شخص کا دشمن ہو جاتا ہے جو اس کے برگزیدوں اور پیاروں کا دشمن ہے۔ (مجموعہ اشتہارات جلد 3 صفحہ 544 تا 546)

طالبِ دُعا: نور جہاں بیگم وافراد خاندان (جماعت احمدیہ کولکاتہ، صوبہ مغربی بنگال)

کام کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ایک احمدی مسلمان کو اپنا نمونہ عبادتوں میں بھی دکھانا چاہئے، اس لئے ان دنوں میں اپنی نمازکی بھی حفاظت کرنی ہے

کارکنان جلسہ سالانہ سے حضورانور کا خطاب اور کارکنان کو زرّیں نصائح

اپنے دینی علم کو بڑھانا، معرفت اور تقویٰ میں ترقی کرنا، آپس میں محبت اور پیار کے تعلق کو بڑھانا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی طرف توجہ دینا،

اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کیلئے خود کو تیار کرنا اور پھر عملی طور پر اسے انجام دینا، یہ وہ وسیع مقاصد ہیں جن کیلئے جلسہ منعقد کیا جاتا ہے

جلسہ سالانہ برطانیہ 2022 سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا پُرمعارف افتتاحی خطاب

اسلامی تاریخ میں عورتوں کی عبادتوں کے معیار، جان، مال کی قربانی اور بچوں کی تربیت کی مثالیں جواب تک زندہ ہیں

اوران پر جوعمارتیں استوار ہورہی ہیں اس بات کی ثبوت ہیں کہ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے

جلسہ سالانہ برطانیہ 2022 کے موقع پر مستورات سے حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب

✿ امسال دنیا بھر میں 355 نئی جماعتیں قائم ہوئیں، 855 مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ✿ 147 نئی مساجد تعمیر ہوئیں اور 62 بنی بنائی عطا ہوئیں

✿ 123 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا ہے ✿ 68186 وقارعمل کئے گئے ✿ 505 مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ 43 زبانوں میں 67 لاکھ 19 ہزار 372

کی تعداد میں طبع ہوئے ✿ 6041 نمائشیں لگائی گئیں، 4820 بُک اسٹالز لگائے گئے ✿ امسال اب تک بیعتوں کی تعداد 1 لاکھ 76 ہزار 836 ہے

دُنیا میں دوبارہ اسلام غالب ہوگا اور اسلام کا ہی بول بالا ہوگا، آج دنیا جو اسلام کو تحقیر کی نظر سے دیکھتی ہے

وہ دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرے گی، آپؐ کے نغمے گائے گی اور آپؐ کے پیچھے چلنے میں اپنے لئے فخر محسوس کرے گی

جماعت احمدیہ عالمگیر کی ترقیات پر مشتمل جلسہ سالانہ برطانیہ کے دوسرے روز بعد دوپہر حضورانور کا خطاب

اسلام نے مختلف لوگوں، طبقوں اور کل مخلوق کے جو حقوق قائم کئے ہیں، اسکا دعویٰ ہے کہ کسی مذہب نے اس تفصیل سے حقوق کو بیان نہیں کیا

جلسہ سالانہ برطانیہ سے حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز اختتامی خطاب

56ویں جلسہ سالانہ برطانیہ منعقدہ 5 تا 7؍اگست 2022ء بمقام حدیقۃ المہدی (آلٹن) کی مختصر رپورٹ

الحمدللہ کہ جلسہ سالانہ برطانیہ 5 تا 7؍اگست 2022ء بروز جمعہ، ہفتہ، اتوار منعقد ہوکر بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔ 2019 کے بعد جلسہ سالانہ یو.کے کا انعقاد وسیع پیمانے پر ہوا جس میں کہ برطانیہ کی تمام جماعتوں کو شامل ہونے کی اجازت تھی۔ جلسہ کا انعقاد حسب سابق 208؍ایکڑ پر مشتمل وسیع جلسہ گاہ حدیقۃ المہدی میں ہوا۔

معائنہ انتظامات

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 4؍اگست 2022 بروز جمعرات شام 5 بجے حدیقۃ المہدی تشریف لائے اور جلسہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لنگر خانہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پکے ہوئے کھانوں، روٹی پلانٹ، شعبہ برتن دھلائی، اسٹور جلسہ سالانہ اور شعبہ تبلیغ کے تحت تیار کی جانے والی مختلف نمائشوں، ہومیو پیتھک ڈسپنسری، شعبہ فرسٹ ایڈ، سمعی بصری کا معائنہ فرمایا۔

بعدہ 6 بجکر 10 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ جلسہ گاہ میں تشریف لائے۔ حضورانور کے کرسئ صدارت پر رونق افروز ہونے کے بعد اجلاس کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو مکرم احسان احمد متعلم درجہ رابعہ جامعہ احمدیہ یو.کے نے کی، مکرم مسرور عودہ متعلم درجہ ممہدہ جامعہ احمدیہ یو.کے نے ترجمہ پیش کیا۔

خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

6 بجکر 20 منٹ پر حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ منبر پر تشریف لائے اور السلام علیکم ورحمۃ اللہ کا تحفہ پیش فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور تسمیہ کے بعد حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا الحمدللہ کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سال یہ توفیق عطا فرما رہا ہے کہ جلسہ سالانہ یوکے حاضری کے لحاظ سے بھی اور شعبہ جات کے لحاظ سے بھی باقاعدہ اپنے پورے انتظامات کے ساتھ منعقد ہو رہا ہے۔ ہوسکتا ہے بعض نئے کارکنان بھی آئے ہوں۔ جو پہلے سے تربیت یافتہ کارکنان ہیں ان کو چاہیے کہ نئے آنے والوں کی تربیت بھی کریں اور ان کو سکھائیں اور اس سال اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ گو ہم پوری آزادی سے، یعنی جو گنجائش ہے، اسکے لحاظ سے جلسہ منعقد کر رہے ہیں اور انتظامات بھی کر رہے ہیں لیکن بعض پابندیاں خود اپنے اوپر لگانی ہوں گی۔ کووڈ کی وجہ سے ماسک پہننے کی جو شرط ہے ہر کارکن کو اسے پورا کرنا چاہیے اور یہ نہ سمجھیں کہ پابندیاں ختم ہوگئی ہیں۔ کارکنان کو خاص طور پر بہت احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ انہوں نے ایک دوسرے کے قریب ہو کے کام کرنا ہے اس لیے اس سال میں جو خاص توجہ طلب چیز ہے وہ آپکا ہر وقت ماسک سے چہرے کو ڈھانک کر رکھنا ہے۔ اس طرف خاص توجہ کریں۔

حضورانور نے فرمایا: پس آپ لوگ دل لگا کر اس سوچ کے ساتھ کہ ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کرنی ہے، اپنے فرائض، اپنی ڈیوٹیاں سرانجام دیں اور جو نئے آنے والے ہیں ان کی تربیت بھی صحیح انداز میں کریں۔ کام کے ساتھ ساتھ اس بات کا بھی خیال رکھیں کہ ایک احمدی مسلمان کو اپنا نمونہ عبادتوں میں بھی دکھانا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ جو تعلق ہے اس کو بھی قائم رکھنا چاہیے۔ اس لیے ان دنوں میں اپنی نماز کی بھی حفاظت کرنی ہے۔ یہ نہیں کہ ڈیوٹی دے دی اور نمازوں کی طرف توجہ نہ ہو۔ پس کام کے ساتھ ساتھ دعاؤں کی طرف بھی توجہ دیں اور اپنی عبادتوں کی طرف بھی توجہ دیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اسکی توفیق عطا فرمائے۔ اسکے بعد حضورانور نے دعا کرائی۔

بعدازاں 6:30 بجے حضورانور جلسہ گاہ مستورات تشریف لے گئے جہاں خواتین نے نعروں سے حضورانور کا استقبال کیا۔ اس کے بعد حضورانور ایم.ٹی.اے اسٹوڈیوز تشریف لے گئے اور ایم.ٹی.اے 1، ایم.ٹی.اے.افریقہ اور ایم.ٹی.اے.3 کے سٹوڈیوز کا معائنہ فرمایا۔ بعدازاں حضور انور کھانے کی مارکی میں تشریف لائے جہاں ریفریشمنٹ کا انتظام تھا۔ اسکے بعد حضورانور کا قافلہ قیام گاہ کی طرف روانہ ہوگیا۔ جب حضورانور کا قافلہ سڑک سے گزر رہا تھا تو سڑک کے دونوں اطراف سے احباب جماعت حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو ہاتھ ہلا کر السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ رہے تھے۔

(پہلا دن - 5؍اگست 2022 بروز جمعہ)

خطبہ جمعہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ

آج ہندوستانی وقت کے مطابق ساڑھے پانچ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ (حدیقۃ المہدی) سے خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جو MTA کے توسط سے پوری دنیا میں لائیو نشر کیا گیا۔ اسکا خلاصہ اخبار بدر کے گزشتہ شمارہ میں شائع ہو چکا ہے۔

پرچم کشائی وافتتاحی اجلاس

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تقریباً 4 بجکر 40 منٹ پر تقریب پرچم کشائی کیلئے تشریف لائے اور لوائے احمدیت لہرایا۔ جیسے ہی حضور انور نے لوائے احمدیت لہرایا فضا نعروں سے گونج اٹھی۔ اس کے بعد حضور انور نے دعا کروائی اور جلسہ سالانہ کے افتتاحی اجلاس کیلئے جلسہ گاہ تشریف لائے۔

حضور انور کے اسٹیج پر رونق افروز ہونے کے بعد افتتاحی اجلاس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم محمود احمد وردی صاحب انچارج انڈونیشین ڈیسک یو.کے نے کی اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا جس کے بعد مکرم سید عاشق حسین صاحب نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے فارسی منظوم کلام میں سے بعض اشعار پڑھے۔ اسکے بعد مکرم مرتضیٰ منان صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اردو منظوم کلام پیش کیا۔ بعدہ حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز 5 بجکر 5 منٹ پر منبر پر تشریف لائے اور احبابِ جماعت کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش فرمایا۔

افتتاحی خطاب حضورانور ایدہ اللہ تعالیٰ

تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آج جس مقصد کیلئے ہم سب یہاں جمع ہیں اُسے ہم سب جانتے ہیں یعنی اپنے دینی علم کو بڑھانا، معرفت اور تقویٰ میں ترقی کرنا، آپس میں محبت اور پیار کے تعلق کو بڑھانا، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی

طرف توجہ دینا، اشاعت اسلام اور تبلیغ اسلام کیلئے خود کو تیار کرنا اور پھر عملی طور پر اسے انجام دینا۔ یہ وہ وسیع مقاصد ہیں جن کیلئے جلسہ منعقد کیا جاتا ہے۔ اس بگڑے ہوئے زمانے میں جہاں ظھر الفساد فی البرّ والبحر کا نمونہ ہر جگہ نظر آتا ہے، ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلامِ صادق کی بیعت میں آکر اپنی اور اپنی نسلوں اور کُل انسانیت کی اصلاح کا عہد کیا ہے۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر طرف چھائی ہوئی شرک اور بُت پرستی اور ہر طرف پھیلے ہوئے فتنہ وفساد کا نقشہ کھینچنے کے بعد فرمایا: ہم نے یہ عہد کیا ہے کہ ہم نے اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو اور ساری دنیا کو اس فساد سے بچانا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت میں آکر ان لوگوں میں شامل ہیں جنہوں نے اس نور سے فیض پایا ہے، لیکن ہم نے صرف خود تک اس فیض کو محدود نہیں رکھنا بلکہ دنیا کو بھی اس سے آگاہ کرنا ہے۔ ساری دنیا کو مؤحد بنا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جھنڈے تلے لانا ہے۔ اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ضروری ہے کہ ہم ہر وقت اپنی روحانی اور دینی حالتوں کی طرف نظر رکھیں۔ اگر اس عظیم مقصد کو حاصل کرنے کیلئے ہم اپنی زندگیوں میں انقلاب پیدا کرنے کی بھرپور کوشش نہیں کرتے تو ہماری بیعت بے فائدہ اور ہمارے عہد کھوکھلے ہیں۔

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے افراد جماعت کو اپنی روحانی دینی اور اخلاقی حالت بہتر بنانے کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نہایت دلگداز ودلنشین ارشادات سنائے اور اپنے بصیرت افروز خطاب کے اختتام پر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بیعت کا حق ادا کرنے والا بناتے ہوئے آپؑ کی نصائح پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ایک پاک تبدیلی ہم اپنے دلوں میں پیدا کرنے والے ہوں۔ اپنے عملی نمونوں کے ساتھ اپنی نسل کو بھی اسلام کی حقیقی تعلیم پر چلنے والا بنانے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ یہ دنیا کی چمک دمک کبھی ہمارے اور ہماری نسلوں کے ایمانوں میں کمزوری پیدا کرنے والی نہ ہو۔ اسلام کے پیغام کو ہم دنیا کے کونے کونے میں پھیلانے کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں جلسہ کی تمام برکات سے فیض پانے والا بنائے اور ہماری دعاؤں کو قبول فرمائے۔

اس ایمان افروز خطاب کے بعد حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اجتماعی دعا کروائی جس کے بعد جلسہ سالانہ برطانیہ کا افتتاحی سیشن اختتام پذیر ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے سب کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا اور جلسہ گاہ سے تشریف لے گئے۔

(دوسرا دن-6/اگست 2022 بروز ہفتہ)

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز کا پہلا اجلاس صبح 10 بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم نواب منصور احمد خان صاحب وکیل اعلیٰ تحریک جدید ربوہ نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ طیب احمد صاحب نے کی۔ نظم مکرم شیخ ندیم صاحب نے خوش الحانی سے پڑھی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم فرید احمد نوید صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ انٹرنیشنل گھانا نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ’’الٰہی جماعتوں کی مخالفت ان کی ترقی کا باعث ہوتی ہے‘‘ تھا۔ یہ تقریر اردو زبان میں تھی۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم محمد ابراہیم اخلف صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ یو.کے نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان ’’ذکر الٰہی‘‘ تھا۔ یہ تقریر انگریزی زبان میں تھی۔

بعدہ مکرم عبد الحئی سرمد صاحب متعلم جامعہ احمدیہ یو.کے درجہ ثانیہ نے ایک نظم خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔ جس کے بعد مکرم ڈاکٹر سر افتخار احمد ایاز صاحب چیئرمین انٹرنیشنل ہیومن رائٹس کمیٹی یو.کے نے ’’دنیا کے امن وسلامتی کے قیام کیلئے خلافت احمدیہ کی بین الاقوامی کوششیں‘‘ کے موضوع پر اردو زبان میں تقریر کی۔

مستورات کے اجلاس کی کارروائی

اسی روز جلسہ گاہ مستورات میں مستورات کے جلسے کی کارروائی کا آغاز ٹھیک صبح 10 بجے ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت محترمہ ڈاکٹر فریحہ خان صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ یو.کے نے کی۔ مکرمہ روبینہ کاشف صاحبہ نے تلاوت کی اور ان کا اردو ترجمہ پیش کیا۔ بعد ازاں مکرمہ ساعدہ عوج صاحبہ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اردو منظوم کلام میں سے منتخب اشعار خوش الحانی سے پڑھے۔

اجلاس کی پہلی تقریر محترمہ ملیحہ منصور صاحبہ نے ’’خلافت -خدا کی قدرت ثانیہ کا مظہر‘‘ کے عنوان پر کی۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر محترمہ ڈاکٹر فریحہ خان صاحبہ صدر لجنہ اماء اللہ برطانیہ نے کی۔ آپ کی تقریر کا موضوع تھا ’’خلافت اور ہمارا عہد بیعت‘‘۔ اس اجلاس کی تیسری تقریر محترمہ میلیسا احمدی صاحبہ کی تھی جنہوں نے ’’احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی طرف میرا سفر‘‘ کے عنوان پر تقریر کی۔ موصوفہ نے اپنی قبول احمدیت کے ایمان افروز واقعات سنائے۔

مستورات کے اجلاس سے حضور انور کا خطاب

مستورات سے خطاب کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن کے وقت کے مطابق دوپہر 12 بجکر 10 منٹ پر جلسہ گاہ مستورات میں تشریف لائے۔ خواتین نے والہانہ نعروں سے آپ کا استقبال کیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم صبیحہ خان صاحبہ نے کی اور اردو ترجمہ پیش کیا۔ مکرمہ رضوانہ احمد صاحبہ نے نہایت خوش الحانی سے نظم پڑھی۔ اسکے بعد تعلیمی میدان میں اعزازات پانے والی طالبات کی فہرست محترمہ سیکرٹری صاحبہ تعلیم لجنہ اماء اللہ یو.کے نے پیش۔

بعد ازاں حضور انور نے خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا آج مَیں آپ کے سامنے بعض عورتوں کی ایسی مثالیں پیش کروں گا جس سے ایک حقیقی مسلمان عورت کی دینی اور روحانی حالت، اسلام کیلئے غیرت، دین کو دنیا پر مقدم رکھنے اور تربیت اولاد کا پتا چلتا ہے۔ یہ واقعات مَیں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صحابیات، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ علیہ السلام کے بعد کے زمانے کی خواتین اور آج کے دَور سے بھی لئے ہیں۔

اسلام پر یہ اعتراض کیا جاتا ہے کہ وہ عورت کو کوئی مقام نہیں دیتا۔ اسلامی تاریخ میں عورتوں کی عبادتوں کے معیار، جان مال کی قربانی اور بچوں کی تربیت کی مثالیں جواب تک زندہ ہیں اور ان پر جو عمارتیں استوار ہو رہی ہیں وہی اس بات کی ثبوت ہیں کہ اسلام میں عورت کا کیا مقام ہے۔ دنیا کی تاریخ میں تو عورتوں کی چند ایک مثالیں ہی محفوظ ہیں لیکن اسلام کی تاریخ میں عورتوں کی نیکی، تقویٰ اور قربانی کی بے شمار مثالیں موجود ہیں لیکن ان واقعات کو سننے کا فائدہ تب ہی ہے جب ان نیک نمونوں کو اپنی زندگیوں کا حصہ بنانے کی کوشش کی جائے۔

حضور انور نے مسلمان عورتوں کے اسلام کی خاطر جان ومال اور اولاد کی قربانی کے نہایت ایمان افروز واقعات سنائے۔ حضور انور کا یہ ایمان افروز خطاب 2 بجکر 4 منٹ پر اختتام پذیر ہوا۔ اسکے بعد دعا ہوئی۔ دعا کے بعد مستورات نے اردو، عربی، بنگلہ، پنجابی سمیت متعدد زبانوں میں اپنے پیارے امام سے عقیدت کا اظہار کرتے ہوئے ترانے پڑھے۔

جلسہ سالانہ کے دوسرے روز بعد دوپہر منعقد ہونے والے اجلاس سے قبل مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یو.کے کی صدارت میں ایک مختصر اجلاس منعقد ہوا جس میں جلسہ سالانہ کے متعلق معززین کی جانب سے بھجوائے گئے پیغامات وتاثرات میں سے کچھ پیغامات سنائے گئے۔

دوسرے روز بعد دوپہر کے اجلاس سے خطاب

حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن وقت کے مطابق تقریباً ساڑھے چار بجے مردانہ جلسہ گاہ کے اسٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ تلاوت قرآن کریم مکرم فیروز عالم صاحب مربی سلسلہ انچارج بنگلہ ڈیسک نے کی اور اس کا اردو ترجمہ بھی پیش کیا۔ بعد ازاں مکرم عمر شریف صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منظوم کلام خوش الحانی کے ساتھ سنایا۔

4 بجکر 55 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حاضرین کو السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ عطا فرمایا اور اپنے خطاب کا آغاز فرمایا۔ تشہد وتعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ گزرے ہوئے سال میں جو خدا تعالیٰ کے فضل جماعت احمدیہ پر نازل ہوئے ہیں اُن کا ذکر اس وقت کی تقریر میں ہوا کرتا ہے۔ پہلے ایک مختصر خلاصہ پیش کر دیتا ہوں۔

فرمایا: اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال پاکستان کے علاوہ دنیا بھر میں 355 نئی جماعتیں قائم ہوئی ہیں۔ 855 مقامات پر پہلی بار احمدیت کا پودا لگا ہے۔ 40 نئے جماعتوں کے ساتھ کانگو کنشاسا سر فہرست ہے۔ پھر تنزانیہ، سیرالیون، نائیجیریا، نائیجر، لائبیریا، بینن، بورکینا فاسو، سینیگال، مڈغاسکر، مالی، آئیوری کوسٹ، گنی کناکری، گنی بساؤ، غانا، ٹوگو، بنگلہ دیش، ہالینڈ، سینٹرل افریقہ اور یو.کے کا نمبر ہے۔ حضور انور نے نئی جماعتوں کے قیام کے سلسلے میں بعض ایمان افروز واقعات کا تذکرہ فرمایا۔

حضور انور نے فرمایا امسال 147 نئی مساجد تعمیر ہوئی ہیں اور 62 بنی بنائی عطا ہوئی ہیں۔ مساجد کی تعمیر کے حوالے سے حضور انور نے نائیجر، کانگو کنشاسا اور برکینا فاسو وغیرہ ممالک کے بعض ایمان افروز واقعات پیش فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے دوران سال 123 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا ہے۔ مشن ہاؤسز اور تبلیغی سنٹرز کے قیام کے حوالہ سے پہلے نمبر پر سیرالیون اور تنزانیہ ہیں جہاں امسال 14-14 مشن ہاؤسز کا اضافہ ہوا ہے۔

فرمایا: اب مساجد، مشن ہاؤسز اور تبلیغی مراکز کی تعمیر میں بہت سے کام وقار عمل کے ذریعہ سے ہو رہے ہیں چنانچہ امسال 108 ممالک کی رپورٹ کے مطابق 68186 وقار عمل کئے گئے جس کے ذریعہ 29 لاکھ 59 ہزار یو.ایس ڈالرز کی بچت ہوئی۔

فرمایا: امسال قرآن کریم کا سپینش ترجمہ پرنٹ کروایا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 12 کتب کا عربی ترجمہ شائع کیا گیا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی 72 کتب جرمن زبان میں شائع ہو چکی ہیں۔

دوران سال 505 مختلف کتب، پمفلٹس اور فولڈرز وغیرہ 43 زبانوں میں 67 لاکھ 19 ہزار 372 کی تعداد میں طبع ہوئے۔

دوران سال 6 ہزار 41 نمائشوں کے ذریعہ 9 لاکھ 29 ہزار لوگوں تک پیغام پہنچا۔ 4820 بک اسٹالز اور بک فیئرز لگے جس کے ذریعہ 11 لاکھ 37 ہزار افراد تک پیغام پہنچا۔

فرمایا: کل 24 زبانوں میں 120 اخبارات ورسائل شائع ہو رہے ہیں۔

جماعت کی مرکزی ویب سائٹ الاسلام کے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا کہ قرآن کریم سرچ کی نئی ویب سائٹ OpenQuran.com کو مزید بہتر بنایا گیا ہے۔ الاسلام پر قرآن کریم پڑھنے اور سننے کیلئے جدید دیدہ زیب ReadQuran.app کے پہلے موبائل ورژن کا اجرا ہوا ہے۔ انگریزی زبان میں 330 اور اردو زبان میں 1000 کتب ویب سائٹ پر دستیاب ہیں۔ انگریزی زبان میں 6 نئی کتب Apple, Google, Amazon پر شائع کی گئی ہیں اب تک کل 91 کتب ان پلیٹ فارمز پر شائع ہو چکی ہیں۔ اردو اور انگریزی میں 17 نئی آڈیو کتب تیار کی گئی ہیں۔ اس طرح اب تک اردو میں 82 اور انگریزی میں 51 کتب کی آڈیو فائلز تیار ہو چکی ہیں۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

حضرت امام حسینؓ نے جن کے بارے میں حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ وہ سرداران بہشت میں سے ہیں، ہمیں صبر اور استقامت کا سبق دے کر ہمیں جنت کے راستے دکھا دیئے۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 نومبر 2012ء)

طالب دعا: افراد خاندان مکرم شکیل احمد گنائی صاحب مرحوم (دارالرحمت، جماعت احمدیہ ریشی نگر، کشمیر)

ارشاد حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس

ان دنوں میں یعنی محرم کے مہینہ میں خاص طور پر جہاں اپنے لئے صبر اور استقامت کی ہر احمدی دعا کرے، وہاں دشمن کے شر سے بچنے کیلئے رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي، کی دعا بھی بہت پڑھیں۔

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 23 نومبر 2012ء)

طالب دعا: محمد پرویز حسین اینڈ فیملی (گوروپالی-ساؤتھ) شانتی نکیتن (جماعت احمدیہ بیربھوم، بنگال)

العزیز کے خطبات جمعہ کل 20 زبانوں میں آڈیو اور ویڈیو میں دستیاب ہیں۔

اس کے بعد حضور پُرنور ایدہ اللہ تعالیٰ نے عربی، رشین، فرنچ، چینی، ترکش، سواحلی، انڈونیشین، سپینش ڈیسک کے تحت ہوانے والے کاموں کا ذکر فرمایا۔

حضور انور نے واقفین نو کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا اس وقت دنیا بھر میں واقفین نو کی کل تعداد 78 ہزار ہے۔ جس میں 45 ہزار 832 لڑکے اور 32 ہزار 168 لڑکیاں ہیں جبکہ امسال نئے درج ہونے والے واقفین نو کی تعداد 3519 ہے۔

فرمایا: MTA کے 16 ڈپارٹمنٹس ہیں اور 503 کارکنان ہیں جس میں 269 مرد اور 144 خواتین شامل ہیں۔ ایم ٹی اے افریقہ کے تحت 12 اسٹوڈیوز اور بیوروز قائم ہیں۔ 150 کارکنان یہاں کام کررہے ہیں۔ اللہ کے فضل سے ایم ٹی اے کے 8 چینلز 123 زبانوں میں 24 گھنٹے نشریات پیش کررہے ہیں۔ کینیا، روانڈا اور مایوٹ آئی لینڈ میں 3 نئے سٹوڈیوز بنے ہیں۔

فرمایا: اس وقت 25 ریڈیو اسٹیشن ہیں۔ مالی میں 15، برکینا فاسو میں 4، سیرالیون میں 3 اور تنزانیہ، گیمبیا، کانگو کنشاسا میں ایک ایک ریڈیو اسٹیشن ہے۔

مجلس نصرت جہاں کے تحت ہونے والے کاموں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ افریقہ کے 12 ممالک میں 37 ہسپتال وکلینک کام کررہے ہیں۔ 48 مرکزی اور 34 مقامی ڈاکٹرز خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ ایک ڈینٹل کلینک کا لائبیریا میں اجرا ہوا ہے۔ افریقہ کے 11 ممالک میں 615 پرائمری و مڈل اسکول ہیں جبکہ 10 ممالک میں 80 سیکنڈری اسکول کام کررہے ہیں۔ نائیجیریا میں پہلے احمدیہ کلینک کا اجرا ہوا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے امسال اب تک بیعتوں کی تعداد 1 لاکھ 76 ہزار 836 ہے۔ گزشتہ سال کی نسبت 51 ہزار 615 کا اضافہ ہے۔

اپنے خطاب کے آخر میں حضور انور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق دے اور تبلیغ کرنے اور اپنی حالتوں کو بدلنے کی بھی توفیق دے۔ اللہ تعالیٰ جو بھی کامیابیاں عطا فرما رہا ہے یہ تو محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ہمیں بھی کچھ نہ کچھ کوشش کرنی چاہئے اللہ تعالیٰ ہماری ذرا سی کوشش میں ضرور برکت ڈالے گا کیونکہ یہ اس کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ ہے۔ ہم میں سے وہ خوش قسمت ہیں جو اپنے عمل اور تبلیغ کے ذریعے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس مشن کو پورا کرنے کوشش کریں۔ دنیا میں دوبارہ اسلام غالب ہوگا اور اسلام کا ہی بول بالا ہوگا۔ آج دنیا جو اسلام کو تحقیر کی نظر سے دیکھتی ہے وہ دوبارہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدح کرے گی، آپؐ کے نغمے گائے گی اور آپؐ کے پیچھے چلنے میں اپنے لئے فخر محسوس کرے گی۔

حضور انور کا یہ ایمان افروز خطاب 6 بجکر 18 منٹ پر ختم ہوا جسکے بعد حضور انور جلسہ گاہ سے واپس تشریف لے گئے۔

(تیسرا دن۔ 7 اگست 2022 بروز اتوار)

تیسرے روز کا پہلا اجلاس ٹھیک صبح 10 بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم عبد اللہ واگس ہاؤزر صاحب امیر جماعت احمدیہ جرمنی نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ فضل ربی صاحب نے کی بعدازاں مکرم حفیظ احمد صاحب مربی سلسلہ نے نظم پڑھی۔

اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم فضل الرحمان ناصر صاحب مربی سلسلہ واستاذ جامعہ احمدیہ یوکے نے ”عائلی زندگی میں میاں بیوی کو صبر اور برداشت کی عادت ڈالنے کی ضرورت“ کے عنوان پر کی۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم ایاز محمود خان صاحب مربی سلسلہ ایڈیشنل وکالت تصنیف یوکے نے ”اطاعت خلافت کے حقیقی معانی اور اس کی برکات“ کے عنوان پر کی۔

اس کے بعد ایک نظم ہوئی اور نظم کے بعد مکرم مولانا عطاء المجیب راشد صاحب مبلغ انچارج و نائب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے ”مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کی غرض احیائے دین اور قیام توحید“ کے موضوع پر تقریر کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت احمدیہ یوکے نے کی۔ آپ کی تقریر کا عنوان تھا ”اسلامی حکومت کے سلسلہ میں حکمرانوں کیلئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نصائح“۔

تقریب عالمی بیعت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر سے قبل عالمی بیعت لی۔ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے 109 ممالک سے 160 رقوموں کے 1 لاکھ 76 ہزار 836 افراد احمدیت میں داخل ہوئے۔ بیعت کے بعد حضور انور نے اجتماعی دعا کرائی۔

اختتامی اجلاس سے قبل مکرم رفیق احمد حیات صاحب امیر جماعت یو۔کے کی صدارت میں ایک مختصر اجلاس منعقد ہوا جس میں جلسہ سالانہ کے متعلق معززین کی جانب سے بھجوائے گئے تہنیتی پیغامات وتاثرات میں سے بعض حاضرین کو سنائے گئے۔

اختتامی اجلاس

اختتامی اجلاس کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سوا 4 بجے جلسہ گاہ تشریف لائے اور اسٹیج پر رونق افروز ہوئے۔ مکرم مولانا عبد المومن طاہر صاحب انچارج عربک ڈیسک نے قرآن کریم کی تلاوت کی۔ اسکے بعد مکرم ربیع مفلح عودہ صاحب نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عربی منظوم کلام پیش کیا جس کا اردو ترجمہ مکرم حافظ سعید الرحمن صاحب مربی سلسلہ رشین ڈیسک نے سنایا۔ بعدازاں مکرم مصور احمد صاحب آف آسٹریا نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا اردو منظوم کلام خوش الحانی کے ساتھ سنایا۔

مکرم سیکرٹری صاحب تعلیم جماعت احمدیہ یو۔کے نے تعلیمی میدان میں نمایاں کامیابی حاصل کرنے والے کل 161 رطلباء کے نام پڑھ کر سنائے۔

بعدازاں مکرم امیر صاحب یو۔کے نے احمدیہ پیس پرائز کیلئے ڈاکٹر Tadatoshi Akiba آف جاپان کے نام کا اعلان فرمایا۔ یہ انعام انہیں آئندہ کسی پیس سمپوزیم میں دیا جائے گا۔

اسکے بعد 5 بجے کے قریب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اختتامی خطاب فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ اسلام نے مختلف لوگوں، طبقوں اور کل مخلوق کے جو حقوق قائم کئے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر مَیں نے 2019ء اور پھر 2021ء کے جلسہ سالانہ کی تقاریر میں کیا تھا لیکن جس تفصیل سے اللہ تعالیٰ نے ان حقوق کا ذکر فرمایا اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان حقوق کو قائم فرمایا ہے اور پھر جس طرح آپؐ کے غلام صادق حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے اس زمانے میں ان حقوق کی تفصیل بیان فرمائی ہے، کئی گھنٹوں میں بھی اسکا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔

آج بھی مَیں بعض حقوق کا ذکر کروں گا۔ اسلام کا یہ دعویٰ ہے کہ کسی مذہب نے اس تفصیل سے حقوق کو بیان نہیں کیا جس تفصیل سے اسلام نے بیان کیا ہے۔ جب کوئی انصاف پسند انسان اسلام کے بیان فرمودہ حقوق کو سنتا ہے تو اسلام کی خوبصورت تعلیم کا حسن نکھر کر اس کے سامنے آتا ہے چنانچہ انصاف پسند لوگ ہماری تقاریب میں بھی اس بات کا برملا اظہار کرتے ہیں۔

حضور انور نے سب سے پہلے مردوں اور عورتوں کے حقوق تفصیل سے بیان کئے۔ اس کے بعد حضور انور نے معاشرہ کے ایک کمزور طبقہ سوالی اور محروم کے حقوق کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ قرآن میں اللہ کے نزدیک اپنے مال کو کمزوروں اور ضرورت مندوں کی خاطر خرچ کرنے والے ہی متقی ہیں۔ ان میں اسیر اور لپٹ کر سوال نہ کرنے والے بھی شامل ہیں۔

حضور انور نے فرمایا محروم کے دوسرے معنی یہ ہیں کہ وہ سوال کر ہی نہیں سکتے۔ سوان معنوں کی رو سے وہ لوگ ہیں جو بوڑھے، گونگے، پردہ دار عورتیں یا بچے یا جانور ہیں جن کو زبان ہی نہ دی۔ تو ایسے لوگوں پر خرچ کرنا صدقے میں داخل ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اسلامی تعلیم کی عملی مثال قائم کرتے ہوئے اس زمانے کے امام کے مشن کو پورا کرنے میں مواعن ومددگار بن سکیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اب ہم دعا کریں گے۔ دعا میں بھی اپنے لئے، اپنے گھر والوں کیلئے، معاشرے کے محروم طبقے کیلئے، اسیران راہ مولیٰ کی رہائی کیلئے، دنیا بھر میں بسنے والے احمدیوں کیلئے، اس وبا کے جلد خاتمے کیلئے اور جلسے کے مہمانوں کی بخیریت واپسی کیلئے دعا کریں۔ اللہ کرے کہ اگلا جلسہ ہم مکمل طور پر آزادانہ ماحول میں پرانی رونقوں کے ساتھ منعقد کرسکیں اور اس کے فیض سے سب خواہش رکھنے والے فیض یاب ہوسکیں۔

اس کے بعد 6 بجکر 8 منٹ پر حضور انور نے دعا کروائی۔ دعا کے بعد حضور انور نے جلسہ کی حاضری کے متعلق فرمایا کہ امسال اللہ تعالیٰ کے فضل سے کل حاضری 26 ہزار 649 ہے۔ 11862 مرد، 10687 عورتیں، کارکنان 2600 جبکہ بچوں کی تعداد 1500 ہے۔ امسال 53 ممالک لائیو اسٹریمنگ کے ذریعہ اس جلسہ میں شریک ہوئے۔

دعا کے بعد جلسہ گاہ میں موجود مختلف گروپس نے ترانے پیش کئے۔ 6 بجکر 29 منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا تحفہ پیش کیا جس کے بعد یہ اجلاس اپنے اختتام کو پہنچا۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل لندن)

......☆......☆......☆......

اُذْكُرُوْا مَوْتَاكُمْ بِالْخَيْرِ

مکرم محمد رفیق احمد صاحب شوراپوری آف حیدرآباد کا ذکر خیر

(محمد کلیم خان، امیر ضلع حیدرآباد، صوبہ تلنگانہ)

مکرم رفیق احمد صاحب شوراپوری صدر حلقہ بشارت نگر کی وفات مورخہ 4 مارچ 2022 بروز جمعہ حیدرآباد میں 33 سال کی عمر میں ہوئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم مکرم شفیع احمد صاحب شوراپوری کے بڑے صاحبزادے تھے۔ بہت مخلص اور احمدیت کے فدائی تھے۔ نظام جماعت کی اطاعت کرنے میں ہمیشہ آگے آگے رہتے۔ صدر حلقہ بشارت نگر دو سال رہے اور بوقت وفات بھی صدر حلقہ کے اہم عہدہ پر خدمت بجا لا رہے تھے۔ بہترین خدام میں ان کا شمار ہوتا تھا۔ چار سال ناظم وقار عمل اور دو سال زعیم حلقہ کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ چار سال اپنے حلقہ کے محصل رہے۔ خدام الاحمدیہ کا چندہ بھی پوری لگن کے ساتھ وصول کیا کرتے تھے۔ اپنے حلقہ کے ہر خادم پر نظر رکھا کرتے۔ اگر کوئی خادم کچھ دن مسجد میں دکھائی نہ دیتا تو اس کو فون کرتے اور حال چال پوچھتے اور پیار کے ساتھ نماز کی طرف توجہ دلاتے۔ جو بھی خدمت ان کے سپرد کی جاتی بڑے اخلاص کے ساتھ کرتے۔ نماز باجماعت کے پابند اور خوش مزاج وخاموش طبیعت انسان تھے۔ جماعت کے جن گھروں میں ڈش خراب ہو جاتا بغیر معاوضہ کے فوری طور پر ٹھیک کردیتے۔ آدھار کارڈ برتھ سرٹیفکیٹ اور پاسپورٹ بنانے کا کام کیا کرتے تھے۔ احمدی احباب کے ساتھ بھرپور تعاون کرتے۔ مرکزی نمائندگان کی بہت عزت کرتے۔ ہر سال جلسہ سالانہ قادیان میں شامل ہوتے۔ 2021 کے جلسہ سالانہ میں باوجود اس کے کہ گردے میں پتھری کی وجہ سے شدید درد تھا شامل ہوئے۔ جلسہ سالانہ سے واپسی پر کہنے لگے کہ صحت ناساز ہونے کی وجہ سے دعا کا اچھی طرح موقع نہیں ملا دو مہینہ بعد پھر قادیان جاؤں گا۔ آپکی مالی وسعت اتنی نہیں تھی مگر پھر بھی اپنی استطاعت کے مطابق غرباء کی ہر ممکن مدد کرتے۔ ماہ فروری 2022 کے آخر پر پتہ چلا کہ آپ کو بلڈ کینسر ہے۔ زیادہ دن بیمار بھی نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی اور اپنے مولا حقیقی کے حضور حاضر ہوگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کے دادا مکرم محمد خواجہ صاحب شوراپوری حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے زمانے میں احمدی ہوئے تھے۔ والدین کے علاوہ ایک چھوٹے بھائی رخسار احمد شوراپوری اور دو بہنیں ہیں۔ گھر اور خاندان کے سبھی افراد احمدی ہیں اور نظام جماعت سے پوری طرح وابستہ ہیں۔ الحمد للہ۔ مرحوم موصی تھے۔ حیدرآباد سے قادیان آپ کا جنازہ لے جایا گیا۔ بہشتی مقبرہ قادیان میں مورخہ 6 مارچ 2022 کو تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ اپنے قرب خاص میں جگہ دے۔ آپ کے گھر والوں کو صبر جمیل کی توفیق دے اور ان کی نیکیاں زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

LOVE FOR ALL HATRED FOR NONE
RSB Traders & whole seller

Specialist in Teddy Bear Ladies & Kids items, All Types of Bags & Garments items
Branch: Aroti Tola Po muluk Bolpur-Birbhum
Head office: Q84 Akra Road Po.Bartala, Kolkata-18
Mob: 9647960851 9082768330
طالب دعا: جان عالم شیخ
(جماعت احمدیہ شانتی نکیتن، بولپور، بیربھوم۔ بنگال)

خطاب حضور انور

وہ مبارک بیج جو آج سے سَو سال پہلے بویا گیا تھا آج نہ صرف یہ کہ اس کی جڑیں زمین میں مضبوطی سے قائم ہیں بلکہ وہ اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ اسکے شیریں ثمرات سے ساری دنیا مستفید ہو رہی ہے

43ویں مجلسِ شوریٰ جماعت احمدیہ برطانیہ کے اختتامی اجلاس سے سیّدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا بصیرت افروز خطاب (اردو ترجمہ)

فرمودہ مورخہ 22/مئی 2022ء بمقام طاہر ہال مسجد بیت الفتوح مورڈن (سرے) یو.کے

تشہد، تعوذ، تسمیہ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

گذشتہ دو برس سے کورونا وائرس کی عالمی وبا کی وجہ سے دنیا بھر میں تقریبات پر پابندی تھی اور بہت ہی محدود سطح پر ان کا انعقاد ہو رہا تھا۔ ہماری جماعتی تقریبات بھی ان پابندیوں سے بڑی شدید متاثر ہوئیں گو کہ پچھلے دو سالوں میں یو کے جماعت اور بعض دیگر ممالک نے بھی مجالسِ شوریٰ کا انعقاد ورچوئل طریق پر کیا تاہم ان مجالسِ شوریٰ کا ایجنڈا عام روایتی مجالس کی نسبت بہت ہی محدود تھا۔ پس آج اس اعتبار سے نہایت خوشی اور مسرت کا موقع ہے کہ کم و بیش تین برس بعد خدا تعالیٰ کے فضل سے یو کے جماعت مجلسِ شوریٰ کا انعقاد روایتی طریق سے کر رہی ہے اور ممبرانِ شوریٰ یہاں موجود ہیں۔ اسی طرح کینیڈا، جرمنی اور امریکہ سمیت بعض دیگر ممالک میں بھی مجالسِ شوریٰ کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔

الحمد للہ! اس سال مجلسِ شوریٰ کے قیام کو بھی سَو سال مکمل ہو رہے ہیں چنانچہ مجھے امید ہے کہ تمام ممبران نے اس اہم سنگِ میل کے موقعے پر شوریٰ کے قیام کے مقاصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے ان پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی ہوگی۔ شوریٰ کا نظام اپنی تاسیس سے لے کر اب تک نئی سے نئی بلندیوں کو چھوتے ہوئے نہایت مضبوط طریق پر استوار ہو چکا ہے۔ جماعتی تاریخ پر ایک سرسری نگاہ ڈالنا ہی اس حقیقت کو آشکار کرنے کیلئے کافی ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائید و نصرت ہمیشہ شاملِ حال رہی ہے۔ خدا تعالیٰ کی مدد کے سہارے ہی ہماری جماعت ہر میدان میں کامیابی سے ہم کنار ہوتی رہی ہے اور یہی بات نظامِ شوریٰ کے معاملے میں ہے۔ وہ مبارک بیج جو آج سے سَو سال پہلے بویا گیا تھا آج نہ صرف یہ کہ اسکی جڑیں زمین میں مضبوطی سے قائم ہیں بلکہ وہ اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ اسکے شیریں ثمرات سے ساری دنیا مستفید ہو رہی ہے۔

وہ تمام ممالک جہاں جماعت کا انتظامی ڈھانچہ جو ''نظامِ جماعت'' کہلاتا ہے مضبوطی سے قائم ہے وہاں مجالس شوریٰ کا انعقاد بھی ہوتا ہے اور یہ نظام اپنے قدم مضبوطی سے جماتا چلا جا رہا ہے۔ یو کے میں جماعت کا قیام سَو سال سے بھی پہلے ہوا تھا تاہم یہاں مجلسِ شوریٰ کا باقاعدہ قیام کئی دہائیوں بعد حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی ہجرت کے بعد ہوا اور تب سے یہ سلسلہ صحیح خطوط پر اور مؤثر انداز میں جاری ہے۔ میرے نزدیک اللہ تعالیٰ کے فضل سے یو کے میں اب مجلسِ شوریٰ انتظامی اعتبار اور طریقہ کار کے لحاظ سے نہایت عمدہ طریق پر استوار ہے۔ مجھے امید ہے کہ یورپ، امریکہ، کینیڈا اور افریقہ کی بڑی بڑی جماعتیں جہاں مشاورت منعقد ہو رہی ہے اور جو اس اجلاس میں ہمارے ساتھ شریک ہیں؛ وہاں بھی یہ نظام مستحکم بنیادوں پر قائم ہوگا۔

ممبرانِ شوریٰ کا انتخاب، شوریٰ کے قواعد کے مطابق ہوا کرتا ہے۔ اسی طرح ایک مخصوص طریق کے مطابق تجاویز جمع کی جاتی ہیں اور اُن تجاویز میں سے جو منظور ہوں انہیں غور و فکر اور مشورے کیلئے ایجنڈے میں شامل کیا جاتا ہے۔ پھر مشاورت کے موقعے پر سب کمیٹیاں (Sub Committees) قائم ہوتی ہیں جہاں زیرِ غور تجاویز پر عرق ریزی کے ساتھ تمام پہلوؤں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بحث کی جاتی ہے اور پھر مکمل ایوان کے سامنے مجوزہ لائحہ عمل مزید غور و فکر اور مشاورت کیلئے پیش کیا جاتا ہے۔ اس مرحلے پر نمائندگانِ شوریٰ حتمی اتفاقِ رائے پیدا ہونے تک زیرِ غور تجاویز پر بحث کرتے اور ان کا تجزیہ کرتے ہیں۔

پس جہاں تک طریقہ کار کا تعلق ہے اس میں تو کافی حد تک پختگی آچکی ہے تاہم میرے نزدیک یہ بات کسی قدر قابلِ فکر ہے کہ بعض عہدے دار اور ممبرانِ شوریٰ کو مشاورت کے طریقہ کار اور اپنی ذمہ داریوں نیز اس اعتماد کا جو اُن پر کیا گیا ہے ابھی تک پوری طرح ادراک نہیں۔

اس حوالے سے یہ بات ہمیشہ یاد رکھیں کہ مجلسِ شوریٰ عام دنیاوی پارلیمان یا اسمبلی سے بالکل مختلف ہے۔ اگر ہم دنیاوی پارلیمان یا اسمبلیوں کی کارروائیوں پر نگاہ ڈالیں تو ہمیں نظر آئے گا کہ وہاں نہ ختم ہونے والی بے نتیجہ بحث و تمحیص کا ایک سلسلہ جاری رہتا ہے۔ یہ لاحاصل بحث ممبران کے درمیان تلخ کشیدگی اور تنازعات میں اضافے کا باعث بنتی ہے۔ پھر جیسا کہ ہم آج کل بھی دیکھ رہے ہیں کہ اکثر و بیشتر یہ کشیدگی افراد سے بڑھ کر قوموں کے درمیان بھی دوریوں کا باعث بن جاتی ہے۔ ان سیاسی ایوانوں کا طریقہ کار بالعموم یوں ہے کہ ہر معاملے میں دو گروہ ہوا کرتے ہیں جو اپنی اپنی متضاد آراء اور ایجنڈے کے حامی ہوتے ہیں۔ پھر ہر گروہ کے ممبران کی یہی کوشش ہوتی ہے کہ کسی نہ کسی طرح ان کی تجویز کردہ پالیسیوں اور خیالات کا اطلاق ہو سکے۔ اس کوشش میں یہ امر بھی پیشِ نظر نہیں رہتا کہ دوسرے گروہ کی رائے اور مشورے میں کتنا وزن ہے، صرف یہی کوشش ہوتی ہے کہ میری پارٹی کی اور میری ذاتی رائے اور خواہشات کسی بھی طرح لاگو ہو جائیں۔ حتیٰ کہ طاقت اور اقتدار کی خواہش بسا اوقات عوامی فلاح و بہبود پر بھی حاوی ہو جاتی ہے۔ ان عام دنیاوی پارلیمان کے ممبران کی خواہش اور کوشش یہی ہوتی ہے کہ وہ اپنی انفرادی شخصیت کو اجاگر کر سکیں، اس کیلئے وہ بسا اوقات انصاف اور حقیقت سے ہٹ کر بھی رائے کا اظہار کر رہے ہوتے ہیں۔ ان دنیاوی سیاسی ایوانوں کی تو یہی حقیقت ہے کہ ان کے ممبران کیلئے ملک و قوم کے وسیع تر مفادات اور سچائی یا انصاف اولین ترجیح ہوا ہی نہیں کرتے۔ اسکے برعکس ان کی وابستگی اور وفاداری اپنی سیاسی جماعت اور اپنی ذات تک محدود ہوتی ہے۔ الحمد للہ! ہماری مجلسِ شوریٰ جیسا کہ مَیں نے کہا ان دنیادار پارلیمانوں سے یکسر مختلف ہے۔ مجلسِ شوریٰ ایک ایسا مشاورتی ادارہ ہے جو اپنی اعلیٰ روایات اور مضبوط بنیادی ڈھانچے کی وجہ سے دوسری تمام دنیاوی پارلیمان اور کانگریس وغیرہ سے زیادہ افضل ہے۔ مگر اس کی یہ افضلیت اسی بنا پر قائم رہ سکتی ہے کہ جب اس کے ممبران کے اخلاق اور رویّے مثالی ہوں۔ اُنکی رائے صداقت پر مبنی اور دھوکہ دہی اور سیاسی ہیر پھیر سے مبرّا ہو۔

یاد رکھیں کہ شوریٰ کا بنیادی مقصد وہ سفارشات پیش کرنا ہے کہ جو امامِ وقت حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مشن کو آگے بڑھانے والی ہوں۔ وہ امام مہدی کہ جس کی بعثت کا مقصد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عظیم الشان اور حیات آفرین تعلیمات کا احیائے نَو ہے۔ آپؑ کا مشن اسلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پیغام کو دنیا کے کناروں تک پہنچانا ہے۔ پس بطور ممبرانِ شوریٰ یہ آپ سب کی ذمہ داری ہے کہ خلیفۂ وقت جو تمام جماعت کیلئے بمنزلہ روحانی باپ کے ہے اُسے صحیح اور صائب مشورہ دیں۔ پھر خلیفۂ وقت آپ کے مشوروں پر اس بنیادی مقصد کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے غور کرے گا کہ جو بھی پالیسیاں اور منصوبے ترتیب دیے جائیں وہ اسلام کے پیغام کو دنیا تک پہنچانے کیلئے مفید ہیں۔ ایسے پروگرام اور پالیسیاں جن کے نتیجے میں بنی نوع انسان اپنے خالق کو پہچاننے اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے والے بنیں۔

مجھے امید اور توقع ہے کہ آپ تمام ممبران نے اپنی اس ذمہ داری کو اخلاص اور خوش اسلوبی کے ساتھ نبھایا ہوگا۔ اس حوالے سے چونکہ خلیفۂ وقت کی طرف سے بے شمار مواقع پر ممبرانِ شوریٰ اور عہدے داروں کو توجہ دلائی جاتی رہی ہے لہٰذا اس معاملے میں تساہل یا کسی طرح کے عذر کی کوئی گنجائش نہیں۔ یاد رکھیں کہ آپ یہاں کسی دنیاوی مقصد کیلئے اکٹھے نہیں ہوئے بلکہ آپ دینِ اسلام کو دنیا میں پھیلانے کی تجاویز سوچنے کیلئے جمع ہوئے ہیں۔ آپ سب کو یہ بات پیشِ نظر رکھنی چاہیے کہ مجلسِ شوریٰ بنیادی طور پر ایک متحد ادارہ ہے جس کا ایک ہی مشترکہ مقصد ہے، جب یہ بات آپ کے سامنے رہے گی تو آپ اپنی ذمہ داریوں کو مکمل سنجیدگی اور دیانت داری سے ادا کرنے والے بنیں گے۔ اگر اس روح کے ساتھ آپ مجلس مشاورت میں شامل ہو رہے ہوں گے تو آپ کو کبھی یہ خیال نہیں آئے گا کہ محض آپ کا ہی مشورہ درست ہے یا آپ کی رائے دوسروں سے زیادہ مفید اور باوزن ہے۔ اسی روح کے ساتھ آپ دنیادار سیاسی جماعتوں کے برعکس جتھے بندیوں سے بھی محفوظ رہیں گے۔ اگر یہ ہوگا تو تب ہی آپ اس حقیقت کو سمجھ سکیں گے کہ بطور عہدے دار اور ممبر مجلسِ شوریٰ ہم سب کا ایک ہی مطمحِ نظر اور ایک ہی مقصد ہے اور وہ یہ کہ ہم سب نے خدائے واحد و یگانہ کے دین کی خدمت کرنی ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ اب تو ہر اس ملک میں جہاں نظامِ جماعت فعال ہے وہاں مجلسِ شوریٰ کا نظام بھی قائم ہے۔ بہر حال یہ کہنا تو درست نہ ہوگا کہ ہر جگہ پر مجالسِ شوریٰ کی کارروائی مکمل طور پر درست اور کمیوں کوتاہیوں سے مبرّا ہو چکی ہے۔ بدقسمتی سے بعض مواقع پر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بعض ممبران بحث برائے بحث کرتے ہیں یا معمولی باتوں پر وقت ضائع کرتے ہیں جس سے اصل معاملات کو آگے بڑھانے میں کوئی مدد نہیں ملتی۔ بعض ایسی مثالیں بھی ہیں کہ بعض ممبران اس خیال کا اظہار کرتے ہیں کہ دوسرے ممبرانِ شوریٰ جو اُن کی رائے سے اتفاق نہ کرتے ہوں وہ مثبت سوچ اور اخلاص کے ساتھ مشاورت میں شامل نہیں ہو رہے۔ پس جو باتیں مَیں نے بیان کی ہیں ان کی روشنی میں مجھے امید ہے کہ آپ میں سے کوئی ایک بھی ایسا نہیں ہوگا جو اپنی انا کی تسکین کی خاطر یا محض اپنی علمی برتری کے اظہار کیلئے بے مقصد بحث و تمحیص میں الجھا ہو۔ مَیں توقع رکھتا ہوں کہ آپ سب نے جو بھی تجویز اور مشورہ دیا ہوگا وہ خوفِ خدا اور تقویٰ کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے نیز مجلس مشاورت کے حقیقی مقصد کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے دیا ہوگا۔ اور وہ مقصد کیا ہے؟ یہی کہ اسلام کے پیغام کو تمام لوگوں اور دنیا کی تمام اقوام تک پہنچایا جائے۔

جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ اس سال مجلس مشاورت کے سَو سال پورے ہو رہے ہیں۔ پس ایسے مواقع پر ماضی کا جائزہ لینا نہایت اہم ہے تا کہ ہم خدا کے ان بے انتہا فضلوں کو یاد کر سکیں جو ہمیشہ ہمارے شاملِ حال رہے ہیں۔ اگر ہم پہلی مجلس مشاورت جو

1922 میں ہوئی تھی، اس وقت کا جائزہ لیں تو اس وقت تمام جماعت کا کُل بجٹ جو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے بیان فرمایا وہ محض 55 ہزار روپے تھا جو آج افراطِ زر کے باوجود کسی طرح بھی ڈیڑھ دو لاکھ پاؤنڈ سے زیادہ نہیں بنتا۔ لیکن آج محض اور محض خدا تعالیٰ کے فضل سے صرف یوکے جماعت کا سالانہ بجٹ ہی کئی ملین پاؤنڈ زہے۔ اسی طرح کینیڈا، جرمنی اور امریکہ وغیرہ جماعتوں کا بجٹ بھی ہے۔

ہماری جماعت پر خدا تعالیٰ کے لامتناہی افضال اور بے شمار برکتوں کا نزول ایک ایسی حقیقت ہے جس سے کوئی شخص انکار نہیں کرسکتا۔ ایک وہ زمانہ تھا جب جماعت کے پاس اتنے وسائل بھی نہ تھے کہ واقفینِ زندگی کو بنیادی گزارہ الاؤنس دیا جاسکتا۔ ایسے مشکل وقت میں اُن واقفین نے صبر اور توکل علی اللہ کے غیر معمولی معیار قائم کیے۔ انہوں نے اور اُن کے اہلِ خانہ نے بھوک کی سختیاں برداشت کیں مگر کبھی یہ شکایت نہیں کی کہ ہمیں مشاہرے یا وظائف وقت پر کیوں نہیں مل رہے۔ انہوں نے بڑی سادگی کے ساتھ گزارے کیے اور وقف کو اس کی حقیقی روح کے ساتھ نبھایا مگر ان سختیوں اور نامساعد حالات کے باوجود اپنے کام میں کبھی رکاوٹ نہیں آنے دی۔ ہم اُن واقفین کی عظیم قربانیوں کو کبھی فراموش نہیں کرسکتے، بلکہ ان واقفین نے جو معیار قائم کیے وہ آج کے واقفینِ زندگی اور عہدے داروں اور ممبرانِ شوریٰ سب کیلئے مثال ہیں۔ ہر احمدی کو ہمیشہ اس بات پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہنا چاہیے کہ اس حقیقت کے باوجود کہ ممبرانِ جماعت کی جانب سے چندہ جات کی ادائیگی ویسی معیاری نہیں جیسا کہ اس کا حق ہے مگر خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے مالی حالات اب پہلے کی نسبت بہت بہتر ہیں۔

اب وہ صورتِ حال نہیں کہ ہمارے پاس مساجد کی تعمیر کیلئے رقم نہ ہو، یا جماعتی لٹریچر کی نشر و اشاعت کیلئے وسائل نہ ہوں۔ اب ایسی تنگی کا سامنا نہیں کہ ممبرانِ شوریٰ کو ہمارے تبلیغی منصوبوں کیلئے وسائل کی دستیابی دشوار ہو۔ اب ایسی مشکلات کا سامنا نہیں کہ ہم اپنے مستقل کارکنان کو ان کے الاؤنس نہ دے سکتے ہوں۔ کہاں وہ وقت کہ جماعت کے پاس صدر انجمن احمدیہ کا خرچ پورا کرنے کے وسائل نہ تھے اور کہاں یہ کہ اب کئی ممالک میں اسلام کی ترقی و ترویج کے ایک ایک منصوبے کیلئے کافی وسائل موجود ہیں۔

پس ہمیں اپنی اپنی ذات میں اس بات پر غور کرنا چاہیے کہ کیا آج ہم میں قربانی اور صبر و استقامت کا وہی جذبہ ہے جس کا مظاہرہ ہم سے پہلوں نے کیا تھا۔ کیا اسلام کی خدمت کیلئے ہم بھی اسی عزم و حوصلے سے سرشار ہیں جو ہم سے پہلوں میں پایا جاتا تھا۔ ہر عہدے دار اور ممبر شوریٰ کو اس بات پر غور کرنے کی ضرورت ہے کہ کیا اسلام کی خاطر ہم واقعی ہر ایک قربانی کیلئے تیار ہیں یا عہد میں دہرائے جانے والے الفاظ محض کھوکھلے اور بے معنی دعوے ہیں۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ ہم سب اس بات کے گواہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے افضال اور اس کی رحمتیں بارش کی طرح ہماری جماعت پر برس رہی ہیں، الحمدللہ! اب ہمارے پاس اتنے مالی وسائل موجود ہیں کہ ہم تمام دنیا میں تبلیغی سرگرمیوں اور منصوبوں کو جاری رکھ سکتے ہیں۔ مساجد تعمیر کرسکتے ہیں، مشن ہاؤسز بنا سکتے ہیں تاکہ دوسروں تک اسلام کا پیغام پہنچا سکیں اور ممبرانِ جماعت کی اخلاقی اور روحانی تربیت کا سامان کرسکیں۔ بہت سے احمدی محض خدا تعالیٰ کی خاطر مالی قربانیوں میں آگے سے آگے قدم بڑھا رہے ہیں، چندہ عام اور دیگر چندہ جات کے علاوہ انفرادی طور پر غریب ممالک میں مساجد کی تعمیر کیلئے بڑھ چڑھ کر مالی قربانیاں پیش کر رہے ہیں۔ یہاں یوکے میں جب چند سال پہلے بیت الفتوح کے احاطے میں آگ لگنے کا واقعہ ہوا تب سے برطانیہ کی جماعت بیت الفتوح کامپلیکس کی تعمیرِ نو کیلئے مسلسل قربانی کر رہی ہے۔ مالی اعتبار سے یہ ایک بہت بڑا منصوبہ تھا جسکا برطانیہ کی جماعت نے بیڑا اٹھایا، گوکہ بعض دوسرے ممالک کے مخلصین نے بھی اس سلسلے میں مالی اعانت کی تاہم اس منصوبے کیلئے کثیر سرمایہ برطانیہ کی جماعت خود فراہم کررہی ہے۔

خدا تعالیٰ کے ان شان دار فضلوں اور احبابِ جماعت کی قربانی کے نمونوں کو دیکھتے ہوئے آپ سب کے سر خدا تعالیٰ کے حضور شکرانے کے جذبات سے جھک جانے چاہئیں۔ نہ یہ کہ ان قربانیوں کو سیکریٹری مال یا سیکریٹری تحریکِ جدید یا وقفِ جدید کے سیکریٹری یا بعض کمیٹیوں کی کارکردگی گردانا جائے۔ آپ سب کو یہ بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس طرح کے وسیع منصوبے خدا تعالیٰ کے غیر معمولی فضلوں اور احبابِ جماعت میں خدا کی طرف سے سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے مشن کی تکمیل کیلئے پیدا کردہ قربانی کی روح کے ذریعہ ہی ممکن ہیں۔

اسی طرح یہ بات بھی ہر عہدے دار اور ہر احمدی کو ہمیشہ یاد رکھنی چاہیے کہ صرف مالی قربانیاں کرکے ہم اپنی روحانی اور اخلاقی ذمہ داریوں سے بری الذمہ نہیں ہوسکتے۔ نہ ہی ممبرانِ شوریٰ اس غلط فہمی کا شکار ہوں کہ آج مشاورت میں اپنی رائے کا اظہار کرنے کے بعد ان کی ذمہ داری ختم ہوگئی۔ یہ خیال مت کریں کہ محض بجٹ یا شوریٰ کی دیگر تجاویز پر بحث کرکے یا تبلیغ اور تربیت یا دیگر پروگراموں کیلئے رقم مختص کرکے آپ اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برا ہوگئے ہیں بلکہ آپ کو اب اپنے روحانی اور اخلاقی معیاروں کو مسلسل بڑھاتے چلے جانے کیلئے کوشاں رہنا ہوگا۔ اپنے آپ کو خدا کے حضور عاجزی اور انکساری اختیار کرتے ہوئے دعاؤں میں جھکاتے چلے جانا ہوگا تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی کمیوں اور کوتاہیوں سے صرفِ نظر فرمائے اور جو بھی منصوبے آپ نے تجویز کیے ہیں وہ خلیفۂ وقت کی منظوری کے بعد بہترین رنگ میں پایۂ تکمیل کو پہنچ سکیں۔

مزید براں ہر عُہدے دار اور ممبر شوریٰ کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ دیگر افرادِ جماعت کو اس طرف توجہ دلائے کہ دینی فرائض کی ادائیگی کیلئے صرف مالی قربانی پیش کردینا کافی نہیں، بلکہ ان کی یہ قربانیاں حقیقت میں خدا تعالیٰ کے فضلوں کا وارث بننے والی تب ہی ہوں گی جب وہ اپنے اخلاقی اور روحانی معیاروں کو مسلسل بلند کرنے کیلئے کوشش کریں گے۔ یہی وہ واحد طریقہ ہے جس پر عمل پیرا ہوکر احبابِ جماعت خدا تعالیٰ کے فضلوں کے مورد بن سکتے ہیں۔

اگر تمام احمدی مسلمان اس جذبے کے ساتھ قدم اٹھائیں گے تو یقیناً ہمارا تعلق خدا تعالیٰ کے ساتھ انفرادی اور اجتماعی سطح پر مضبوط ہوگا اور ہم خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرتے چلے جائیں گے۔ اگر ہم اُسکی راہ میں کوشش کریں گے تو یقیناً خدا تعالیٰ کی لازوال برکتوں اور رحمتوں کو جذب کرنے والے ٹھہریں گے۔ پس آپ سب کو یہ دعا کرتے رہنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ شوریٰ کی تمام تجاویز اور سفارشات میں برکت ڈالے۔ پھر یہ نہ ہو کہ آپ صرف دفتری یا انتظامی معاملات میں ترقی کرنے والے ہوں بلکہ اس سے کہیں بڑھ کر اہم بات یہ ہے کہ آپ مسلسل یہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کا شمار ان لوگوں میں ہو جن کی عبادتوں کے معیار بڑھتے چلے جاتے ہیں اور جو اخلاقی اور روحانی لحاظ سے دوسروں کیلئے مثال بن جاتے ہیں۔ اگر آپ اپنی زندگیوں کو اس رنگ میں گزاریں گے تو نہ صرف اسلام کا حقیقی پیغام دنیا تک پہنچانے کے اعتبار سے بلکہ افرادِ جماعت کی اخلاقی تربیت کے حوالے سے بھی لوگ طبعاً آپکی طرف کھنچتے چلے آئیں گے۔ اگر تمام افرادِ جماعت اپنی روحانی اصلاح کی کوشش کرنے والے بن جائیں تو یقیناً تبلیغ کے نئے سے نئے دروازے کھلتے چلے جائیں گے اور اسلام کا پیغام دنیا تک پہنچانے کے راستے خودبخود ابھرنے لگیں گے۔

جہاں تک تبلیغ اور تربیت کا تعلق ہے تو اس موقعے پر مَیں نمائندگان مجلس مشاورت کی توجہ قرآن کریم اور تمام جماعتی لٹریچر کی نشر و اشاعت کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ ایک زمانہ تھا جب ہمارے پاس کافی وسائل موجود نہ تھے کہ ہم قرآن کریم اور دیگر کتابوں کو بڑی تعداد میں شائع کرسکتے تاہم اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر سال جماعت ہزاروں لاکھوں کی تعداد میں کتابیں اور اخبارات و رسائل اور پیمفلٹس شائع کر رہی ہے۔ مثلاً اسی سال حضرت مولانا شیر علی صاحبؓ کے انگریزی ترجمے کے ساتھ قرآن کریم کا عربی متن نہایت دل کش انداز میں شائع کیا گیا ہے۔ اسی طرح حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ کا قرآن کریم کا لفظی اردو ترجمہ بھی بڑی تعداد میں شائع کیا جارہا ہے۔ پھر اسکے علاوہ حدیث کی کتابیں، سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ اور خلفائے سلسلہ کی تصانیف اور دیگر بہت سی کتابوں کو شائع کیا جارہا ہے۔

پہلے وقتوں میں ہمیں لٹریچر کی اشاعت کے سلسلے میں مشکلات کا سامنا تھا۔ اب جبکہ ہمارے پاس یہ لٹریچر وافر موجود ہے تو وکالت اشاعت کی رپورٹ کے مطابق مختلف ممالک کی جماعتیں اور احبابِ جماعت انفرادی طور پر بھی اس لٹریچر کو خرید کر اور تقسیم کرکے اُس طرح فائدہ نہیں اٹھا رہے جیسا کہ اس سے فائدہ اٹھانے کا حق ہے۔ جماعت کے مرکزی سٹور میں لٹریچر کا بہت سا سٹاک لمبے عرصے تک پڑا رہتا ہے۔ اسی طرح مختلف ممالک کو جو لٹریچر بھجوایا جاتا ہے، میرا تاثر یہی ہے، کہ وہ بھی صحیح طور پر استعمال نہیں ہوتا اور اکثر و بیشتر سٹورز میں پڑا گرد آلود ہوتا رہتا ہے۔ چاہیے تو یہ کہ مختلف ممالک کی طرف سے اس تیزی کے ساتھ مزید لٹریچر کا تقاضہ ہو کہ وکالت اشاعت کو مشکل پڑ جائے۔ کتابوں کی اشاعت اور ترسیل کے حوالے سے انصاف کا تقاضہ تو یہ ہے کہ یہ تمام لٹریچر مرکزی سٹور اور مختلف ممالک کے سٹورز سے ہاتھوں ہاتھ فروخت ہوکر تمام احمدیوں کے گھروں اور زیرِ تبلیغ احباب کے پاس پہنچ جائے۔

جماعت برطانیہ اور دیگر جماعتیں جو بھی میرے اس خطاب کو سن رہی ہیں وہ اس بات کا پختہ ارادہ کریں کہ آئندہ لٹریچر کی تقسیم اور ترسیل کیلئے وہ پہلے سے بڑھ کر کوشش کریں گی۔ لٹریچر کا پھیلاؤ عوام الناس میں اس منظم رنگ میں ہونا چاہیے کہ جماعت کے تعارف، تعلیمات اور عقائد سے معاشرے کا ہر طبقہ پورے طور پر واقف ہوجائے۔ آپ کو چاہیے کہ جماعتی کتب کو خریدنے، پڑھنے اور دوست احباب میں تقسیم کرنے کے حوالے سے افرادِ جماعت کی بھرپور حوصلہ افزائی کریں۔

پھر ہمیں آج کے زمانے کے مطابق مختلف آن لائن (online) اور سماجی رابطے (Social Media) کے ذرائع کو بھی جماعت کے تعارف کو پھیلانے اور طول و عرض میں پہنچانے کیلئے بروئے کار

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

خدا کے قولِ سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو ✡ وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

ملائک جس کی حضرت میں کریں اقرارِ لاعلمی ✡ سخن میں اُسکے ہمتائی، کہاں مقدور انساں ہے

طالب دعا: آٹو ٹریڈرز (16 مینگو لین کلکتہ 70001) دکان: 2248-5222 رہائش: 2237-8468

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں:

بنا سکتا نہیں اِک پاؤں کیڑے کا بشر ہرگز ✡ تو پھر کیونکر بنانا نورِ حق کا اُس پہ آساں ہے

ارے لوگو! کرو کچھ پاس شانِ کبریائی کا ✡ زباں کو تھام لو اب بھی اگر کچھ بُوئے ایماں ہے

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، ننگل باغبانہ، قادیان

لانا چاہیے۔تمام افرادِ جماعت کی حوصلہ افزائی کی جانی چاہیے کہ وہ ایم ٹی اے اور دیگر آن لائن جماعتی ذرائع ابلاغ پر دستیاب مواد سے نہ صرف خود استفادہ کریں بلکہ اپنے جاننے والوں کو بھی اس سے متعارف کرائیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایم ٹی اے اور الاسلام کے ذریعے ہر سال ہزاروں افراد احمدیت سے متعارف ہوتے ہیں اور ان میں سے بہت سی نیک اور سعید فطرت روحیں احمدیت یعنی حقیقی اسلام میں داخل ہوجاتی ہیں۔ پس ایم ٹی اے کو محض ایک تربیتی چینل خیال نہ کریں بلکہ یہ تبلیغ کے میدان میں بھی بہت اہم اور وسیع کردار ادا کر رہا ہے۔ گوکہ غیراز جماعت احباب تک پیغام پہنچانے کے سلسلے میں اب بھی ایم ٹی اے کی پوری صلاحیت بروئے کار نہیں لائی جا رہی۔ لہٰذا نمائندگانِ شوریٰ اور متعلقہ عُہدے داروں کو چاہیے کہ جامع منصوبہ بندی اور مشترکہ کوشش کے ذریعے ایم ٹی اے اور الاسلام وغیرہ ویب سائٹس کو غیراز جماعت احباب اور غیر مسلموں تک پہنچانے کیلئے اقدامات کریں۔

آخر میں یاددہانی کے طور پر مَیں اپنی اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ اگر آپ عہُدے داران اور ممبرانِ شوریٰ پوری لگن اور عاجزی اور اللہ تعالیٰ کے حضور جھکتے ہوئے، اُس سے دعائیں مانگتے ہوئے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کریں گے تو یقیناً اللہ تعالیٰ کی مدد اور اسکے فضل پہلے سے بڑھ کر بارش کے قطروں کی طرح جماعت پر نازل ہوں گے۔ اس طرح آپ اسلام کا پیغام ایک نئے جذبے کے ساتھ پھیلانے کیلئے باقی احمدیوں کے سامنے ان شاءاللہ ایک مثال بن رہے ہوں گے۔

آج ہمارے بعض مخالفین احمدیوں پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ یہ کہتے کچھ ہیں اور کرتے کچھ ہیں اور یہ کہ اِن کے عقائد اور عمل کا اسلام سے دُور کا بھی تعلق نہیں۔ بے شک یہ سب بے بنیاد الزامات ہیں لیکن، یہ ہمیں اس بات کا احساس دلانے والے ہیں کہ ہمارے قول و فعل میں معمولی سا بھی تضاد نہیں ہونا چاہیے اور یہ کہ ہمارے تمام عمل اور تمام افعال اسلامی تعلیمات کے مطابق ہونے چاہئیں۔

آج جبکہ دنیا سے امن و امان تقریباً معدوم ختم ہو چکا ہے، اور دنیا تباہی کے کنارے پر کھڑی ہے، ایسے میں انسانیت کیلئے تباہی سے بچنے کا واحد راستہ یہی ہے کہ بنی نوع انسان اپنے پیدا کرنے والے خدا کو پہچانے اور اس کی طرف متوجہ ہو۔ لہٰذا یہ ہماری اوّلین ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی اپنی قوموں کی راہ نمائی کریں انہیں اس خوابِ غفلت سے جگائیں اور انہیں اللہ تعالیٰ کے حقوق اور ایک دوسرے کے حقوق ادا کرنے کی اہمیت سے آگاہ کریں۔ مگر یہ تب ہی ہوسکتا ہے جب ہم خود اپنی ذات میں اُن تعلیمات پر عمل پیرا ہوں، اُن اقدار کو اپنانے والے ہوں جو ہمیں قرآن کریم اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور اس زمانے میں سیدنا حضرت مسیح موعودؑ نے سمجھائی ہیں۔

پس چاہیے کہ ہم اپنی پوری طاقت اور پورے زور کے ساتھ اس بات کو یقینی بنائیں کہ جہاں تک ممکن ہے احمدیت کا یہ پیغام زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچے، تاکہ لوگ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی بعثت کے مقصد کو سمجھ سکیں۔ اگر یہ ہوگا تو تب ہی ہم مجلسِ شوریٰ کے مقاصد کو حاصل کرنے والے بن رہے ہوں گے، اور تب ہی آپ حقیقی معنوں میں خلیفۂ وقت کے سلطانِ نصیر بن رہے ہوں گے جو ہر لمحہ جماعت کو اُن راہوں کی طرف راہ نمائی کرتا ہے جن پر قدم مارنے سے اسلام احمدیت کا پیغام پھیلانے کا یہ فریضہ نئی سے نئی بلندیوں کو حاصل کرسکتا ہے۔ تب ہی آپ اپنے اس فرض کو ادا کرنے والے ہوں گے کہ دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تمام احمدی خلیفۂ وقت کے ہاتھ کے نیچے اسلام اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اُس فیصلہ کُن روحانی فتح کی طرف ایک متحدہ جماعت کی صورت میں ایک ہی سمت میں حرکت کریں۔ ان شاءاللہ

مجھے امید ہے کہ آپ نے جو سفارشات اور تجاویز مجھے بھجوائی ہیں وہ بڑے غور و فکر کے بعد مجلس مشاورت کے حقیقی مقاصد اور اس بات کو مدِّنظر رکھتے ہوئے مرتب کی ہوں گی کہ جماعت کے اندر محبت اور یک جہتی کے معیار بلند سے بلند ہوتے چلے جائیں اور حقیقی اسلام کا پیغام دنیا کے تمام خطّوں اور علاقوں تک پہنچ جائے۔ ان الفاظ کے ساتھ مَیں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجلس مشاورت کا دوسری صدی میں داخل ہونا بہت مبارک فرمائے اور ہماری جماعت ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور اس کی رحمتوں کا مشاہدہ کرنے والی ہو۔ (ترجمہ: حافظ نعمان احمد خاں)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 26 جولائی 2022)

بقیہ تفسیر کبیر از صفحہ 1

مقصد کسی دوسری طاقت کو ترقی سے روکنا ہو۔ قیام امن کیلئے کیا ہی لطیف تعلیم دی ہے۔ اگر اس کی پابندی کی جائے تو تمام فسادات یکدم مٹ سکتے ہیں۔ اتحادیوں اور ائتلافیوں کی سابق عالمگیر اور موجودہ لڑائی ایسے ہی معاہدات کے نتیجہ میں پیدا ہوئی اور ہو رہی ہے۔ معاہدہ وارسائی نہ ہوتا تو یہ نئی جنگ بھی نہ ہوتی۔ قرآن کریم فرماتا ہے کہ ایسے معاہدات جائز ہی نہیں۔ معاہدہ نیک نیتی پر مبنی ہونا چاہئے اور اس کا واحد مقصد قیام امن ہونا چاہئے۔

اِنَّمَا يَبۡلُوۡكُمُ اللّٰهُ بِهٖ میں اللہ تعالیٰ نے بتایا ہے کہ اَے مسلمانو! یہ مواقع بطور امتحان آتے ہیں اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ تم طاقت پا کر اسلام کی اخلاقی تعلیم پر کس طرح کاربند رہتے ہو اور دنیا کی ترقیات تمہیں کہیں دوسری اقوام کے نقش قدم پر تو نہیں چلا دیتیں۔

یہ مضمون قرآن مجید کی سچائی کا کتنا بڑا ثبوت ہے اور اسلام کی برتری کی کیسی عظیم الشان دلیل ہے۔ ابھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مکہ ہی میں تشریف رکھتے ہیں اور مسلمان ایک چپہ بھر زمین کے بھی مالک نہیں۔ مگر اس شان اور عظمت کے ساتھ ایک زبردست حکومت کے احکام بیان ہو رہے ہیں اور پھر ایسے رنگ میں کہ ہر عقلمند اور شریف انسان انہیں سن کر اس تعلیم کی برتری کو تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کیا یہ سچ نہیں کہ آج بھی جبکہ تیرہ سو سال گزر چکے ہیں اس کلام کی سچائی ظاہر ہو رہی ہے۔ آج کل کے فسادات اور قوموں کی بے چینیاں صرف ان احکام کو نظر انداز کر دینے کی وجہ سے ہی پیدا ہو رہی ہیں۔

(تفسیر کبیر، جلد 4، صفحہ 229، مطبوعہ قادیان 2010)

بقیہ اہم سوال و جواب از صفحہ 16

گا۔ چاہیے کہ انسان کے تمام قویٰ آنکھ، کان، دل، دماغ، دست و پا جملہ متمسک باللہ ہو جاویں۔ ان میں کسی قسم کا اختلاف نہ رہے اسی میں تمام کامیابیاں و نصرتیں ہیں یہی اصل مراقبہ ہے اسی سے حرارت قلبی و روحانیت پیدا ہوتی ہے اور اسی کی بدولت ایمان کامل نصیب ہوتا ہے۔

(ملفوظات، جلد پنجم، صفحہ 320، ایڈیشن 2016ء)

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں تحریر کیا کہ اگر ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹ جائے تو کیا نماز کیلئے دوبارہ وضو کرنے سے پہلے استنجا کرنا ضروری ہوتا ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 22/جولائی 2021ء میں اس مسئلے کا درج ذیل جواب ارشاد فرمایا:

جواب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوہ سے یا جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے وضو کی تفصیلات بیان فرمائی ہیں، ان میں کہیں پر بھی وضو سے پہلے استنجا کرنے کا ذکر نہیں ہے۔ اس لیے صرف ہوا خارج ہونے سے وضو ٹوٹنے پر نماز کیلئے دوبارہ وضو کرتے وقت وضو سے پہلے استنجا کرنے کی ضرورت نہیں البتہ اگر اخراج ریح کے ساتھ غلاظت یا پیشاب بھی نکل جائے تو پھر وضو سے پہلے استنجا کرنا ضروری ہے تاکہ اخراج ریح کے ساتھ جو گندگی نکلی ہے پہلے اسے دھویا جا سکے۔ ورنہ ایک دفعہ قضائے حاجت سے فارغ ہو کر استنجا کر کے جب وضو کر لیا جائے تو اسکے بعد صرف ہوا کے خارج ہونے پر وضو تازہ کرتے وقت استنجا کرنا ضروری نہیں۔

سوال ایک مربی صاحب نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ قرآن کریم کی آیت وَ الۡمُحۡصَنٰتُ مِنَ النِّسَآءِ اِلَّا مَا مَلَکَتۡ اَیۡمَانُکُمۡ میں کونسی عورتیں مراد ہیں اور کیا ان کے خاوندوں کے ہوتے ہوئے بھی ان سے شادی ہوسکتی ہے، یا یہ آیت مخصوص زمانہ کیلئے تھی اور کیا اب یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 22/جولائی 2021ء میں اس بارے میں درج ذیل اصولی ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب آپ مربی بھی ہیں اور آپ کو یہ بھی علم نہیں کہ قرآن کریم کی کوئی آیت منسوخ نہیں ہوسکتی۔ آپ کے سوال سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ آپ نے نہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا اور نہ ہی حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی کتب کا مطالعہ کیا ہے اور نہ ہی آپ خلفائے احمدیت کے خطبات و خطابات سنتے ہیں، بلکہ آپ کو تو جماعت کے بنیادی عقائد کا بھی علم نہیں جو آپ یہ پوچھ رہے ہیں کہ کیا قرآن کریم کی یہ آیت منسوخ ہو گئی ہے؟ کیونکہ جماعت احمدیہ کا بنیادی عقیدہ ہے کہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کا ایسا کلام ہے جسکی حفاظت کی ذمہ داری خود خدا تعالیٰ نے لے رکھی ہے اور اسکی بسم اللہ کی ''ب'' سے والناس کی ''س'' تک ساری عبارت خدا تعالیٰ کے اذن کے تحت محفوظ اور غیر مبدل ہے اور اس کا ایک نقطہ بلکہ ایک شوشہ بھی قابل منسوخ نہیں اور جس طرح آج سے چودہ سو سال پہلے قرآن کریم قابل عمل تھا، اب بھی اسی طرح قابل عمل ہے اور ان شاءاللہ قیامت تک اسی طرح قابل عمل رہے گا۔

ہاں یہ بات درست ہے کہ قرآن کریم کے بعض احکام بعض مخصوص حالات کے ساتھ تعلق رکھتے ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے زمانے میں جب وہ حالات تھے تو یہ احکام ان پر لاگو ہوتے تھے، آئندہ کسی زمانہ میں اگر ویسے ہی حالات دوبارہ پیدا ہوتے ہیں تو پھر ان احکامات کا ان حالات پر نفاذ ہوگا۔ اس آیت میں بیان لونڈیوں کے متعلق احکامات بھی اسی قسم کے حالات کے ساتھ مخصوص ہیں۔

ایک مربی کا صرف یہ کام نہیں کہ وہ صرف سوال کر کے اپنے مسائل حل کر لے یا کوئی بات معلوم کرنے کیلئے صرف Google Search کا سہارا لے بلکہ ایک مربی کو خود تحقیق کر کے اپنے علم میں اضافہ کرنے کی عادت ہونی چاہیے اور اس کا علم پختہ اور گہرا ہونا چاہیے۔ اسکی علمی اور جماعتی کتب کے مطالعہ پر گہری نظر ہونی چاہیے، اسے سوچنے اور غور کر کے نئے نئے علمی نکات نکالنے کی عادت ہونی چاہیے۔

باقی جہاں تک مذکورہ بالا آیت میں بیان عورتوں سے متعلق سوال ہے تو اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اسلام کے ابتدائی زمانے میں جبکہ دشمنان اسلام مسلمانوں کو طرح طرح کے ظلموں کا نشانہ بناتے تھے اور اگر کسی غریب مظلوم مسلمان کی عورت ان کے ہاتھ آجاتی تو وہ اسے لونڈی کے طور پر اپنی عورتوں میں داخل کر لیتے تھے۔ چنانچہ جَزٰٓؤُا سَیِّئَۃٍ سَیِّئَۃٌ مِّثۡلُهَا (الشوریٰ: 41) کی قرآنی تعلیم کے مطابق دشمن اسلام کی ایسی عورتیں جو اسلام پر حملہ کرنے والے لشکر کے ساتھ ان کی مدد کیلئے آتی تھیں اور اُس زمانہ کے رواج کے مطابق جنگ میں بطور لونڈی کے قید کر لی جاتی تھیں۔ اور پھر دشمن کی یہ عورتیں تاوان کی ادائیگی یا مکاتبت کے طریق کو اختیار کر کے جب آزادی بھی حاصل نہیں کرتی تھیں تو چونکہ اس زمانے میں ایسے جنگی قیدیوں کو رکھنے کیلئے کوئی شاہی جیل خانے وغیرہ نہیں ہوتے تھے اس لیے انہیں مجاہدین لشکر میں تقسیم کر دیا جاتا تھا اور یہ مجاہدین جب اپنے حصہ میں آنے والی ایسی لونڈیوں کی جہاں رہائش، خوراک اور لباس وغیرہ کی ضروریات پورا کرتے تھے تو بدلے میں اس زمانہ کے دستور کے مطابق ان مجاہدین کو ان عورتوں سے فائدہ اٹھانے کا بھی پورا پورا حق ہوتا تھا جس میں ان کے ساتھ جسمانی تعلق استوار کرنا بھی شامل تھا۔ پس اس آیت میں دشمن کی اسی قسم کی عورتوں کا ذکر کیا گیا ہے کہ اگر وہ مذکورہ بالا حالات میں مسلمانوں کے قبضہ میں آتی ہیں تو قطع نظر اس کے کہ وہ شادی شدہ ہیں یا غیر شادی شدہ، لونڈی کی حیثیت میں ان کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرنے کی اجازت ہے۔

یہاں پر میں یہ بھی واضح کر دوں کہ قرآن کریم، احادیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کی روشنی میں میرا موقف ہے کہ ایسی عورتوں سے ایک قسم کے نکاح کے بعد ہی ازدواجی تعلقات قائم ہو سکتے تھے۔ لیکن اس نکاح کیلئے اس لونڈی کی رضامندی ضروری نہیں ہوتی تھی اور نہ ہی اس نکاح کیلئے اسلامی دستور کے مطابق ولی کی رضامندی ضروری ہوتی تھی، بلکہ جس طرح بہت سے قبائل اور معاشروں میں یہ طریق رائج رہا اور اب بھی بعض ممالک میں یہ طریق موجود ہے کہ معاشرہ میں صرف یہ بتا دیا جاتا ہے کہ ہم میاں بیوی ہیں اور یہی ایک قسم کا اعلان نکاح ہوتا ہے، اسی طرح مذکورہ بالا قسم کی لونڈیوں کا جنگ کے بعد مال غنیمت کی تقسیم میں کسی مجاہد کے حصے میں آنا ان دونوں کا ایک طرح کا اعلان نکاح ہی ہوتا تھا۔ ایسی لونڈی سے اس قسم کے نکاح کے نتیجے میں مرد کیلئے چار شادیوں تک کی اجازت پر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا یعنی ایک مرد چار شادیوں کے بعد بھی مذکورہ قسم کی لونڈی سے ازدواجی تعلقات قائم کر سکتا تھا۔ البتہ اگر اس لونڈی کے ہاں بچہ پیدا ہو جاتا تھا تو وہ ام الولد کے طور پر آزاد ہو جاتی تھی۔

(ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، انچارج شعبہ ریکارڈ دفتر پی ایس لندن)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 22/جولائی 2022)

وفات شدگان کی طرف سے قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے

احادیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ کے موقع پر ایک قربانی اپنے اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے دیا کرتے تھے اور ایک قربانی اپنی امت کی طرف سے کیا کرتے تھے

مراقبے کے یہ معنے ہیں کہ روزانہ کچھ دیر خلوت میں بیٹھ کر انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ اس سے کون کونسی غلطیاں سرزد ہوگئی ہیں

آیا وہ انہیں دُور کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کر سکتا ہے تو اب تک کیوں نہیں کیں، اگر دُور نہیں کر سکتا تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا علاج ہو سکتا ہے

سیّدنا حضرت امیرالمؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے پوچھے جانے والے سوالات کے بصیرت افروز جوابات

نوٹ: سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مختلف وقتوں میں اپنے مکتوبات اور ایم ٹی اے کے مختلف پروگراموں میں اہم مسائل کے بارہ میں جو ارشادات مبارکہ فرماتے ہیں، ان میں سے کچھ قارئین کے افادہ کیلئے الفضل انٹرنیشنل کے شکریہ کے ساتھ شائع کیے جا رہے ہیں۔ (ادارہ)

(قسط:38)

سوال انڈونیشیا سے ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے دریافت کیا کہ کیا عیدالاضحیٰ کے موقع پر وفات شدگان کے نام پر جانور کی قربانی کی جا سکتی ہے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 8/جون 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب وفات شدگان کی طرف سے قربانی کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ یہ تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ چنانچہ احادیث میں آتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم عیدالاضحیٰ کے موقع پر ایک قربانی اپنے اور اپنے اہل خانہ کی طرف سے دیا کرتے تھے اور ایک قربانی اپنی امت کی طرف سے کیا کرتے تھے۔ اور آپ کی امت میں بہت سے ایسے صحابہ بھی شامل تھے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ میں شہید ہو چکے تھے اور وہ بھی حضور کی طرف سے کی جانے والی اس قربانی میں شامل ہوتے تھے۔ (صحیح مسلم، کتاب الاضاحی، مسند احمد بن حنبل، مسند الانصار مِنْ مُسْنَدِ الْقَبَائِلِ حَدِيثُ أَبِي رَافِعٍ، حدیث نمبر 25937)

علاوہ ازیں حدیث میں یہ بھی روایت آتی ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دو جانوروں کی قربانی کرتے ہوئے دیکھا تو اسکا سبب پوچھا۔ جس پر حضرت علیؓ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے وصیت فرمائی تھی کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے قربانی کیا کروں۔ اس لیے میں ایک جانور آپ کی طرف سے قربان کرتا ہوں۔ (سنن ابی داؤد، کتاب الضحایا، بَابُ الْأُضْحِيَّةِ عَنِ الْمَيِّتِ)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے دل میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کا جو مقام اور مرتبہ اور آپ کیلئے جو محبت تھی، اسکا اظہار کرتے ہوئے ایک موقع پر آپؓ فرماتے ہیں: ’’حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی وفات پر 42 سال کا عرصہ گزر چکا ہے مگر میں ہر قربانی کے موقع پر آپ کی طرف سے قربانی کرتا ہوں...... پھر جب میں حج پر گیا تو اس وقت بھی میں نے آپکی طرف سے قربانی کی تھی اور اب تک ہر عید کے موقع پر آپ کی طرف سے قربانی کرتا چلا آیا ہوں۔‘‘ (انوار العلوم، جلد 25، صفحہ 468)

پس وفات شدگان عزیزوں اور پیاروں کی طرف سے عیدالاضحیٰ کے موقع پر قربانی کرنا عین سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

سوال ایک خاتون نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت اقدس میں تحریر کیا کہ کیا حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام حقیقی بھائی تھے۔ نیز یہ کہ جب فرعون بنی اسرائیل کے سب لڑکوں کو قتل کروا دیتا تھا تو حضرت ہارون علیہ السلام کیسے زندہ بچ گئے؟ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے مکتوب مورخہ 13/جون 2021ء میں اس سوال کا درج ذیل جواب عطا فرمایا:

جواب بائبل کے بیان کے مطابق حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہم السلام حقیقی بھائی تھے۔ چنانچہ لکھا ہے: ’’اور عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوکبد سے بیاہ کیا جس سے اس کے بیٹے ہارون اور موسیٰ پیدا ہوئے۔ اور عمرام ایک سو سینتیس برس زندہ رہا...... اور یہ وہی ہارون اور موسیٰ ہیں جنہیں خداوند نے فرمایا تھا کہ بنی اسرائیل کو ان کے جتھوں کے مطابق مصر سے نکال لے جاؤ۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے بنی اسرائیل کو مصر سے نکال لے جانے کیلئے فرعون شاہ مصر سے بات کی تھی۔‘‘ (خروج باب 6 آیت 20 اور 27، 26)

بائبل کے مطابق حضرت ہارونؑ حضرت موسیٰؑ سے بڑے تھے۔ چنانچہ لکھا ہے کہ ’’موسیٰ اسی برس کا اور ہارون تراسی برس کا تھا جب وہ فرعون سے ہمکلام ہوئے۔‘‘ (خروج، باب 7، آیت 7)

فرعون نے حضرت موسیٰؑ کی پیدائش کے وقت اپنے خواب کی وجہ سے نجومیوں اور جوتشیوں کے مشورہ پر عبرانیوں کے لڑکوں کے قتل کا حکم دیا تھا۔ حضرت ہارون چونکہ پہلے پیدا ہو چکے تھے اس لیے وہ زندہ بچ گئے۔

حضرت ہارونؑ کے زندہ بچنے کی ایک وجہ بائبل میں یہ بھی لکھی ہے کہ حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کا زمانہ گزر جانے کے بہت عرصہ بعد جب بنی اسرائیل کی تعداد اس قدر بڑھ گئی کہ ملک ان سے بھر گیا تو اس وقت کے بادشاہ نے ان کی تعداد سے خوف کھا کے ان پر طرح طرح کی سختیاں شروع کر دیں۔ لیکن وہ جس قدر ستائے گئے اسی قدر ان کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ چنانچہ شاہ مصر نے دائیوں کو حکم دیا کہ اگر اسرائیلی عورتوں کے ہاں لڑکا پیدا ہو تو اسے مار دینا اور اگر لڑکی پیدا ہو تو اسے زندہ رہنے دینا۔ لیکن دائیوں نے بادشاہ کے حکم پر عمل نہ کیا۔ (ماخوذ از خروج، باب 1، آیت 7 تا 17)

علاوہ ازیں تفاسیر میں بھی لکھا ہے کہ مصری چونکہ بنی اسرائیل سے بے گار کا کام لیتے تھے اس لیے ایک سال اسرائیلیوں کے لڑکوں کو زندہ رکھتے تھے اور ایک سال قتل کروا دیتے تھے تاکہ بنی اسرائیل کی تعداد زیادہ نہ بڑھ سکے لیکن مصریوں کو محنت مزدوی کیلئے لیبر ملتی رہے۔ چنانچہ حضرت ہارون علیہ السلام کی پیدائش اس سال ہوئی جس سال بنی اسرائیل کے لڑکوں کو زندہ رکھا گیا تھا۔ (معالم التنزیل (تفسیر البغوی) مؤلفہ ابو محمد الحسین بن مسعود، زیر آیت نمبر 50 از سورۃ البقرہ) پس حضرت ہارون علیہ السلام کے زندہ رہنے کی یہ مختلف وجوہات ہیں جو بائبل اور تفاسیر کی کتب میں بیان ہوئی ہیں۔

سوال ایک دوست نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سے مراقبہ اور اس کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تعلیمات اور طریق کے بارہ میں دریافت کیا ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مکتوب مورخہ 13/جون 2021ء میں اس مسئلہ کے بارے میں درج ذیل ہدایات سے نوازا۔ حضور انور نے فرمایا:

جواب مراقبہ کے معانی عام طور پر دھیان لگانے، توجہ دینے اور اپنے اعمال پر غور و فکر کرنے کو کہتے ہیں۔ جس کی عادت انسانوں کے علاوہ جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام حضرت جنید رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ وہ فرمایا کرتے تھے، میں نے مراقبہ بلی سے سیکھا ہے۔ (ملفوظات، جلد چہارم، صفحہ 147، مطبوعہ 2016ء)

مراقبہ کا عمل جہاں مسلمان اولیاء اور صوفیاء کا ایک خاص شغل رہا ہے، اسلام کے علاوہ دیگر مذاہب میں بھی اپنے اپنے طریق کے مطابق اس کا ذکر ملتا ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ یہود کے اسینی فرقہ جنہیں فریسی بھی کہا جاتا تھا کے بارے میں انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ یہ لوگ روزے رکھتے اور بڑی پاک زندگی بسر کرتے تھے۔ اور غیب کی خبریں بتاتے تھے اور...... عبادت کے وقت مراقبہ کرتے تھے تا ان کی ارواح کا تعلق آسمانی باپ سے پیدا ہو جائے۔ (تفسیر کبیر، جلد چہارم، صفحہ 384، کالم نمبر 2)

اسلامی عبادات کی بڑی غرض یہی ہے کہ انسان اور خدا کے درمیان گہرا تعلق پیدا ہو۔ چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک سائل کے سوال کے جواب میں احسان کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: أَنْ تَعْبُدَ اللهَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ فَإِنْ لَمْ تَكُنْ تَرَاهُ فَإِنَّهُ يَرَاكَ۔ یعنی انسان کو چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی اس طرح عبادت کرے کہ گویا کہ وہ اللہ تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے لیکن اگر یہ کیفیت پیدا نہ ہو تو کم سے کم یہ ہو کہ اللہ تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، بَابُ سُؤَالِ جِبْرِيلَ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ)

عبادت کی یہ دونوں کیفیات مراقبہ کی ہی صورتیں ہیں۔ چنانچہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نمازوں کی حکمت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’درحقیقت نماز میں ہم کو یہ بتایا گیا ہے کہ انسانی روح کے کمال کیلئے دوسرے کے ساتھ تعاون، وعظ و تذکیر اور مراقبہ یہ تین چیزیں ضروری ہیں۔ مراقبہ کا قائم مقام خاموش نمازیں ہوتی ہیں جن میں انسان اپنے مطلب کے مطابق زور دیتا ہے۔‘‘ (روزنامہ الفضل قادیان، 5/ستمبر 1936ء، صفحہ 4)

مراقبہ کا طریق اور اس کا فائدہ بیان کرتے ہوئے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ’’ہمارے ملک میں یہ کیفیت ہے کہ ہم ہر چیز کے متعلق اس طرح کُودتے ہیں جس طرح بندر درخت پر کُودتا ہے۔ ابھی ایک خیال ہوتا ہے پھر دوسرا خیال ہوتا ہے پھر تیسرا خیال ہوتا ہے پھر چوتھا خیال ہوتا ہے ایک جگہ پر ہم ٹکتے ہی نہیں جس کی وجہ سے اعلیٰ سے اعلیٰ قرآنی تعلیم اور حدیثی تعلیم ہمارے اندر جذب نہیں ہوتی کیونکہ ہم جھٹ اس سے کُود کر آگے چلے جاتے ہیں۔ (رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکا علاج مراقبہ بتایا ہے اور مختلف شکلوں میں صوفیائے کرام نے اس پر عمل کی تدابیر نکالی ہیں مگر اس مادی دور میں اس کو پوچھتا کون ہے)...... ہمارے علماء نے وہ علاج اختیار نہیں کیا۔ اور وہ یہ تھا کہ قرآن کی تعلیم اور حدیث کی تعلیم جو ان امور کے متعلق ہے اس کو بار بار ذہن میں لایا جائے جسے مراقبہ کہتے ہیں اور پھر بار بار لوگوں کے سامنے پیش کیا جائے۔ مگر ہمارے ہاں تو بجائے یہ کہنے کے کہ اخلاق کی درستی ہونی چاہیے بس یہی ہوتا ہے کہ نماز پڑھو، روزہ رکھو، یوں سجدہ کرو، یوں ڈھیلا استعمال کرو۔ کم سے کم سات دفعہ جب تک پتھر سے خاص خاص حرکات نہ کرو تمہارا ڈھیلے کا فعل درست ہی نہیں ہو سکتا۔ غرض یا قشر پر زور دیا جاتا ہے یا رسم پر زور دیا جاتا ہے اور جو اصل سبق ان احکام کے پیچھے ہے اسے بالکل نظرانداز کیا جاتا ہے۔ (انوار العلوم، جلد 24، صفحہ 515)

احباب جماعت کو مراقبہ کی نصیحت کرتے ہوئے حضورؓ فرماتے ہیں: ’’تمہیں ہر روز کچھ وقت خاموشی کے ساتھ ذکر الٰہی یا مراقبے کیلئے خرچ کرنے کی عادت بھی ڈالنی چاہیے۔ ذکر الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ علاوہ نمازوں وغیرہ کے روزانہ تھوڑا سا وقت خواہ وہ ابتدا میں پانچ منٹ ہی ہو اپنے لئے مقرر کر لیا جائے جبکہ تنہائی میں خاموش بیٹھ کر تسبیح و تحمید کی جائے۔ مثلاً سُبْحَانَ اللهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ اَكْبَرُ اور اسی طرح دیگر صفات الٰہیہ کا ورد کیا جائے اور ان پر غور کیا جائے۔

مراقبے کے یہ معنے ہیں کہ روزانہ کچھ دیر خلوت میں بیٹھ کر انسان اپنے نفس کا محاسبہ کرے کہ اس سے کون کونسی غلطیاں سرزد ہوگئی ہیں۔ آیا وہ انہیں دُور کر سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کر سکتا ہے تو اب تک کیوں نہیں کیں۔ اگر دُور نہیں کر سکتا تو اس کی کیا وجوہ ہیں اور کیا علاج ہو سکتا ہے۔ پھر اس کے آگے وہ سوچ سکتا ہے کہ اس کے عزیزوں اور ہمسایوں کی اصلاح کی کیا صورت ہے۔ تبلیغ کے کیا مؤثّر ذرائع ہیں۔ کیا رکاوٹیں ہیں اور انہیں کس طرح دُور کیا جا سکتا ہے۔ اس قسم کے محاسبہ کا جو نتیجہ نکلے اسے ڈائری کے رنگ میں لکھ لیا جائے اور پھر اسی سلسلے کو وسیع کرنے کی کوشش کی جائے۔

اگر اس رنگ میں ذکرِ الٰہی اور مراقبہ کی عادت ڈالی جائے تو یقیناً اس سے روحانیت ترقی کرے گی، عقل تیز ہو گی اور امام وقت کی ہدایات و تقاریر پر زیادہ غور و تدبر کرنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق مل جائے گی۔ ایسا شخص آہستہ آہستہ ایک حد تک دنیا کیلئے ایک روحانی ڈاکٹر اور مصلح بن جائے گا۔‘‘ (انوار العلوم، جلد 23، صفحہ 61 تا 62)

حکم و عدل حضرت مسیح موعود علیہ السلام اپنے متبعین کیلئے مراقبہ کا حقیقی طریق اور اسکے فوائد بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں: ’’آپ اپنے سارے جسم و جان روح و رواں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے ہو جاویں۔ پھر خدا تعالیٰ خود بخود تم سب کا حافظ و ناصر معین و کارساز ہو جاوے

باقی صفحہ نمبر 15 پر ملاحظہ فرمائیں

نماز جنازہ حاضر وغائب

سیّدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 18/جون 2022ء بروز ہفتہ 12 بجے دوپہر مسرور ہال اسلام آباد (ٹلفورڈ) کے باہر تشریف لاکر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر وغائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ راشدہ وسیم بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم قاضی ناصر احمد صاحب بھٹی مرحوم (نارتھ ویلز، یو.کے)

14/جون 2022ء کو 77 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی حضرت قاضی عبد الرحیم صاحبؓ کی پوتی اور حضرت قاضی ضیاء الدین صاحبؓ کی پڑپوتی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، بہت نرم مزاج، ملنسار، مہمان نواز، غریب پرور، ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رضا پر راضی رہنے والی ایک نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں تین بیٹے، ایک بیٹی اور متعدد پوتے پوتیاں اور نواسے نواسیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک نواسے مکرم خالد ولید گنز الز صاحب (مربی سلسلہ) جامعہ احمدیہ یوکے سے فارغ التحصیل ہونے کے بعد اسی سال میدان عمل میں آئے ہیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرم منیر احمد طاہر صاحب (جرمنی)

26/مئی 2022ء کو 34 سال کی عمر میں ایک کارحادثے میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا کو حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی رضی اللہ عنہ کی قبولیت دعا کا نشان دیکھ کر 1953ء کے جلسہ سالانہ ربوہ پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کی سعادت ملی۔ مرحوم تحریک وقف نو میں شامل تھے۔ صوم وصلوٰۃ کے پابند، دعا گو، ملنسار، غریب پرور، بہت بہادر اور نڈر انسان تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ ایوان محمود ربوہ میں کافی عرصہ شعبہ اعتماد میں رضا کارانہ خدمت کی توفیق پائی اور ہمیشہ پیچھے رہ کر کام کرنا پسند کرتے تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ اور والدین کے علاوہ پانچ بھائی اور دو بہنیں شامل ہیں۔ آپ مکرم عبد المجید عامر صاحب (مربی سلسلہ، عربی ڈیسک یو.کے) کے بھانجے تھے۔

(2) مکرمہ رشیدہ بیگم صاحبہ
اہلیہ مکرم مبارک احمد بٹ صاحب (نیویارک، امریکہ)

26/مارچ 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا حضرت غلام علی صاحب رضی اللہ عنہ اور دادی حضرت حسین بی بی صاحبہ رضی اللہ عنہا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ میں سے تھے۔ مرحومہ کا تعلق سرائے عالمگیر کے قریب ایک گاؤں کوٹیاں سے تھا۔ 1998ء میں اپنے میاں کے ساتھ کینیڈا منتقل ہوگئیں اور پیس وِلیج میں سکونت اختیار کی۔ 2020ء سے اپنے چھوٹے بیٹے کے پاس نیویارک میں رہائش پذیر تھیں۔ پنجوقتہ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، روزانہ تلاوت قرآن کریم کرنے والی، شفیق، غریب پرور، ایک نیک اور پرہیزگار خاتون تھیں۔ خلافت سے بے انتہا محبت اور وفا کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں چار بیٹے اور دو بیٹیاں شامل ہیں۔ آپ کے ایک نواسے مکرم عثمان شہزاد بٹ صاحب یہاں انگلستان میں مربی سلسلہ اور ایک نواسے عزیزم رضوان شہزاد بٹ جامعہ احمدیہ یوکے میں زیر تعلیم ہیں۔

(3) مکرمہ ناصرہ بشارت صاحبہ
اہلیہ مکرم چودھری بشارت احمد صاحب (اوکاڑہ)

21/مئی 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کو دو مرتبہ صدر لجنہ حلقہ بیت الناصر اوکاڑہ شہر خدمت کی توفیق ملی۔ حلقہ کے اجلاسات کیلئے اپنا گھر بھی پیش کیا ہوا تھا۔ خلافت کی طرف سے ہونے والی ہر تحریک پر لبیک کہتی تھیں۔ اپنے گھر کے نچلے حصہ میں 33 سال سے ایک پرائیویٹ اسکول چلا رہی تھیں۔ شروع شروع میں تو سکول کی آمدنی سے اپنی خانگی ضروریات پوری کیں۔ لیکن تقریباً بیس سال سے سکول کی ساری آمدنی بلکہ اپنی جیب سے بھی بہت بڑی رقم غریب اور مستحق احمدی اور غیر احمدی بچیوں کی شادیوں پر لگا رہی تھیں۔ مرحومہ بہت حلیم، ملنسار اور نفیس خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ دو بیٹے اور تین بیٹیاں شامل ہیں۔

(4) مکرمہ عطیہ شریف صاحبہ
(سابقہ نیشنل صدر لجنہ کینیڈا)

2/اپریل 2022ء کو بقضائے الٰہی وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے دادا مکرم سیٹھ محمد غوث صاحب اگرچہ صحابی نہیں تھے لیکن ان کے جماعت سے بے پناہ خلوص اور خلافت کے ساتھ اطاعت ووفاداری کے باعث حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے انہیں قطعہ صحابہ میں دفن کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ مرحومہ 1970ء میں کینیڈا آئیں۔ آپ نے نائب صدر لجنہ، نیشنل سیکرٹری مینا بازار، نیشنل سیکرٹری مال کے علاوہ نیشنل صدر لجنہ کینیڈا کے طور پر خدمت کی توفیق پائی۔ آپ نے اپنے دور صدارت میں نہایت عمدگی سے ناصرات کیلئے ہفتہ وار تعلیمی وتربیتی کلاسز کا انتظام کیا۔ خود کینیڈا کے مغربی حصہ میں رہنے والی بچیوں کی کلاس لیتی تھیں۔ 1982ء میں ناصرات الاحمدیہ کینیڈا کا پہلا سالانہ اجتماع بھی آپ ہی کے دور صدارت میں منعقد ہوا۔ آپ نے لجنہ اور ناصرات کی تعلیم وتربیت کی ذمہ داریاں نہایت اعلیٰ رنگ میں نبھائیں۔ آپ کو جماعت کے شعبہ مال میں بھی متفرق خدمات کی توفیق ملی جن میں ایک نمایاں خدمت نیشنل کمپیوٹر کمپنی کے ساتھ بطور انچارج ڈیٹا انٹری ایک طویل عرصہ تک کام کرنا بھی شامل ہے۔ آپ ایک بہت حیادار، پنجوقتہ نمازوں کا اہتمام کرنے والی، خلافت سے محبت کرنے والی اور تمام جماعتی کاموں میں اعلیٰ نظم وضبط کے قیام کو ترجیح دینے والی، ایک نیک اور صالحہ خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

(5) مکرم وزیر محمد صاحب (ربوہ)

17/اپریل 2022ء کو 92 سال کی عمر میں بقضائے الٰہی وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کا تعلق چرناڑی گوئی کشمیر سے تھا۔ آپ ریٹائرڈ فوجی تھے۔ تقریباً بیس سال فوج میں رہے۔ آپ کو حکومت پاکستان کی طرف سے ستارہ جرأت کا تمغہ ملا۔ ریٹائرمنٹ کے بعد بچوں کی تربیت کی خاطر ربوہ شفٹ ہوگئے۔ جب تک ربوہ میں جلسہ سالانہ ہوتا رہا تو آپ کشمیر سے آنے والے اپنے رشتہ داروں کی رہائش اور مہمان نوازی کا انتظام بڑے شوق سے اپنے گھر میں کرتے تھے۔ خدمت خلق کے جذبہ سے سرشار، جماعتی خدمت میں پیش پیش، بہت محنتی، جفاکش، مہمان نواز، خلافت کے ساتھ والہانہ عشق ومحبت کا تعلق رکھنے والے، ہمدرد، نیک اور مخلص انسان تھے۔ آخری عمر تک بہت باعمل اور فعال زندگی گزاری۔ رات کا زیادہ حصہ نوافل اور بلند آواز میں قرآن کریم کی تلاوت میں گزارتے۔ پسماندگان میں تین بیٹے اور چار بیٹیاں شامل ہیں۔

(6) مکرمہ صغریٰ بی بی صاحبہ اہلیہ مکرم رفیع الدین صاحب مرحوم (المعروف رشید برادرز ٹینٹ سروس/رفیع بینکویٹ ہال ربوہ)

25/مئی 2022ء کو 82 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ کے میاں کے دادا حضرت جان محمد صاحب رضی اللہ عنہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابی تھے۔ آپ اپنے خاندان میں اکیلی احمدی تھیں۔ آپ کو شادی کے وقت قبول احمدیت کی توفیق ملی۔ مرحومہ تہجد گزار، پنجوقتہ نمازوں کی پابند، بہت نیک اور دعا گو خاتون تھیں۔ اپنے حلقہ میں لجنہ کے ساتھ بہت گہرا تعلق تھا۔ محلہ میں جماعتی اور تنظیمی چندہ جات میں بہت بڑھ چڑھ کر حصہ لیتی تھیں اور جب بھی جماعتی یا تنظیمی طور پر حلقہ میں چندہ کے ٹارگٹ کے حصول کیلئے ان سے رابطہ کیا جاتا تو بہت کھلے دل کے ساتھ ادائیگی کرتیں۔ عالمی بیعت وغیرہ یا کوئی اَور خوشی کا جماعتی موقع ہوتا تو پورے حلقہ میں شیرینی تقسیم کرواتیں۔ بہت سے ضرورت مند افراد کی خاموشی سے مدد کرتی تھیں اور کسی بھی ضرورت مند کو کبھی خالی ہاتھ نہ جانے دیتی تھیں۔ آپ نے بہت سی ضرورت مند بچیوں کی شادیاں بھی کروائیں۔ اپنے گھر جلسہ یا دیگر موقعوں پر آنے والے مہمانوں کی ہمیشہ کھلے دل اور خوشی کے ساتھ مہمان نوازی کرتی تھیں۔ اپنے غیر از جماعت رشتہ داروں کے ساتھ بھی ہمیشہ بہت اچھا سلوک رکھا۔ آپ کے گھر کے سامنے چمن عباس میں بہت سارے گھر غیر از جماعت لوگوں کے ہیں، ان کی غمی اور خوشی میں بھی ہمیشہ شامل ہوتی تھیں اور ان کا بھی ہر لحاظ سے خیال رکھتی تھیں۔ پسماندگان میں آٹھ بیٹے اور ایک بیٹی شامل ہیں۔

(7) عزیزم صیام احمد
(دار الیمن شرقی صادق ربوہ)

17/مئی 2022ء کو اپنے کزنوں کے ہمراہ دریا پر نہانے گئے تھے کہ کسی چٹان سے ٹکرانے پر زخمی ہونے کی وجہ سے ڈوب کر وفات پاگئے۔ اِنَّالِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کی عمر 20 سال تھی۔ عزیز B.Sc کے ذہین اور قابل طالب علم تھے اور ہمیشہ تعلیمی میدان میں نمایاں پوزیشن لیتے تھے۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنے پیاروں کے قرب میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ 20

ہر وقت سوچتا تھا کہ سب ایک ہاتھ پر متحد ہوں وہ بھی میں نے دیکھ لی اور میرے اس سوال کا جواب مل گیا اس لئے آج سے میں احمدیت قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں اور میں اپنے خاندان کو بھی خلافت کے پیچھے چلنے کا کہوں گا۔

کونگو برازویل کے معلم لکھتے ہیں کہ ایک خاتون نے تینوں دن جلسہ کی کارروائی دیکھی اور جلسہ کے آخری دن اس خاتون نے کہا کہ میں تین دن سے اپنے پادری اور آپ کے خلیفہ کی باتوں کو compare کر رہی تھی میں اس نظریے پر پہنچی ہوں کہ خلیفہ کی باتوں میں بہت وزن ہے اور ہر بات دل میں اتر رہی تھی جبکہ پادری کی باتیں ہم روزانہ سنتے ہیں لیکن کبھی بھی ایسا محسوس نہیں ہوا کہ اس کی باتوں نے ہمارے دل پر اثر کیا ہو۔ چنانچہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہوگئی۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے فرمایا اللہ تعالیٰ کے فضل سے جلسہ کے بیشمار پھل ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمیں عطا فرمائے۔ آئے ہوئے واقعات اور تاثرات جو ہیں ان میں سے چند مثالیں میں نے پیش کی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر احمدی کے ایمان و ایقان میں ترقی دے اور جلسہ کے اثرات دائمی ہوں اور وقتی نہ ہوں۔

خطبہ کے آخر پر حضور انور نے مکرمہ نصرت قدرت سلطانہ اہلیہ مکرم قدرت اللہ عدنان صاحب کینیڈا، محترم چوہدری لطیف احمد جھمٹ صاحب، مکرم مشتاق احمد عالم صاحب ابن مکرم محمد عالم صاحب مرحوم کا ذکر خیر فرمایا اور نماز جمعہ کے بعد تمام مرحومین کی نماز جنازہ غائب ادا کی۔

......☆......☆......☆......

EHSAN
DISH SERVICE CENTER
Opp. Four Storey Civil Lines Qadian
All types of Dish & Mobile Recharge
(MTA کا خاص انتظام ہے)
Mobile : 9915957664, 9530536272

IRS
INDIAN ROLLING SHUTTERS
WHOLESALE DEALER
SUPPLIERS OF ALL SPARES PARTS OF ROLLING SHUTTERS
Specialist in : GEAR & REMOTE SHUTTERS
Prop : HAMEED AHMAD GHOURI
Add : Beside Andhra Bank, Balapur X Road, Hyderabad (T.S)
Mobile : 09849297718

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم المرتبت خلیفہ راشد

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے کمالات اور مناقبِ عالیہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 18/مارچ 2022 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کس شخص نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا؟

جواب: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر طُلَیحہ بن خُوَیلد نے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کیا۔

سوال: اس وقت کون کون سے قبائل اس کے ہاتھ پر بیعت کرنے کیلئے تیار ہو گئے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: اسد اور غطفان اور طے قبائل اسکے ہاتھ پر بیعت کیلئے تیار ہو گئے۔

سوال: ثَعْلَبَہ بن سعد اور مُرَّہ اور عَبَس کون سے مقام پر جمع ہوئے تھے؟

جواب: ثَعْلَبَہ بن سعد اور مُرَّہ اور عَبَس میں سے ان کے حمایتی رَبَذَہ کے مقام اَبْرَق میں جمع ہوئے۔

سوال: جب مانعینِ زکوٰۃ کے وفود مدینہ سے واپس جا رہے تھے تو ان کے ذہن میں کیا باتیں تھیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان وفود نے جب حضرت ابوبکرؓ کا عزم دیکھا تو مدینہ سے واپس ہو گئے لیکن مدینہ سے جاتے وقت دو باتیں ان کے ذہن میں تھیں۔ ایک یہ کہ منع زکوٰۃ کے سلسلہ میں کوئی گفتگو کارگر نہیں۔ اس سلسلہ میں اسلام کا حکم واضح ہے اور خلیفہ کی اپنی رائے اور عزم سے پیچھے ہٹنے کی کوئی امید نہیں۔ خاص کر جب کہ مسلمان حضرت ابوبکرؓ کی رائے سے متفق ہیں اور حضرت ابوبکرؓ کی تائید کیلئے کمر بستہ ہیں۔ دوسرے یہ کہ مسلمانوں کی کمزوری اور قلتِ تعداد کو غنیمت جانتے ہوئے مدینہ پر ایسا زوردار حملہ کیا جائے جس سے اسلامی حکومت گر جائے اور اس دین کا خاتمہ ہو جائے۔

سوال: ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے قبائل سے کیا کہا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ان لوگوں نے واپس جا کر اپنے قبائل سے کہا کہ اس وقت مدینہ میں بہت کم آدمی ہیں اور ان کو حملہ کرنے کی طرف ترغیب دی۔

سوال: جب حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو اسکا علم ہوا تو آپ نے کیا کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے اس وفد کے جانے کے بعد مدینہ کے تمام ناکوں پر باقاعدہ پہرے متعین کر دیے۔ حضرت علیؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت طلحہؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اس کام پر مقرر کیے گئے۔ ایک روایت میں حضرت سعد بن ابی وقاصؓ اور حضرت عبدالرحمٰن بن عوفؓ کا نام بھی آتا ہے کہ یہ بھی ناکے پر پہرے کیلئے متعین کیے گئے۔

سوال: حضرت ابوبکرؓ نے اہل مدینہ کو کیا حکم دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت ابوبکرؓ نے تمام اہل مدینہ کو حکم دیا کہ وہ مسجد میں جمع ہوں اور پھر ان سے فرمایا کہ تمام سرزمین کافر ہو گئی ہے اور ان لوگوں کے وفود تمہاری قلتِ تعداد کو دیکھ گئے ہیں اور تم لوگ نہیں جانتے کہ وہ دن کے وقت یا رات میں تم پر حملہ آور ہوں گے۔ ان لوگوں کی سب سے قریب جماعت یہاں سے صرف ایک برید کے فاصلے پر ہے۔ لہٰذا اب مقابلے کیلئے بالکل تیار ہو جاؤ۔

سوال: حملہ کرنے والے جب رات کے وقت مدینہ پہنچے تو کیا ہوا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حملہ کرنے والے رات کے وقت مدینہ کے ناکوں پر پہنچے۔ وہاں پہلے سے جنگجو متعین تھے۔ پہرے داروں نے حضرت ابوبکرؓ کو دشمن کی پیش قدمی کی اطلاع دینے کیلئے آدمی دوڑائے۔ حضرت ابوبکرؓ نے یہ پیغام بھجوایا کہ سب اپنی اپنی جگہ پر جمے رہیں جس پر تمام فوج نے ایسا کیا۔ پھر حضرت ابوبکرؓ مسجد میں موجود مسلمانوں کو لے کر اونٹوں پر سوار ہو کر ان کی طرف روانہ ہوئے اور دشمن پسپا ہو گیا۔ مسلمانوں نے اپنے اونٹوں پر ان کا تعاقب کیا یہاں تک کہ وہ ذُوحُسیٰ جا پہنچے۔

سوال: اس جنگ کو جنگ بدر کے ساتھ کیا مشابہت ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: جنگِ بدر کے روز مسلمان صرف تین سو تیرہ کی قلیل تعداد میں تھے جبکہ مشرکین مکہ کی تعداد ایک ہزار سے زائد تھی۔ حضرت ابوبکرؓ کے ساتھ مخالفین سے جنگ کا جو یہ واقعہ پیش آیا اس موقع پر بھی مسلمانوں کی تعداد بہت قلیل تھی اسکے بالمقابل عُبس، ذُبیان اور غطفان کے قبائل بھاری جمعیت کے ساتھ مسلمانوں پر حملہ آور ہوئے تھے۔ بدر کے موقع پر انہیں اللہ نے مشرکین پر فتح عطا فرمائی۔ اس موقع پر ابوبکرؓ اور آپؓ کے ساتھیوں نے ایمان کامل کا ثبوت دیا اور دشمن پر فتح حاصل کی۔ جس طرح جنگِ بدر دُور رَس نتائج کی حامل تھی اسی طرح اس جنگ میں بھی مسلمانوں کی فتح نے اسلام کے مستقبل پر گہرا اثر ڈالا۔

سوال: مانعین زکوۃ کی شکست کے بعد زکوٰۃ کی وصولیوں کا کیا حال تھا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: منکرینِ زکوٰۃ کے خلاف کامیابی کے بعد زکوٰۃ کی وصولیوں کے متعلق تاریخ طبری میں لکھا ہے کہ اس زمانے میں اس قدر صدقات مدینہ میں موصول ہوئے جو مسلمانوں کی ضرورت سے بچ گئے۔

......☆......☆......☆......

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

اَے قرآن کے ماننے والو، رات دن کے اوقات میں اس کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کرو

جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اس پر غور و فکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ

تلاوت قرآن کریم کی اہمیت و فضائل کا احادیث نبویؐ کے حوالہ سے پر معارف تذکرہ

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 4/مارچ 2005 بطرز سوال و جواب

بمنظوری سیّدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے شروع میں کون سی آیت کی تلاوت فرمائی؟

جواب: حضور انور نے خطبہ کے شروع میں سورۃ البینہ آیت نمبر 4 رَسُوۡلٌ مِّنَ اللّٰہِ یَتۡلُوۡا صُحُفًا مُّطَہَّرَۃً۔ فِیۡہَا کُتُبٌ قَیِّمَۃٌ کی تلاوت فرمائی۔ اس کا ترجمہ ہے کہ اللہ کا رسول مطہر صحیفے پڑھتا تھا ان میں قائم رہنے والی اور قائم رکھنے والی تعلیمات تھیں۔

سوال: اللہ تعالیٰ قرآن مجید کے متعلق کیا گواہی دیتا ہے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ گواہی دیتا ہے کہ یہ پاک کتاب ہے اور ہر قسم کے ممکنہ عیب سے پاک ہے اور نہ صرف پاک ہے بلکہ ہر قسم کی حسین اور خوبصورت تعلیم اس میں پائی جاتی ہے جس کا کوئی مقابلہ ہی نہیں ہے۔ اس میں وہ تمام خوبیاں شامل کر دی گئی ہیں جن کی پہلے صحیفوں میں کمی تھی اور اب یہی ایک تعلیم ہے جو ہر ایک قسم کی کمی سے پاک ہے بلکہ اس تعلیم پر عمل کر کے ہر برائی سے بچا جا سکتا ہے۔ اور نہ صرف بچا جا سکتا ہے بلکہ اس کی تعلیم پر عمل کرنے اور اس تعلیم کو لاگو کرنے سے ہی اپنی اور دنیا کی اصلاح ممکن ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خَاتَمَ النَّبِیّٖن اور قرآن کی تعلیم کی آپس میں کیا مناسبت بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: خاتم النبیّین کا لفظ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر بولا گیا ہے بجائے خود چاہتا ہے اور بالطبع اسی لفظ میں یہ رکھا گیا ہے کہ وہ کتاب جو آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی ہے وہ بھی خاتم الکتب ہو۔ اور سارے کمالات اس میں موجود ہوں اور حقیقت میں وہ کمالات اس میں موجود ہیں۔ کیونکہ کلام الٰہی کے نزول کا عام قاعدہ اور اصول یہ ہے کہ جس قدر قوت قدسی اور کمال باطنی اس شخص کا ہوتا ہے اسی قدر قوت و شوکت اس کلام کی ہوتی ہے۔

سوال: جب حضرت عائشہؓ سے آنحضرت ﷺ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے کیا کہا؟

جواب: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ ''فَاِنَّ خُلُقَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ کَانَ الْقُرْآن'' یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق قرآن ہی تھے۔

سوال: حضرت مصلح موعودؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کے آپس کے تعلق کا کیا ذکر کیا؟

جواب: حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم کے آپس کے تعلق کے بارے میں فرمایا کہ قرآن کریم اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم دو موتی ہیں جو ایک ہی سیپ سے اکٹھے نکلے ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیم کو جاننا چاہتے ہو تو آنحضرت ﷺ کی زندگی کو دیکھ لو۔ اور اگر آنحضرت ﷺ کی زندگی کے بارے میں معلومات لینا چاہتے ہو، اگر یہ دیکھنا چاہتے ہو کہ آپؐ کے صبح و شام اور رات دن کس طرح گزرتے تھے، تو قرآن کریم کے تمام حکموں کو، اوامر و نواہی کو پڑھ لو آپ ﷺ کی سیرت سامنے آ جائے گی۔

سوال: حضور صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کریم کی کس رنگ میں تلاوت فرماتے تھے؟

جواب: اُمّ المومنین اُمّ سلمہ رضی اللہ عنہا سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاوت کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی قراءت قراءت مفسرہ ہوتی تھی۔ یعنی ایک ایک حرف کے پڑھنے کی سننے والے کو سمجھ آ رہی ہوتی تھی۔

سوال: رسول کریم ﷺ سوتے وقت کون سی سورتیں پڑھ کر اپنے جسم میں پھونکا کرتے تھے؟

جواب: حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: رسول کریم

سورۃ الاخلاص، سورۃ الفلق ، اور سورۃ الناس سونے سے پہلے پڑھ کر اپنے جسم میں پھونکا کرتے تھے۔

سوال جب حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپ پر بوڑھاپا کے آثار نظر آرہے ہیں تو اس پر آپؐ نے کیا فرمایا؟

جواب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مجھے سورۃ ھود، سورۃ واقعہ، سورۃ مرسلات اور (عَمَّ يَتَسَآءَلُوْنَ) اور (وَاِذَا الشَّمْسُ كُوِّرَتْ)، سورۃ تکویر وغیرہ نے بوڑھا کردیا ہے۔

سوال فتح مکہ کے دن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ پر سوار کون سی سورۃ پڑھ رہے تھے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: عَبْدُاللہ بِن مُغَفَّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ مَیں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک اونٹ پر سوار سورۃ الفتح پڑھتے دیکھا۔

سوال سورۃ ھود میں کن قوموں کا ذکر ملتا ہے؟

جواب حضور انور نے فرمایا: سورۃ ھود میں ان قوموں کا ذکر ملتا ہے جو انبیاء کے انکار کی وجہ سے ہلاک کر دی گئیں۔ آپؐ کا دل اس بات سے بے چین ہو جایا کرتا تھا کہ اب بھی کہیں انکار کی وجہ سے قوم پر عذاب نہ آجائے۔ پہلے انبیاء تو صرف اپنی اپنی قوموں کیلئے ہوتے تھے، آپؐ تو کُل دنیا کیلئے نبی تھے۔ پس آپؐ کو اس زمانے میں اپنی موجودہ قوم کی بھی فکر تھی اور جو آئندہ آنے والی نسلیں ہیں اور دنیا کی تمام قومیں ہیں ان کی بھی فکر تھی، یہ لوگ عذاب میں گرفتار نہ ہو جائیں۔ اور پھر اس وجہ سے آپؐ اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے، گڑگڑاتے تھے، رحم مانگتے تھے۔

سوال رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کو ماننے ولوں کو کیا نصیحت فرماتے ہیں؟

جواب آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے قرآن کے ماننے والو! قرآن کو تکیہ نہ بناؤ اور رات دن کے اوقات میں اس کی ٹھیک ٹھیک تلاوت کرو اور اس کے پڑھنے پڑھانے کو رواج دو اور اسکے الفاظ کو صحیح طریق سے پڑھو اور جو کچھ قرآن میں بیان ہوا ہے ہدایت حاصل کرنے کی غرض سے اس پر غور و فکر کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔ اسکی وجہ سے کسی دنیاوی فائدے کی خواہش نہ کرنا بلکہ خدا کی خوشنودی کیلئے اس کو پڑھنا۔

سوال حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کون سی آیت کی تلاوت کی تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہیں اشکبار ہوگئی؟

جواب حضرت عبداللہ نے سورۃ نساء کی آیت 42 فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ۔ وَجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا کی تلاوت کی۔ جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف دیکھا تو آپؐ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ پس کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لے کر آئیں گے اور ہم تجھے ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے۔ تو آپؐ کو اپنی اس گواہی پر، اللہ کے حضور اپنے اس مقام کا سن کر ایک خشیت کی کیفیت طاری ہو گئی تھی اور پھر یہ کہ میری اس گواہی کی وجہ سے جو ظاہر ہے ایک سچی گواہی ہونی ہے، میری امت کے کسی شخص کو سزا نہ ملے۔ آپؐ کو اس گواہی پہ فخر نہیں تھا کہ مجھے تو بڑا مقام ملا ہے، بلکہ فکر تھی اور اس فکر کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فکر بھی ہوتی تھی کہ امت میں قرآن کریم پڑھنے والے اور اس پر عمل کرنے والے پیدا ہوں جس کیلئے آپؐ ہمیشہ تلقین فرماتے رہتے تھے۔

سوال اونچی آواز اور آہستہ آواز سے قرآن پڑھنے والے کی مثال کس کی طرح ہے؟

جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اونچی آواز سے قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسے لوگوں کے سامنے خیرات کرنے والا اور آہستہ آواز میں قرآن پڑھنے والا ایسا ہے جیسا چپکے سے خیرات کرنے والا۔

سوال حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ کے آخر میں احباب جماعت کو کیا نصیحت فرمائی؟

جواب حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ ہمیں قرآن کریم کو پڑھنے، سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......

بقیہ اداریہ از صفحہ نمبر 2

طاعون کا یقینی اور حقیقی علاج

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان مضحکہ خیز رائے کے مقابل پر طاعون کا حقیقی اور یقینی علاج بتایا اور اس کے یقینی ہونے کا ثبوت بھی دیا۔ آپؑ نے فرمایا :

اب اَے ناظرین خود سوچ لو کہ اس قدر متفرق اقوال اور دعاوی سے کس قول کو دُنیا کے آگے صریح اور بدیہی طور پر فروغ ہو سکتا ہے۔ یہ تمام اعتقادی امور ہیں اور اِس نازک وقت میں جب تک کہ دنیا اِن عقائد کا فیصلہ کرے خود دنیا کا فیصلہ ہو جائے گا۔ اس لئے وہ بات قبول کے لائق ہے جو جلد تر سمجھ میں آسکتی ہے اور جو اپنے ساتھ کوئی ثبوت رکھتی ہے سو مَیں وہ بات مع ثبوت پیش کرتا ہوں۔ چار سال ہوئے کہ مَیں نے ایک پیشگوئی شائع کی تھی کہ پنجاب میں سخت طاعون آنے والی ہے اور مَیں نے اِس ملک میں طاعون کے سیاہ درخت دیکھے ہیں جو ہر ایک شہر اور گاؤں میں لگائے گئے ہیں۔ **اگر لوگ توبہ کریں تو یہ مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہیں سکتی خدا اِس کو رفع کر دیگا** مگر بجائے توبہ کے مجھ کو گالیاں دی گئیں اور سخت بدزبانی کے اشتہار شائع کئے گئے جسکا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو اَب دیکھ رہے ہو۔ خدا کی وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوئی اسکی یہ عبارت ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِہِمۡ اِنَّہٗ اَوَی الۡقَرۡیَۃَ **یعنی خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اِس بلائے طاعون کو ہرگز دُور نہیں کرے گا جب تک لوگ اُن خیالات کو دُور نہ کرلیں جو اُن کے دِلوں میں ہیں یعنی جب تک وہ خدا کے مامور اور رسول کو مان نہ لیں تب تک طاعون دُور نہیں ہوگی** ...... پس اِس بیماری کے دفع کے لئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لیں ...... چنانچہ وہ عزّ وجلّ فرماتا ہے:

ما کان اللہ لیعذّبھم و انت فیھم انہ اوی القریۃ۔ لولا الاکرام لھلک المقام۔ انی انا الرحمٰن دافع الاذی۔ انی لا یخاف لدیّ المرسلون۔ انی حفیظ۔ انی مع الرسول اقوم۔ والوم من یلوم۔ افطر و اصوم۔ غضبت غضبًا شدیدًا۔ الامراض تشاع۔ والنفوس تضاع۔ الا الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن و ھم مھتدون۔ انّا نأتی الارض ننقصھا من اطرافھا۔ انی اجھز الجیش فاصبحوا فی دارھم جاثمین۔

ترجمہ: خدا ایسا نہیں کہ قادیاں کے لوگوں کو عذاب دے حالانکہ تو اُن میں رہتا ہے۔ وہ اس گاؤں کو طاعون کی دست برد اور اس کی تباہی سے بچالے گا۔ اگر تیرا پاس مجھے نہ ہوتا اور تیرا اکرام مدنظر نہ ہوتا تو میں اِس گاؤں کو ہلاک کر دیتا۔ مَیں رحمان ہوں جو دُکھ کو دُور کرنے والا ہے۔ میرے رسولوں کو میرے پاس کچھ خوف اور غم نہیں مَیں نگہ رکھنے والا ہوں۔ مَیں اپنے رسول کے ساتھ کھڑا ہوں گا اور اُس کو ملامت کروں گا جو میرے رسول کو ملامت کرتا ہے۔ مَیں اپنے وقتوں کو تقسیم کر دوں گا کہ کچھ حصہ برس کا تو میں افطار کروں گا یعنی طاعون سے لوگوں کو ہلاک کروں گا اور کچھ حصّہ برس کا مَیں روزہ رکھوں گا۔ یعنی امن رہے گا اور طاعون کم ہو جائے گی یا بالکل نہیں رہے گی۔ میرا غضب بھڑک رہا ہے بیماریاں پھیلیں گی اور جانیں ضائع ہوں گی **مگر وہ لوگ جو ایمان لائیں گے اور ایمان میں کچھ نقص نہیں ہوگا وہ امن میں رہیں گے اور اُن کو مخلصی کی راہ ملے گی۔** یہ خیال مت کرو کہ جرائم پیشہ بچے ہوئے ہیں ہم اُن کی زمین کے قریب آتے جاتے ہیں۔ میں اندر ہی اندر اپنا لشکر طیار کر رہا ہوں یعنی طاعونی کیڑوں کو پرورش دے رہا ہوں پس وہ اپنے گھروں میں ایسے سو جائیں گے جیسا کہ ایک اُونٹ مرا رہ جاتا ہے۔

اب اس تمام وحی سے تین باتیں ثابت ہوئی ہیں (۱) اوّل یہ کہ **طاعون دُنیا میں اس لئے آئی ہے کہ خدا کے مسیح موعود سے نہ صرف انکار کیا گیا بلکہ اُس کو دُکھ دیا گیا۔ اُس کے قتل کرنے کے لئے منصوبے کئے گئے۔** اُس کا نام کافر اور دجّال رکھا گیا۔ پس خدا نے نہ چاہا کہ اپنے رسول کو بغیر گواہی چھوڑے۔ (۲) **دوسری بات جو اِس وحی سے ثابت ہوئی وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت میں فرو ہوگی جب کہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرلیں گے اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز آجائیں گے۔** کیونکہ براہین احمدیہ میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں آخری دنوں میں طاعون بھیجوں گا تا کہ میں اُن خبیثوں اور شریروں کا مُنہ بند کر دوں جو میرے رسول کو گالیاں دیتے ہیں۔ اصل بات یہ ہے کہ محض انکار اِس بات کا موجب نہیں ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دُنیا میں کوئی تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولوں کا انکار کریں اور دست درازی اور بدزبانی نہ کریں تو اُن کی سزا قیامت میں مقرر ہے۔ اور جس قدر دنیا میں رسولوں کی حمایت میں مَری بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہیں بلکہ شرارتوں کی سزا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب لوگ بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خباثتوں سے باز آجائیں گے اور شریفانہ برتاؤ اُن میں پیدا ہو جائے گا۔ تب یہ تنبیہ اُٹھالی جائے گی مگر اِس تقریب پر بہت سے سعادت مند خدا کے رسول کو قبول کرلیں گے اور آسمانی برکتوں سے حصّہ لیں گے اور زمین سعادتمندوں سے بھر جائے گی (۳) تیسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوئی ہے وہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ بہرحال جب تک کہ طاعون دنیا میں رہے گو ستر برس تک رہے قادیاں کو اس کی خوفناک تباہی سے محفوظ رکھے گا کیونکہ یہ اُس کے رسول کا تخت گاہ ہے اور یہ تمام امتوں کے لئے نشان ہے۔ (دافع البلاء رُوحانی خزائن جلد 18 صفحہ 221 تا 230)

آئندہ شمارہ میں ہم انشاء اللہ طاعون سے متعلق سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض اَور ارشادات پیش کریں گے۔ (منصور احمد مسرور)

......☆......☆......☆......

Z.A. Tahir Khan
M.Sc. (Chemistry) B.Ed.
DIRECTOR
طالب دعا
Z.A.TAHIR KHAN
Director oxford N.T.T.College
Jaipur (Rajasthan)
TEACHER TRAINING
OXFORD N.T.T. COLLEGE
(Teacher Training)
(A unit of Oxford Group of Education)
Affialiated by A.I.I.C.C.E. New Delhi 110001
0141-2615111- 7357615111
oxfordnttcollege@gmail.com
Add. Fateh Tiba Adarsh Nagar, Jaipur-04
Reg. No. AIICCE-0289/Raj.

TAHIRA ENTERPRISE
Manufacturer of Leather & Rexine Goods (Belts, Wallets, Ladies Bags,etc)
Prop. : Mashooque Alam, Kolkata (WEST BENGAL)
Mob : 9830464271, 967455863

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Mobile. : +91 82830 58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2019-22 Vol. 71 Thursday 18 - August - 2022 Issue. 33

MANAGER
SHAIKH MUJAHID AHMAD
Mobile : +91 99153 79255
e-mail: managerbadrqnd@gmail.com

ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs.850/- (Per Issue : Rs.16/-) By Air : 50 Pounds or 80 US Dollars - 60 Euro (**WEIGHT** : 50 -100 Gms/Issue)

۞ کوئی مانے یا نہ مانے آج حقیقی اسلام احمدیت ہی ہے اور وہ دن دور نہیں جب لوگ اس حقیقت کو پہچان لیں گے اور اس میں داخل ہو جائیں گے

۞ مَیں اس بات کو کہتے ہوئے قطعاً نہیں شرماؤں گا کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں وہ عیسائیت نے نہیں دیئے

۞ مَیں یہاں پر دو دن سے حقوق اللہ، حقوق العباد تقویٰ اور استغفار کے بارے میں باتیں سن رہا ہوں

جو میرے دل میں گھر کر رہی ہیں جبکہ چرچ میں سوائے جادو ٹونے یا بدروحوں کو نکالنے کے اور کچھ بھی نہیں بتایا جاتا

۞ وہ بات جو میں ہر وقت سوچتا تھا کہ سب ایک ہاتھ پر متحد ہوں وہ مَیں نے دیکھ لی اس لئے آج سے میں احمدیت قبول کرنے کا اعلان کرتا ہوں

۞ مَیں تین دن سے اپنے پادری اور آپ کے خلیفہ کی باتوں کو compare کر رہی تھی، خلیفہ کی باتیں دل میں اتر رہی تھیں جبکہ پادری کی باتوں نے کبھی بھی دل پر اثر نہیں کیا

جلسہ سالانہ برطانیہ 2022 کے متعلق اپنوں اور غیروں کے ایمان افروز تعاثرات

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 12 راگست 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد (برطانیہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: الحمد للہ۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں گذشتہ ہفتہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ منعقد کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور اللہ تعالیٰ کے بیشمار فضل ہم نے ان تین دنوں میں دیکھے۔ فرمایا: جلسہ کا سارا سال انتظار رہتا ہے۔ بڑی تیاریاں بھی انتظامیہ کو کرنی پڑتی ہیں لیکن پھر جب جلسہ شروع ہوتا ہے تو پتہ ہی نہیں چلتا کہ یہ تین دن کس طرح پلک جھپکنے میں گزر گئے۔

پہلے تو میں تمام کارکنان کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے جلسہ کی تیاری سے لے کر وائنڈ اپ تک بے لوث ہو کر کام کیا اور بندوں کی شکرگزاری ہی اللہ تعالیٰ کی شکرگزاری کی طرف لے کر جاتی ہے۔ بچوں بڑوں عورتوں لڑکیوں نے خدمت کا حق ادا کرنے کی کوشش کی۔ جلسہ سالانہ کے متعلق اپنوں اور غیروں کے تاثرات بیان کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:

نائیجر کے ابوبکر سینی صاحب ایک غیر احمدی عالم ہیں۔ نیامے شہر میں ایک مسجد کے امام بھی ہیں وہ کہتے ہیں کہ مجھے سب سے زیادہ جس بات نے متاثر کیا وہ لوگوں کا خلیفہ وقت سے پیار اور محبت کا تعلق ہے یوں گمان ہوتا ہے کہ یہ محبت خود خدا تعالیٰ نے لوگوں کے دلوں میں ڈالی ہے کیونکہ اس میں بناوٹ کا کوئی شائبہ نہیں تھا۔

برکینا فاسو کے ایک غیر از جماعت دوست اسحاق صاحب کہتے ہیں کہ آپ کا جلسہ سالانہ بہت شاندار تھا اس کی مثال نہیں ملتی۔ اتنے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا کسی معجزے سے کم نہیں اور ایک امام کی پیروی، یہ جلسہ اپنی مثال آپ ہے۔ کہنے لگے کوئی مانے یا نہ مانے آج حقیقی اسلام احمدیت ہی ہے اور وہ دن دور نہیں جب لوگ اس حقیقت کو پہچان لیں گے اور اس میں داخل ہو جائیں گے۔

زیمبیا کے ایک شخص کاٹے بولے صاحب کہتے ہیں کہ جلسہ سالانہ کے آخری روز آپ کے خلیفہ کا اختتامی خطاب سنا بہت متاثر ہوا۔ آپ کے خلیفہ کا خطاب بہت حیرت انگیز تھا۔ اسلام جس خوبصورتی سے عورت کے حقوق بیان کرتا ہے مجھے قطعاً اس بات کا اندازہ نہیں تھا۔ میں یہی سمجھتا تھا کہ اسلام نے عورت کے حقوق ضبط کئے ہیں اور عورت کو کسی قسم کی آزادی نہیں دی۔ میرے نزدیک اسلام نے عورت کو گھر کے اندر بند کر کے رکھ دیا تھا مگر آج یہ خطاب سن کر میرا نظریہ بدل گیا ہے۔ میں اس بات کو کہتے ہوئے قطعاً نہیں شرماؤں گا کہ اسلام نے عورت کو جو حقوق دیئے ہیں وہ عیسائیت نے نہیں دیئے۔

کانگو کنساشا میں امیگریشن ڈیپارٹمنٹ کے نمائندہ آئے، جلسہ میں شامل ہوئے، انہوں نے میرا خطاب سنا اور کہنے لگے اس خطاب نے یہ سوچنے پر مجبور کر دیا ہے کہ وہ اب تک احمدی کیوں نہیں ہیں اور اس بات کا وعدہ کر کے گئے ہیں کہ آئندہ مشن ہاؤس آتے رہیں گے اور جماعت کے بارے میں مزید تحقیق کریں گے۔

کانگو کنساشا کی الیبو جماعت میں جلسہ کی کارروائی دیکھنے کے لئے حنبلی مسلمانوں کے ایک امام کو مدعو کیا گیا۔ جلسہ کے اختتام پر وہ کہنے لگے کہ جس طرح جماعت احمدیہ نے اسلام کی حقیقی تعلیم کو پیش کیا ہے جو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں دی تھی میرے نزدیک یہ جماعت کا ہی طرہ امتیاز ہے۔ میں ابھی چاہتا ہوں کہ کچھ بھی کر کے جماعت میں شمولیت اختیار کر لوں اللہ مجھے اس کی توفیق دے۔ حضور انور نے دعا دی کہ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق دے۔

ماریشس کی رپورٹ ہے کہ ممبر آف پارلیمنٹ تانیہ دیولے صاحبہ آئی تھیں۔ کہتی ہیں کہ شاندار نظارہ ہے۔ اتنی بڑی تعداد میں لوگوں کا اپنا محاسبہ کرنے کے لئے ایک روحانی مقصد کے لئے جمع ہونا بڑی بات ہے۔ خاص کر جبکہ ہم سارے ایک مشکل دور میں سے گزر رہے ہیں جس میں دنیا بہت سے بحرانوں کا شکار ہے۔ میرے نزدیک اس قسم کی چیزیں معاشرے کو صحیح راستے پر گامزن اور اعلیٰ اقدار کو برقرار رکھنے میں بہت ممد ہیں۔ میرے لئے یہ تجربہ بہت خوشگوار ہے میں نے بہت سی یہاں باتیں سیکھی ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: نومبائعین نے بھی اپنے تاثرات بھیجے ہیں۔ برکینا فاسو کی ایک نومبائعہ خاتون ہیں کہتی ہیں کہ خلیفہ وقت کے کھلے اور صاف الفاظ ہمیں بتا رہے ہیں کہ ہم نے احمدیت کو حقیقی اسلام سمجھ کر صرف اس لئے بیعت نہیں کی کہ ہم دوسروں کو بھی احمدی بنائیں بلکہ اس لئے بھی کی کہ معاشرے میں خود بھی ایک مثالی احمدی بن کر رہنا ہے اور اپنے قول و فعل کو ایک کر کے اپنے ایمان کو مضبوط بھی کرنا ہے اور یقین میں بڑھنا ہے۔

انڈونیشیا ایک نومبائعہ خاتون کہتی ہیں کہ جلسہ سالانہ یو کے ایک غیر معمولی چیز ہے۔ اگرچہ میں نے یہ جلسہ صرف ٹی وی پر دیکھا ہے لیکن میرا دل و دماغ جلسہ یو۔کے میں موجود تھا۔ اس جلسہ سے میرا اس الٰہی جماعت پر ایمان بڑھا ہے اور میں مستقبل میں مزید بہتر ہو جاؤں گی۔

انڈونیشیا کے ایک نومبائع ایری ہیماوان صاحب کہتے ہیں کہ میں جماعت احمدیہ کی تنظیم کا ممبر ہونے پر خوش ہوں۔ یہی اسلامی تنظیم میرے کردار اور شخصیت کے مطابق ہے۔ اب میں احمدی ہو کر ایک کارآمد شخص بن سکتا ہوں اور جسمانی اور روحانی ترقی حاصل کر سکتا ہوں۔

لیسیتھو سے ایک نومبائع یوسف الحبیسا صاحب کہتے ہیں جب میں احمدیت کے بارے میں تحقیق کر رہا تھا اور جب میں نے پہلی بار خلیفہ وقت کی تصویر دیکھی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے خواب میں کہا کہ یہ سچا مذہب ہے۔ جلسہ کو زندگی میں پہلی بار دیکھنا اور بیعت کے روح پرور مناظر کو دیکھنا اور اس میں شامل ہونے کے بعد میں اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کر رہا ہوں جیسے ایک نئی زندگی حاصل ہو گئی ہو۔

یمن سے شیما قاسم صاحبہ کہتی ہیں ہم نے جلسہ کی کارروائی دیکھی۔ ایسا لگتا تھا کہ ہم جنت میں ہیں۔ اسلام کا سورج ہم پر دوبارہ طلوع ہوا ہے اور ہمارے دلوں اور روح کو تازگی بخشی ہے۔ ہم میں حقیقی ایمان اور محبت اور وحدت اور اخلاق کی روح پھونکی گئی ہے۔ ہم اپنے آپ سے دور تھے لیکن ہمارے دل آپ کے ساتھ تھے۔ مولیٰ کریم خلافت کو دوام بخشے اس کے بغیر نہ ہمارا کوئی وجود ہے نہ مقصد۔

گنی بساؤ ایک غیر احمدی دوست سینی بالٹے صاحب نے جلسہ کی کارروائی سنی۔ کہتے ہیں میں نے آج تک کبھی ایسا پروگرام نہیں دیکھا جس میں لوگ اپنے لیڈر کو اتنے پیار اور احترام سے سنتے ہوں اور عالمی بیعت کے مناظر بہت خوبصورت تھے۔ مجھے یہ مناظر دیکھ کر یقین ہو گیا ہے کہ احمدیہ جماعت اپنے خلیفہ کی مکمل اطاعت کرتی ہے اور یہی انکی ترقی کا راز ہے اور حقیقت میں احمدیہ جماعت ایک سچی جماعت ہے اور آپ لوگ سچے رستے پر ہیں۔

گنی بساؤ کی ایک نومبائعہ خاتون ایک غیر از جماعت خاتون زیب النساء کو جلسہ کے لئے لے کر آئیں کہتی ہیں کہ زیب النساء نے جلسہ کے آپ کے تمام خطابات سنے اور آخری دن مسجد میں اعلان کیا کہ میرے جماعت احمدیہ کے بارے میں بہت سے اعتراضات تھے مگر آپ کے خلیفہ کے خطابات سن کر تمام اعتراضات ختم ہو گئے ہیں اور میں احمدیت میں شامل ہونے کا اعلان کرتی ہوں اور میں اپنے بیٹے کو بھی جماعت احمدیہ کے لئے وقف کرتی ہوں۔

گنی بساؤ کے ایک گاؤں کی رہنے والی خاتون کمبا کیٹا صاحبہ ہیں کہتی ہیں کہ میں نے احمدیت تو اسی وقت قبول کر لی تھی جب عالمی بیعت ہوئی تھی مگر اب اس خطاب کے بعد اعلان کرنا چاہتی ہوں کہ اس وقت اگر امت مسلمہ کو کوئی بچا سکتا ہے تو خلافت احمدیہ ہی ہے اور آج میں احمدیت میں شامل ہونے کا اعلان کرتی ہوں اور اپنے بچوں کو بھی احمدیت قبول کرنے کی نصیحت کروں گی کیونکہ احمدیت ہی حقیقی اسلام ہے۔

کونگو برازویل سے مسٹر ممبو را ابن جیلی صاحب جن کا تعلق عیسائیت سے ہے کہتے ہیں کہ میں یہاں پر دو دن سے حقوق اللہ حقوق العباد تقویٰ اور استغفار کے بارے میں باتیں سن رہا ہوں جو میرے دل میں گھر کر رہی ہیں اور اپنے اندر ایک تبدیلی محسوس کر رہا ہوں جبکہ چرچ میں سوائے جادو ٹونے یا بدروحوں کو نکالنے کے اور انہیں کچھ بھی نہیں بتایا جاتا۔ میں نے فیصلہ کیا ہے کہ میں آپ کی جماعت میں شامل ہو جاؤں کیونکہ یہاں ہی مجھے روحانی سکون میسر آیا ہے چنانچہ وہ بیعت کر کے جماعت میں شامل ہو گئے۔

برکینا فاسو کے ایک نومسلم دوست میسے بیسا صاحب کہتے ہیں کہ خلیفۃ المسیح کو براہ راست دیکھنے کا یہ میرا پہلا تجربہ ہے۔ میں اسلام میں نیا داخل ہوا ہوں اور میرے ذہن میں ہمیشہ یہ سوال آتا تھا کہ دنیا کو لازمی طور پر ایک لیڈر کے ہاتھ پر متحد ہونا چاہئے۔ اب یہاں جماعت احمدیہ کے لوگوں کو دیکھا تو وہ اتحاد نظر آتا ہے اس لئے میں نے ان کے ساتھ احمدیہ مسجد میں نمازیں پڑھنی شروع کر دیں اور آج میں جلسہ سالانہ یو۔کے اور عالمی بیعت میں شامل ہوا ہوں جس میں تمام احمدی ایم۔ٹی۔اے کے ذریعہ سے شامل تھے۔ جب میں نے یہ سب اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا تو میں مطمئن ہو گیا اور وہ بات جو میں

باقی صفحہ نمبر 17 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badar. Name of Owner: Nigran Board of Badar. And printed at Fazle-Umar Printing Press. Harchowal Road, Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab. And published at office of Weekly Badar Mohallah - Ahmadiyya, Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor:Mansoor Ahmad